ابن الفارض

عربی صوفیانہ شاعری کی ایک منفرد شخصیت

غلام مصطفیٰ

ابن الفارض

عربی صوفیانہ شاعری کی ایک منفرد شخصیت

غلام مصطفیٰ

ادارۂ علوم اسلامیہ
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

Marfat.com
Marfat.com

یکے از مطبوعات ادارۂ علوم اسلامیہ

129666

اشاعت اول ۱۹۷۳ء

مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ

Marfat.com
Marfat.com

اپنی بیٹی

جاریہ میمونہ

کے نام

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

پیش لفظ

فارسی کی صوفیانہ شاعری سے متعلق اردو میں کافی مواد موجود ہے ، اس لئے اہل اردو بڑی حد تک فارسی کے صوفی شعرا کے خیالات سے واقف ہیں ، لیکن عربی کی صوفیانہ شاعری پر جہاں تک مجھے علم ہے اردو میں کوئی مستقل کتاب نہیں ہے ، صرف تاریخ تصوف کی کتابوں میں ضمنی طور پر عربی کے کچھ صوفیانہ اشعار یا ان کے ترجمے مل جاتے ہیں ' اس لئے اس موضوع پر اردو میں کچھ کام کرنے کی ضرورت تھی ۔

شیخ ابن الفارض اپنے صوفیانہ کلام کی بدولت عربی شاعری کی تاریخ میں ایک انفرادی حیثیت کے مالک ہیں اور عربی میں ان کا وہی مرتبہ ہے جو فارسی میں رومی و عطار کو حاصل ہے ، ایسی عظیم شخصیت کے تذکرے سے اردو کا دامن خالی رہنا ایک نمایاں کمی تھی ۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے مشورے پر ڈاکٹر حافظ غلام مصطفیٰ نے ابن الفارض پر کام شروع کیا اور چند سال کی محنت کے بعد اسے مکمل کردیا ۔ اب یہ کام مطبوعہ صورت میں اہل ذوق کے سامنے ہے ، امید ہے کہ وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے ۔

عبد العلیم

وائس چانسلر ، مسلم یونیورسٹی

علی گڑھ

۴ جون ۱۹۷۳ ء

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

تعارف

شیخ ابو حفص شرف الدین عمر بن الفارض کا شمار اسلام کے ممتاز صوفیہ میں ہوتا ہے - اور وہ عربی صوفیانہ شاعری کے امام مانے جاتے ہیں، چھٹی صدی ہجری کے نصف آخر میں یہ آفتاب طلوع ہوا اور ساتویں صدی ہجری کے ربیع اول میں نصف النہار پر پہنچ گیا، یہ وہ زمانہ تھا جب اسلامی تصوف مدارج ارتقا کو طے کرتا ہوا نقطۂ عروج کو پہنچ رہا تھا - ایک طرف شیخ اکبر محی الدین بن عربی کے صوفیانہ افکار کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا اور دوسری طرف ابن الفارض کی شاعری کے نغمے فضا میں گونج رہے تھے، گویا عربی تصوف کے آفتاب اور ماہتاب دونوں ساتھ ساتھ اپنی اپنی چمک دمک سے دنیا کو منور کر رہے تھے -

اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی کی صوفیانہ شاعری فارسی کے مقابلہ میں پست ہے، تاہم جہاں تک صرف عربی زبان کے صوفی شعراء کا تعلق ہے ابن الفارض نہ صرف اپنے دور کے امام تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اس میدان میں ان کا کوئی حریف پیدا نہ ہوسکا، خود ابن عربی کی شاعری ابن الفارض کے قصائد سے آنکھیں نہیں ملا سکتی، اگرچہ ابن عربی کا مرتبہ عربی نثر میں اتنا بلند ہے کہ ان کی صوفیانہ تحریروں کے مقابلہ میں فارسی نثر بھی کوئی جواب پیش نہیں کرسکتی، اس طرح ابن الفارض ہی کو عربی تصوف کے شاعر اعظم ہونے کا فخر حاصل ہے -

Marfat.com
Marfat.com

میں نے جب شیخ ابن الفارض پر کچھ کام کرنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے شیخ کے دیوان کا بالاستیعاب مطالعہ شروع کیا ، لیکن جلد ہی مجھے محسوس ہوا کہ شیخ کا کلام کافی مشکل ہے ، اس اشکال کی وجہ معنوی دقت کے علاوہ لفظی رعایت بھی ہے جس سے شیخ کا کلام مملو ہے ۔ اسی اثنا میں مجھے رشید بن غالب کا مرتب کردہ ایک دیوان مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ ھ مل گیا جس میں دو شرحیں موجود ہیں ، ایک شرح شیخ حسن البورینی (م : ۱۰۲۴ ھ) کی ہے جو لغوی و نحوی اعتبار سے ہے اور دوسری شرح شیخ عبدالغنی النابلسی (م : ۱۱۴۴ ھ) کی ہے جس میں صوفیانہ نقطہ نظر سے اشعار کی تشریح کی گئی ہے ، رشید بن غالب نے اس دیوان میں اول الذکر شرح پوری شامل کردی ہے اور دوسری شرح سے بقدر ضرورت اقتباسات لئے ہیں ۔ اس کتاب سے شیخ کے کلام کو سمجھنے میں مجھے بڑی مدد ملی ۔

لیکن تائیہ کبریٰ جو شیخ کے تمام قصائد میں سب سے زیادہ طویل ، اہم اور ایک بے مثال شاہکار ہے وہ اس دیوان میں شامل نہیں ہے اس لئے کہ اس کی شرح شیخ نابلسی نے بھی نہیں لکھی اور اس کا عذر یہ پیش کیا ہے کہ اس قصیدہ میں دقائق صوفیہ کا بیان ہے اور اس کی شرح اس شخص کے لئے ممکن نہیں ہے جو صوفیہ کے حالات سے متصف نہ ہو ، غرض اس قصیدہ کی کوئی عربی شرح مجھے نہ مل سکی ، البتہ انگریزی میں پروفیسر نکلسن کی ایک کتاب Studies in Islamic Mysticism مل گئی جس میں اس قصیدہ کا انگریزی

Marfat.com
Marfat.com

ترجمہ اور جابجا کچھ تشریح موجود ہے ، اس کتاب سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے ، اس کے بعد پروفیسر آربری کی کتابیں بھی نظر سے گذریں جن میں ابن الفارض کی نظموں کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے ۔

غرض اس طرح شیخ کے دیوان کو شروع سے آخر تک سمجھ لینے کے بعد جو نمایاں عنوانات ذہن میں آئے ان کے تحت میں نے مختلف مقامات سے کچھ اشعار کا انتخاب کرکے اردو میں ان کا ترجمہ و تجزیہ کیا ، پھر مختلف کتابوں میں جن کی فہرست آخر میں شامل کردی گئی ہے جو کچھ شیخ کے متعلق مل سکا اسے جمع کرنے کے بعد تمام مواد کو ایک مناسب ترتیب کے ساتھ مرتب کر دیا ۔

پہلے خیال تھا کہ اسلامی تصوف کی مختصر تاریخ بھی اس میں شامل کردی جائے اور جو صوفیانہ خیالات ابن الفارض کے کلام میں ملتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی ابتدا و ارتقا پر کچھ روشنی ڈالی جائے ، لیکن پھر طوالت کے خوف سے میں نے اس حصہ کو ساقط کردیا اور اپنے کام کو شیخ کے کلام ہی تک محدود رکھا جو مکمل ہونے کے بعد ماہنامہ معارف ، اعظم گڑھ کے جون تا دسمبر ۱۹۶۸ ء کے شماروں میں بالاقساط شائع ہوا ، اس پر بعض بزرگوں اور دوستوں نے میری عزت افزائی فرمائی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے کتابی صورت میں شائع ہونا چاہئے تاکہ اس کا فائدہ عام ہو سکے ، اس لئے نظر ثانی اور کچھ اضافوں کے ساتھ اب اسے کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

آخر میں محترم پروفیسر عبدالعلیم (وائس چانسلر، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کا شکر گزار ہوں جن کے ارشاد پر میں نے یہ کام شروع کیا تھا، موصوف ہی کی رہنمائی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور پھر آپ ہی کی عنایت سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی -

۸ جون ۱۹۷۳ء

غلام مصطفیٰ

Marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ	خ
تعارف	ذ
پہلا باب (سوانح حیات)	۱ - ۲۳
ولادت و نسب	۳
تعلیم و تربیت	۴
خاندان اور اہل و عیال	۵
خلوت و گوشہ نشینی	۶
سفر حجاز	۷
قیام حجاز	۸
حجاز سے واپسی	۱۰
شہرت و عظمت	۱۱
سلطان الملک الکامل کے دربار میں شیخ کا تذکرہ	۱۲
سلطان کا شوق زیارت	۱۴
عبادت و ریاضت	۱۵
وجد و طرب	۱۸
وفات	۲۲
دوسرا باب (اخلاق و عادات)	۲۴ - ۴۴
عصری معاشرہ	۲۴

Marfat.com
Marfat.com

شیخ سہروردی کی ملاقات	۲۷
شیخ جعبری کی ملاقات	۳۳
اخلاق و عادات	۳۸
تیسرا باب (آثار و باقیات)	۴۵ - ٦٧
قصائد	۴۹
رباعیات	۵۴
الغاز و معمیات	۵۷
کلام کی اہمیت و مقبولیت	۵۹
چوتھا باب (شعری خصوصیات و کمالات)	٦۸ - ۱۰۱
شعری اسلوب	٦۸
صنائع لفظیہ	۷۰
محاسن معنویہ	۸۳
قادر الکلامی	۹۲
پانچواں باب (بنیادی موضوعات و خیالات)	۱۰۲ - ۱۳٦
بنیادی مضامین	۱۰۲
ناصح کا تصور	۱۱۰
مقامات مقدسہ کی یاد	۱۲۰
ساربان سے خطاب	۱۲۸
تکرار معانی و محاورات	۱۳۲
چھٹا باب (صوفیانہ افکار و نظریات)	۱۳۷ - ۱۸۵
تصوف	۱۳۷
مقامات	۱۳۸

Marfat.com

احوال	۱۳۹
وجد و طرب	۱۴۰
فناء فی اللہ	۱۴۰
فناء الفناء	۱۴۰
بقاء باللہ	۱۴۱
صوفیانہ خیالات کی نوعیت	۱۴۱
شیخ کے صوفیانہ خیالات	۱۴۳
نظم السلوک	۱۴۵
عہد ازل	۱۵۱
سکر اور صحو	۱۵۶
جمع و تفرقہ	۱۶۱
فنا و بقا	۱۶۷
اتحاد باللہ	۱۷۲
شیخ پر حلول و اتحاد کا الزام	۱۷۴
شیخ کا حلول سے انکار	۱۷۶
اتحاد کے متعلق شیخ کی توضیحات	۱۸۰
کتابیات	۱۸۷
قوافی	۱۹۹
اشاریہ	۲۱۹
تصحیحات	۲۲۵

Marfat.com

Marfat.com

پہلا باب

سوانح حیات

کسی شاعر کے کلام کو پوری طرح سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی کتاب زندگی کے اوراق کو پلٹا جائے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ اس کے افکار و خیالات کے سرچشمے کیا ہیں ، اس کے رجحانات و میلانات کی سمتیں کن حالات میں اور کس طرح متعین ہوئی ہیں اور کن واقعات و حوادث نے اس کے قلب و ذہن پر کیا اثرات ڈالے ہیں ، اس مقصد کے پیش نظر جب ہم ابن الفارض پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو بڑی مایوسی ہوتی ہے ' کیونکہ ان کی زندگی کا اکثر حصہ اب تک پردۂ خفا میں ہے ، تذکروں میں جو کچھ ملتا ہے وہ بہت ہی مختصر اور ناکافی ہے ۔

سب سے پہلے شیخ ابن الفارض کے نواسے شیخ علی نے ان کے قصائد کو باضابطہ طور پر صحت کے ساتھ جمع کیا تھا اور اس کے مقدمہ میں شیخ کے کچھ حالات بھی درج کر دیے تھے ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے تذکرہ نویسوں نے زیادہ تر اسی سے خوشہ چینی کی ہے[1]۔ شیخ علی نے بھی زندگی کے مرتب حالات پیش نہیں

(۱) راقم الحروف کے سامنے بھی شیخ علی ہی کا بیان ہے جو شرح دیوان ابن الفارض مرتبہ رشید بن غالب ، مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ ھ کے مقدمہ میں موجود ہے ، اس کے علاوہ دیگر متعدد تصانیف بھی پیش نظر ہیں جن میں سے چند اہم کتابوں کے حوالے اپنے مقامات پر دیے جائیں گے ۔

Marfat.com
Marfat.com

کیے ہیں، بلکہ کچھ متفرق واقعات و حالات جمع کر دیے ہیں جو زیادہ تر کرامات ہیں یا کرامات کی صورت میں پیش کیے گئے ہیں۔

عقیدت مندوں کا تو ہمیشہ ہی سے یہ طریقہ رہا ہے کہ بزرگوں کی زندگی میں سب سے زیادہ کرامات ہی سے ان کو دلچسپی ہوتی ہے، اس لئے رفتہ رفتہ زندگی کے اصل واقعات تاریکی میں چلے جاتے ہیں یا ان پر کرامات کا رنگ چڑھ جاتا ہے اور ان کی ساری زندگی چند خوارق و کرامات ہی کے اندر محدود ہوکر رہ جاتی ہے، چنانچہ ابن الفارض کی زندگی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

یہ بھی ہوتا آیا ہے کہ جب کسی چمن میں کوئی دیدہ ور جان بہار بن کر نمودار ہوتا ہے تو مشتاقان جمال اس کے رنگ و بو کی رعنائیوں میں اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ کسی کو یہ سوچنے کا ہوش ہی نہیں رہتا کہ یہ پودا کس مٹی سے اگا ہے، کس آب و ہوا نے اس کو پروان چڑھایا ہے، کس باغبان نے اس کی نگہداشت کی ہے، کن ہواؤں نے اسے تازگی عطا کی ہے اور کن شعاعوں نے اس کو یہ آب و رنگ بخشا ہے، چنانچہ شیخ کے معجز نما کلام کی آب و تاب سے بھی اہل زمانہ اس درجہ مسحور تھے کہ ان کو شیخ کی زندگی کے دوسرے خد و خال کی طرف نظر اٹھانے کا خیال نہ رہا اور جب ایک عرصۂ دراز کے بعد یہ طلسم ٹوٹا اور اہل نظر کی آنکھیں کھلیں تو اس وقت زمانہ اپنا کام پورا کرچکا تھا اور شیخ کی زندگی کے حالات کا سفینہ بحر ظلمات میں غرق ہوچکا تھا۔

بہرحال کچھ بکھرے ہوئے تار و پود پیش کئے جا رہے ہیں، امید ہے کہ اہل بصیرت ان ہی کے پردوں پر اصل حقائق کی کچھ جھلکیاں دیکھ لیں گے۔

Marfat.com
Marfat.com

ولادت و نسب۔

شیخ ابن الفارض کی ولادت ذوالقعدہ کی چوتھی تاریخ ۵۷۶ھ[۱] کو قاہرہ میں ہوئی، ان کا سلسلۂ نسب بنو سعد تک پہنچتا ہے جو نبی عربی ﷺ کی دائی حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ تھا، آبائی وطن شام کا مشہور و معروف اور مردم خیز مقام حماۃ ہے، لیکن ان کے والد ابوالحسن علی بن المرشد وطن سے ہجرت کرکے مصر چلے آئے تھے، ان کو علم الفرائض سے گہری واقفیت تھی، چنانچہ اسی سے متعلق قاہرہ کے محکمۃ قضا میں وہ ایک اہم خدمت پر مامور ہوگئے تھے، اس تعلق سے ان کا لقب الفارض ہوگیا[۲] اور اسی نسبت سے ان کے صاحبزادے بعد میں ابن الفارض کہلائے، کچھ عرصہ کے بعد شیخ کے والد کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور ملازمت سے سبکدوش ہوگئے۔ اس کے بعد باقی زندگی جامع ازہر کے قاعۃ الخطابۃ میں گوشہ نشین ہوکر عبادت و ریاضت میں گذار دی[۳]۔

(۱) شیخ کے سال ولادت میں اختلاف ہے، ابن خلکان نے وفیات الأعیان ج : ۳، ص : ۱۲۶ ' رقم : ۴۷۲ میں ۵۷۶ھ تحریر کیا ہے اور یہی مقدمۂ دیوان (مرتبۂ خلیل الخوری، مطبوعۂ بیروت ۱۸۹۹ء) میں بھی درج ہے، لیکن شذرات الذہب ج : ۵، ص ۱۴۹ میں ۵۶۶ھ ملتا ہے اور مقدمۂ شرح دیوان (مرتبہ رشید بن غالب، مطبوعۂ مصر ۱۳۰۶ھ) میں صفحہ ۳ پر ۵۵۶ھ یا ۵۶۶ھ دیا ہوا ہے جب کہ اسی مقدمہ میں صفحہ ۱۳ پر ۵۷۷ھ درج ہے۔

(۲) شذرات الذہب لابن عماد، مصر ۱۳۵۱ھ ج : ۵، ص : ۱۴۹۔

(۳) مقدمۂ شرح دیوان، ص : ۴۔

Marfat.com
Marfat.com

تعلیم و تربیت -

شیخ کی تعلیم و تربیت میں ان کے والد ماجد کا بڑا حصہ معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے شیخ کے والد ایک عابد و زاہد اور صوفی منش بزرگ تھے ، ساتھ ہی علم و فضل میں بھی ان کو ایک بلند مقام حاصل تھا ، چنانچہ مجالس قضا کے علاوہ ان کے یہاں علمی مجلسیں بھی ہوا کرتی تھیں جن سے تشنگان علم سیراب ہوتے تھے[1] اس طرح ابن الفارض نے زہد و تقویٰ کے ماحول میں آنکھ کھولی اور اسی کے آغوش میں ان کی نشو و نما ہوئی ، عربی کا یہ مشہور شعر ان کے حال پر پوری طرح صادق آتا ہے :

أتـانی هوا ها قبل أن أعرف الهویٰ
فصـادف قلـبی فـار غا فتمکنا

(ابھی مجھے محبت کا کچھ شعور بھی نہ تھا کہ اس کی
محبت میرے پاس آگئی ، پھر میرے دل کو جو خالی
پایا تو اسی میں جاگزیں ہوگئی -)

مرزا غالب کا یہ شعر بھی اسی کی ترجمانی کرتا ہے :

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیانہ کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

غرض ابن الفارض کی تربیت زہد و عبادت ، عفت و قناعت اور صلاح و تقویٰ کے سائے میں ہوئی - ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی ، جب عنفوان شباب کو پہنچے تو فقہ شافعی کی

(۱) مقدمۂ شرح دیوان ، ص : ۴

Marfat.com
Marfat.com

تحصیل کی اور علم حدیث ابن عساکر[1] سے حاصل کیا۔

خاندان اور اہل و عیال

ابن الفارض کا گھرانا خوش حال تھا، دولت و ثروت کی فراوانی تھی اور ہر قسم کی آسایش کے سامان موجود تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو شروع ہی سے عیش و عشرت کی زندگی کچھ زیادہ پسند نہ تھی، فقر و فاقہ اور سادگی و قناعت کی طرف طبیعت کا میلان تھا، تاہم انہوں نے تجرد کی زندگی پسند نہیں کی بلکہ ازدواجی زندگی بسر کی، چنانچہ ان کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک بیٹے کا نام کمال الدین محمد اور دوسرے کا عبدالرحمن تھا[2] صاحبزادی کا حال کچھ معلوم نہیں ہوسکا، البتہ ابن الفارض کے ایک نواسے شیخ علی کا نام اس حیثیت سے زندہ ہے کہ انہیں نے سب سے پہلے اپنے نانا کے دیوان کو قاعدہ سے مرتب کیا اور ان کے کچھ سوانح حیات بھی مختصر طور پر اس کے مقدمہ میں درج کئے۔

---

(۱) یہ ابن عساکر مشہور و معروف ابوالقاسم بن علی، صاحب «تاریخ دمشق» نہیں ہیں کیوں کہ ان کی وفات ۵۷۱ ھ میں ہو چکی تھی، بلکہ یہ ان کے صاحبزادے القاسم بن علی ہیں جن کا وطن اگرچہ دمشق تھا لیکن وہ مصر بھی گئے تھے اور اہل مصر نے ان سے علم حدیث اخذ کیا تھا۔ ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال للذہبی، مصر ۱۳۲۵ھ، ج : ۲، ص ۲٦٦ اور الأعلام للزر کلی، ج : ٦، ص : ۱۲

(۲) دیکھئے مقدمۂ شرح دیوان، ص : ۳ و ۱۱

Marfat.com
Marfat.com

خلوت و گوشه نشینی -

ابن الفارض کے دل میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا شوق تو گھر کے ماحول اور والد بزرگوار کی صحبت و تربیت ھی کے اثر سے پیدا ھوچکا تھا، ان کی صوفیانہ زندگی کی ابتدا اس طرح ھوئی کہ کبھی کبھی گھر کی زندگی اور آبادی سے ان کو بڑی وحشت معلوم ھوتی تھی اور خلوت و عزلت کا اشتیاق غالب ھو جاتا تھا اس وقت وہ اپنے والد سے اجازت لے کر کوہ مقطم پر چلے جاتے اور وھیں دن رات قیام کرتے تھے، ان کا دل تو یہی چاھتا تھا کہ کچھ عرصہ تک اسی طرح خلوت میں زندگی گذاریں، لیکن والد ماجد کی شفقت و محبت اور ان کے تعلق خاطر کا خیال کرکے جلد ھی گھر واپس آجاتے تھے - ان کا یہ معمول والد بزگوار کی زندگی میں اسی طرح جاری رھا[1]، ان کے انتقال کے بعد ابن الفارص نے خلوت و انزواء کی طرف زیادہ توجہ کی، وہ اکثر آبادی سے باھر پہاڑی پر نکل جاتے اور وھیں مراقبہ و محاسبہ میں وقت گذارتے، لیکن اس راستے میں ان کے کسی استاد اور مرشد کا پتہ نہیں چلتا، ایک عرصہ تک وہ اسی طرح خلوت و عزلت اور عبادت و ریاضت میں مصروف رھے، مگر اب تک ان کو شرح صدر حاصل نہ ھوسکا اور معرفت الٰہی کا دروازہ ان پر نہ کھلا، جس کا ان کو خود بھی بہت زیادہ احساس تھا -

(۱) نفحات الانس للجامی، تہران ۱۳۳٦ ھ، ص : ۵۳۹

Marfat.com
Marfat.com

سفر حجاز -

اسی اثنا میں ایک دن ان کے ساتھ ایک خاص واقعہ پیش آیا جس کی بنا پر انھوں نے حجاز کا سفر کیا ، یہ واقعہ ان کی زندگی میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ھے ، اس کی تفصیل[1] یہ ھے کہ ایک دن وہ حسب معمول اپنی سیاحت سے واپس آئے اور مدرسہ سیوفیہ[2] میں داخل ہوگئے ، وھاں انھوں نے ایک بوڑھے بقال (سبزی فروش) کو دیکھا جو وضو کر رہا تھا لیکن اس کا وضو طریقۂ مسنونہ کے مطابق نہ تھا ، ھاتھوں کو دھونے کے بعد وہ پاؤں دھونے لگا ، پھر سر کا مسح کیا اور منہ دھونا شروع کردیا - یہ دیکھ کر ابن الفارض نے اس سے کہا ، « اے بوڑھے ! تیری یہ عمر ھے اور تو یہاں مدرسہ کے دروازہ پر علماء و فقہاء کے درمیان اس طرح بے ترتیب وضو کر رہا ھے » - یہ سن کر اس نے ابن الفارض کی طرف دیکھا اور کہا « اے عمر ! تم کو مصر میں رہ کر شرح صدر حاصل نہیں ہو سکتا ، تم کو تو مکۂ مکرمہ ھی میں یہ مقام حاصل ہوگا اور اب اس کا وقت آگیا ھے لہذا تم فوراً مکہ کا قصد کرو » - ابن الفارض کہتے ھیں کہ اس کی اس بات سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں

(۱) ملاحظہ ھو : مرآۃ الجنان للیافعی ، مطبوعہ دائرۃ المعارف . حیدرآباد ۱۳۳۹ ھ ، ج : ۴ ، ص : ۷۵ ؛ نفحات الانس الجامی ، مطبوعہ تہران ۱۳۳۶ ھ ، ص : ۵۴۰

(۲) مدرسہ سیوفیہ کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے قائم کیا تھا جو حنفیہ کے لئے مخصوص تھا ، دیکھئے حسن المحاضرۃ للسیوطی ، مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ ھ ، ج : ۲ ، ص : ۱۸۵

Marfat.com
Marfat.com

سے ہے لیکن غلط طریقے سے وضو کر کے اپنی جہالت کا اظہار کر رہا ہے اور بظاہر سبزی فروشی کے کاروبار میں لگا ہوا ہے تاکہ اس کا مرتبہ کسی پر ظاہر نہ ہو اور وہ گمنامی و بے سرو سامانی کے ساتھ زندگی گذار دے۔ یہ سوچ کر ابن الفارض اس کے پاس بیٹھ گئے اور عرض کیا «حضرت! کہاں میں اور کہاں مکہ، ایام حج کے علاوہ اور کسی زمانہ میں کوئی قافلہ بھی ادھر نہیں جاتا، اس لئے میں اس وقت وہاں کیسے پہنچ سکتا ہوں»۔ شیخ بقال نے نظر اٹھائی اور ہاتھوں سے اشارہ کرکے فرمایا کہ مکہ تو یہ تمہارے سامنے ہی ہے۔ ابن الفارض کہتے ہیں کہ میں نے جو آنکھ اٹھائی تو واقعی مجھے بھی مکہ سامنے ہی نظر آیا اور اسی وقت میں اسی رخ پر چل پڑا، چنانچہ اس سفر میں مکہ برابر میری نگاہوں کے سامنے رہا، یہاں تک کہ میں اس کے قریب پہنچ گیا اور جیسے ہی اس کے اندر داخل ہوا میرے دل کے اوپر سے پردہ اٹھ گیا اور سینہ کھل گیا۔

قیام حجاز۔

اس طرح ابن الفارض حجاز پہنچ گئے، جہاں انہوں نے تقریباً پندرہ سال تک قیام کیا[1] اس عرصہ میں مسلسل عبادت و ریاضت، تزکیۂ نفس اور تطہیر باطن میں لگے رہے، وہ زیادہ تر مکہ کی وادیوں اور پہاڑیوں میں اپنا وقت گذارتے تھے، یہاں تک کہ وہاں کے جنگلی

---

(۱) یافعی نے قیام حجاز کی مدت بارہ سال لکھی ہے لیکن اکثر مآخذ سے پندرہ سال ہی معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

جانوروں سے بھی وہ مانوس ہوگئے تھے، جیسا کہ اپنے ان اشعار میں اس طرف اشارہ کیا ہے :

و جنبني حبيك وصل معاشري
و حببني ما عشت قطع عشيرتي
و أبعدني عن أربعي بعد أربع
شبابي و عقلي و ار تياحي و صحتي
فلي بعد أوطاني سكون إلى الفلا
و بالوحش أنسي إذ من الإنس وحشتي[1]

(تیری محبت نے مجھے میرے ساتھیوں سے جدا کردیا
اور زندگی بھر کے لئے خاندان سے قطع تعلق کو
میری نظر میں محبوب بنا دیا اور مجھ سے میرے شباب
عقل، راحت اور صحت چاروں کو چھین لینے کے
بعد میرے دیار سے مجھے دور کر دیا۔

پس اب وطن چھٹنے کے بعد میرے لئے دشت ہی میں
سکون ہے اور جنگلی جانوروں سے مجھے انسیت ہے
کیونکہ انسانوں سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔)

اس موقع پر بیساختہ حضرت داغ کا یہ شعر یاد آگیا ہے :-

ہوش و حواس، تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

(۱) دیکھئے دیوان ابن الفارض، مرتبہ خلیل الخوری، ص: ۲۲

Marfat.com
Marfat.com

قیام حجاز کے پندرہ سال کی طویل مدت میں شیخ کے متعلق کوئی خاص واقعہ نہیں ملتا اور نہ ان کی زندگی کی کچھ تفصیل ملتی ہے کہ یہ زمانہ انہوں نے کس طرح گذارا ، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ وقت حرم شریف کے اندر مشائخ عظام اور مجاورین کرام کے درمیان وہ گذارتے رہے ہوں گے اور کچھ مدت کے لئے مکہ کی وادیوں اور پہاڑیوں میں عزلت گزیں ہو جاتے رہے ہوں گے جیسا کہ مصر میں ان کا معمول تھا ، اور کبھی کبھی دل کے جذبات و احساسات جوش کے عالم میں اشعار بن کر زبان پر آجاتے رہے ہوں گے ، بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ مکہ ہی میں ان کو اعلیٰ روحانی مقام حاصل ہوا اور یہیں ان کی شاعری میں آب و تاب پیدا ہوئی۔

حجاز سے واپسی۔

پندرہ سال کے بعد ایک بار پھر شیخ بقال ہی سے متعلق ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس کا خلاصہ[۱] یہ ہے کہ ابن الفارض کو ایک دن شیخ کی آواز سنائی دی کہ وہ ان سے کہہ رہے ہیں کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے ، تم فوراً آجاؤ ، یہ آواز سن کر ابن الفارض اسی وقت حجاز سے روانہ ہوگئے ، قاہرہ پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ واقعی شیخ بقال کا آخری وقت قریب آگیا ہے ۔ انہوں نے ابن الفارض کو کچھ وصیت کی ، پھر واصل بحق ہوگئے ان کی وفات کے بعد ابن الفارض نے ان کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کی۔

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے : مقدمۂ شرح دیوان ، ص : ۵ اور نفحات الانس ، ص : ۵۴۰ - ۵۴۱

Marfat.com
Marfat.com

شیخ ابن الفارض حجاز سے واپس تو چلے آئے لیکن اس کی یاد زندگی بھر ان کو ستاتی رہی، چنانچہ مقامات حجاز کا ذکر ان کی شاعری کا ایک مستقل موضوع ہے، جو اکثر قصائد میں بڑی تفصیل کے ساتھ ملتا ہے، درحقیقت سر زمین حجاز کا ذرہ ذرہ ان کے دل میں پیوست ہوگیا تھا، کیونکہ وہیں ان پر معارف الٰہیہ اور واردات غیبیہ کا فیضان ہوا تھا۔ ایک مقام[1] پر خود فرماتے ہیں :۔

یا سمیری روح بمكة روحی   شادیا إن رغبت فی إسعادی

كان فيها أنسی و معراج قدسی   و مقامی المقام و الفتح بادی[2]

(اے میرے ساتھی ! اگر تو میری کچھ مدد کرنی چاہتا ہے تو حوش الحانی کے ساتھ مکۂ مکرمہ کا ذکر سنا کر میری روح کو تسکین دے۔

مکہ ہی میں مجھے انسیت حاصل ہوئی اور وہیں بارگاہ قدس کی اعلیٰ منزلوں تک رسائی نصیب ہوئی، جب کہ میرا قیام مقام ابراہیم میں تھا اور فیضان ربانی کا دروازہ پورا کشادہ تھا۔)

شہرت و عظمت

قاہرہ واپس آنے کے بعد شیخ بہت جلد ایک صوفی صافی، عارف کامل اور باکمال شاعر کی حیثیت سے مشہور ہوگئے اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا، لوگ آپ کی زیارت کے بہت مشتاق رہتے تھے چنانچہ جب آپ شہر میں نکلتے تو عوام ٹوٹ

(۱) دیوان ابن الفارض، ص : ۷۵

(۲) سمیر : رات میں قصہ سنانے والا ؛ شادی : گانے والا۔

Marfat.com
Marfat.com

پڑتے ، مصافحہ کرتے ، ہاتھوں کو بوسہ دینے کی کوشش کرنے اور خیر و برکت کی دعا کے طالب ہوتے ، عوام کے علاوہ بہت سے خواص بھی آپ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے ، فقراء و مشائخ ، علماء و فقہاء اور وزراء و امراء کی ایک بڑی جماعت آپ کی معتقد تھی ' جو زیارت کے لئے وقتاً فوقتاً خدمت میں حاضر ہوتے ، آپ کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھتے اور آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے ، یہاں تک کہ خود بادشاہ وقت سلطان الملک الکامل[1] آپ کے نیازمندوں میں شامل تھا اور زیارت کا بہت مشتاق رہتا تھا۔

سلطان الملک الکامل کے دربار میں شیخ کا تذکرہ۔

اس زمانے میں الملک الکامل مصر کا حکمراں تھا ، اس کے سامنے شیخ ابن الفارض کا ذکر پہلی بار ایک خاص تقریب سے پیش آیا تھا[2]، سلطان کو علماء و صلحاء سے بڑی محبت تھی ، وہ مخصوص مجلسوں میں ان کو شریک کرتا تھا ، شعر و سخن سے بھی اس کو دلچسپی تھی ، اس لئے کبھی کبھی ادبی گفتگو بھی ہوا کرتی تھی ' ایک دن مشکل قوافی کا ذکر چھڑ گیا ، سلطان نے کہا کہ سب سے مشکل قافیہ یائے ساکنہ ہے ' اس قافیہ میں جس کو جتنے اشعار یاد ہوں وہ

(۱) الملک الکامل ایوبی سلاطین میں سے ہے جو ٦١٦ ھ تا ٦٣٥ ھ مصر کا فرمانروا رہا ، شعر و سخن سے اس کی دلچسپی کے لئے دیکھئے : حسن المحاضرہ للسیوطی ، مصر ۱۲۹۹ ھ ، ج : ۲ ، ص : ۴۴ اور دیگر حالات کے لئے ملاحظہ ہو : بدائع الزهور لابن إیاس ، مصر ۱۳۱۱ ھ ج : ۱ ، ص : ۷۷ ۔ ۸۲

(۲) ملاحظہ : مقدمہ شرح دیوان ، ص : ۹ ۔ ۱۰

Marfat.com
Marfat.com

پیش کرے ، چنانچہ حاضرین میں متعدد لوگوں نے اس قافیہ میں اشعار سنائے ، لیکن دس شعر سے زیادہ کوئی نہ سنا سکا ، اس وقت سلطان نے کہا کہ مجھے ایک ہی قصیدہ کے پچاس شعر اس قافیہ میں یاد ہیں پھر وہ اشعار اسی وقت اس نے سنادئے سب نے ان کو بہت پسند کیا، اس مجلس میں سلطان کے پرائیویٹ سکریٹری قاضی شرف الدین بھی موجود تھے ، انھوں نے کہا کہ مجھے ایک ہی قصیدہ کے ڈیڑھ سو اشعار اس قافیہ میں یاد ہیں، اس پر سلطان کو بڑی حیرت ہوئی ، اس نے کہا ، مجھے یہ قافیہ بہت پسند ہے ، میرے کتب خانہ میں جاھلی اور اسلامی شعراء کے اکثر دواوین موجود ہیں ، لیکن جتنے اشعار میں نے سنائے ان کے علاوہ اور کوئی شعر مجھے نہیں ملا ، پھر سلطان کی خواهش پر قاضی شرف الدین نے شیخ ابن الفارض کا وہ قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے :-

سابق الأظعان یطوی البید طی منعما عرج علی کثبان طی[1]

(اے ساربان جو وسیع میدانوں کو طے کرتا چلا جا رہا ہے ، از راہ کرم قبیلہ طے کے ٹیلوں پر تھوڑی دیر کے لئے ٹھر جا ۔)

سلطان نے اس قصیدہ کو بہت پسند کیا اور کہا کہ ایسا قصیدہ میں نے آج تک نہیں سنا اس میں تو کسی عاشق صادق کی روح معلوم ہوتی ہے ، یہ کس کا قصیدہ ہے ؟ قاضی شرف الدین نے جواب دیا :

---

(۱) أظعان جمع ظعینہ : محمل میں بیٹھی ہوتی عورت ؛ بید جمع بیداء بیابان، صحرا۔

Marfat.com
Marfat.com

شیخ ابن الفارض کا، جو حجاز میں مجاور تھے، ان دنوں قاہرہ آگئے ہیں اور جامع ازہر کے قاعۃ الخطابہ میں مقیم ہیں۔

سلطان کا شوق زیارت۔

یہ سن کر سلطان کو ابن الفارض کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا، اس نے قاضی شریف الدین کو ایک ہزار دینار دے کر حکم دیا کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر میرا سلام پہنچاؤ اور یہ نذر پیش کرو، جب وہ قبول کرلیں تو حصول برکت کے لئے ان سے یہاں تشریف لانے کی درخواست کرو۔ قاضی نے معذرت کی اور کہا کہ وہ نہ یہ نذر قبول کریں گے اور نہ یہاں تشریف لائیں گے، مگر سلطان کے اصرار پر قاضی صاحب کو چار و ناچار اس کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی، شیخ ابن الفارض نے نذر قبول نہیں کی اور قاضی صاحب سے فرمایا کہ تم نے سلطان کے سامنے میرا ذکر کیوں کیا، اب تم ایک سال تک میرے پاس نہ آنا، قاضی نے واپس جاکر سلطان سے واقعہ بیان کیا اور کہا کہ دنیا کی مفارقت میرے لئے آسان تھی، مگر شیخ کی مفارقت ناقابل برداشت ہے۔

سلطان پر اس کا بڑا اثر ہوا اور اس کا اشتیاق اور بڑھ گیا، اس نے کہا کہ ایسا شیخ میرے زمانہ میں موجود ہو اور میں اس کی زیارت سے محروم رہوں! یہ میرے لئے بڑی بدنصیبی کی بات ہے، اس لئے وہ خود رات میں چھپ کر شیخ کی زیارت کے لئے نکلا، اس کے ساتھ فخرالدین عثمان الکاملی اور امرائے خاص کی ایک جماعت بھی تھی، کچھ دیر سلطان نے مہمندار کے مکان میں قیام کیا جو جامع ازہر کے سامنے ہی تھا، پھر عشا کے بعد جامع ازہر میں

Marfat.com
Marfat.com

داخل ہوا ، شیخ کو جیسے ہی اس کا پتہ چلا وہ فوراً دوسرے دروازہ سے باہر نکل گئے اور اسکندریہ کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ منار میں جاکر قیام کیا ۔

کچھ دنوں کے بعد شیخ پھر قاہرہ واپس آگئے اور ان کی واپسی کی خبر سلطان کو ہوگئی ، لیکن اس وقت شیخ کا مزاج زیادہ ناساز تھا ، سلطان نے فخر الدین عثمان الکاملی کو آپ کی خدمت میں بھیج کر درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو شیخ کے لئے امام شافعی کے روضہ میں ایک قبر بنوادی جائے ، مگر انہوں نے اسے منظور نہ فرمایا ، پھر سلطان نے کہلوایا کہ ان کے لئے ایک تربت بنوادی جائے جس سے لوگوں کا شوق زیارت پورا ہوسکے لیکن شیخ نے اس کی بھی اجازت نہ دی ، کچھ عرصہ کے بعد بہرحال شیخ صحتیاب ہوگئے ۔

اس کے بعد سلطان الملک الکامل کو کب اور کس طرح شیخ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ، اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا ، مذکورۂ بالا واقعہ سے شیخ کی طبیعت ، ان کی مقبولیت و شہرت اور علوِّ مرتبت کا بڑی حد تک اندازہ ہو جاتا ہے ، امراء و سلاطین آپ کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے اور آپ ان سے اجتناب کرتے تھے اور ہر کس و ناکس سے ہدایا و تحائف قبول نہ فرماتے تھے ۔

عبادت و ریاضت ۔

شیخ کی زندگی فقر و فاقہ ، زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت کی زندگی تھی ، وہ اپنا وقت زیادہ تر عبادت و ریاضت میں گذارتے تھے اور کبھی کبھی اس کے لئے خاص طور پر اہتمام کرتے تھے ،

Marfat.com
Marfat.com

اس میں وہ چالیس دن تک مسلسل روزہ رکھتے اور شب بیداری کرتے تھے[1] ۔

ایک بار اسی قسم کے ایک چلہ کے آخری دنوں میں شیخ کو ہریسہ[2] کھانے کی خواہش ہوئی ، آپ نے اس خواہش کو دبانے کی پوری کوشش کی ، لیکن آخر میں اس سے مغلوب ہوکر ہریسہ خریدا ، اور ایک قبہ میں بیٹھ کر کھانے کا ارادہ کیا ، جیسے ہی لقمہ اُٹھایا ، ایسا محسوس ہوا کہ قبہ کی دیوار شق ہوگئی اور ایک نہایت حسین و جمیل شخص برآمد ہوا اور اس فعل پر ان کو ملامت کرنے لگا ، شیخ نے فوراً لقمہ رکھ دیا اور اس مرتبہ تادیب نفس کے لئے بجائے چالیس دن کے اپنے وظیفہ کو پچاس دن تک جاری رکھا[3] ۔

اسی طرح جب کبھی بہ تقاضائے بشریت کوئی لغزش سرزد ہو جاتی تو شیخ معمول سے زیادہ مجاہدہ کرتے اور نفس کو پوری سزا

---

(۱) صوفیہ کی اصطلاح میں اسے چلہ کہتے ہیں اور اس کا ماخذ اس حدیث کو بتایا جاتا ہے :-

من أخلص لله تعالیٰ العبادة أربعین یوما ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علیٰ لسانه۔

(جس شخص نے اخلاص کے ساتھ چالیس دن تک اللہ کی عبادت کی، اس کے قلب سے حکمت کے چشمے پھوٹ کر اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔)

(۲) ہریسہ : ایک قسم کا کھانا ہے جو گوشت اور کوٹے ہوئے گیہوں یا دوسرے اناج کو ملاکر تیار کیا جاتا ہے ۔

(۳) مقدمۂ شرح دیوان ، ص : ۱۰ شذرات الذهب ، ج : ۵ ، ص : ۱۵۰

Marfat.com
Marfat.com

دیتے ، کبھی کبھی اس کے بعد بھی تسلی نہ ہوتی۔ چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ[1] خود ان کی زبانی منقول ہے کہ ایک بار مجھ سے ایک لغزش ہوگئی ، اس کی وجہ سے مجھے بڑی شدت کے ساتھ مؤاخذہ کا احساس ہوا اور اس قدر افسردگی اور بے چینی طاری ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا جان نکل جائے گی ، میں اسی حال میں حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا اور کوہ مقطم پر چلا گیا ، وہاں برابر گریہ و زاری اور توبہ و استغفار میں مصروف رہا ، مگر کسی طرح طبیعت کا انقباض اور رنج و ملال دور نہ ہوا ، تو شہر آیا اور جامع عمر و بن العاص میں داخل ہوگیا ، وہاں بھی سرگشتہ و سرگرداں کھڑے ہوکر تضرع و استغفار میں لگ گیا ، پھر بھی وہ انقباضی حالت دور نہ ہوئی ، اسی اثنا میں اچانک ایک لرزہ خیز کیفیت طاری ہوگئی ، پھر منہ سے بے ساختہ ایک چیخ نکل پڑی اور زبان پر یہ شعر آگیا :

من ذا الذی ما ساء قط   و من لہ الحسنیٰ فقط[2]

(کون ہے جس نے کبھی کوئی برائی نہیں کی اور
کس کے لئے صرف نیکی ہی نیکی ہے -)

اسی عالم میں مجھے ایک آواز سنائی دی جیسے زمین اور آسمان کے درمیان سے کوئی کہہ رہا ہے :-

محمد الهادی الذی   علیه جبریل هبط

(وہ محمد ہادیؐ ہیں جن پر جبریل امین نازل ہوئے)

---

(۱) مقدمۂ شرح دیوان ، ص : ۸

(۲) اس شعر کے لئے دیکھئے : مقامات الحریری ، بیروت ۱۹۵۸ ء ، المقامة الشعرية ، ص : ۱۸۶

Marfat.com
Marfat.com

وجد و طرب۔

شیخ اکثر اوقات سکر اور محویت کے عالم میں رہتے تھے ، ریاضت و مجاہدہ کی کثرت سے طبیعت میں اس قدر انفعال پیدا ہوگیا تھا کہ ذرا سی تحریک سے وجد و طرب کی حالت طاری ہوجاتی تھی۔

ایک دن جامع ازہر کے قاعة الخطابة کے دروازہ پر بیٹھے تھے ، پاس ہی فقراء و امراء کی ایک جماعت تھی ، کچھ عجمی مشائخ بھی موجود تھے ، جو دنیوی ساز و سامان اور آرائش و زیبائش کی چیزوں کا ذکر کر رہے تھے ، وہ جب بھی ان چیزوں کا ذکر کرکے اس کی تعریف کرتے تو شیخ نہایت بے دلی اور بے رغبتی سے فرما دیتے «هذا من زخم العجم» (یہ سب عجمیوں کی وضعیات ہیں) وہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کرہی رہے تھے کہ اچانک مؤذنوں نے اک ساتھ اذان کی آواز بلند کی ، اس پر شیخ نے بڑے جذب کے ساتھ فرمایا ، « وهذا زخم العرب » (اور یہ ہے عرب کی وضع)، یہ کہکر شیخ وجد فرمانے لگے ، ان کی اس کیفیت کا اثر تمام حاضرین پر چھا گیا اور سب کے سب چیخ اٹھے[1] ۔

کبھی اچانک کسی تصور ہی سے شیخ وجد فرمانے لگتے تھے ان کے صاحب زادے کمال الدین محمد کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار دیکھا کہ شیخ اک دم اٹھ کھڑے ہوئے اور دیر تک ان پر وجد کا عالم طاری رہا ، جسم سے پسینہ اس قدر بہ رہا تھا کہ قدموں کے نیچے تک آرہا تھا ، پھر بیخود ہوکر زمین پر گر پڑے ، کچھ دیر

---

(۱) دیکھئے مقدمہ شرح دیوان ، ص : ۹

Marfat.com
Marfat.com

کے بعد سکون ہوا تو سجدہ ادا کیا، میں نے دریافت کیا تو اپنا یہ شعر پڑھا :

و علی تفنن واصفیه بحسنه یفنی الزمان وفیه مالم یوصف[۱]

(اس کے حسن و جمال کی تعریف و توصیف کرنے
والے کتنے ہی تفنن سے کام لیں زمانہ ختم ہو جائے
گا۔ لیکن اس کے اوصاف کا بیان مکمل نہ ہو سکے گا۔)

پھر فرمایا کہ اس وقت اس شعر کے متعلق ایسے معانی کا الہام ہوا ہے کہ اب تک مجھے ایسا انکشاف نہیں ہوا تھا ۔

کبھی کبھی شاہراہ عام پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی، چنانچہ ایک بار شیخ قاہرہ کے بازاروں سے گزر رہے تھے، راستہ میں ایک مقام پر کچھ پہرہ دار ناقوس بجا رہے تھے ، اس کو سنتے ہی شیخ کی حالت دگرگوں ہو گئی اور سر بازار جھومنے لگے

کسانیکه یزداں پرستی کنند باواز دولاب مستی کنند

پہرہ دار برابر ناقوس بجائے جارہے تھے اور شیخ پر بیخودی کے عالم میں وجد طاری تھا، راهگیروں کا ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا اور ایک سماں بندھ گیا اور بہتوں پر کیفیت طاری ہوگئی ، اسی عالم

(۱) اس شعر کے متعلق شیخ حسن البورینی نے لکھا ہے کہ مجھے باوثوق ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ شیخ نے فرمایا تھا اگر مدح رسول میں اس کے سوا میرا اور کوئی شعر نہ ہوتا تو بھی یہی کافی تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اس میں مدح رسول مقصود ہے ۔ ملاحظہ ہو : شرح دیوان، ج : ۱ ، ص ۱۶۳

مدح رسول میں یہ شعر بے ساختہ یاد آگیا ہے :

رخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

Marfat.com
Marfat.com

میں شیخ نے اپنے کپڑے اتارکر پہرہ‌داروں کی طرف پھینک دیے ، پھر کچھ دیر کے بعد بیخود ہوکر زمین پر گر پڑے ، لوگ آپ کو جامع ازہر اٹھا لائے جہاں کئی روز تک یہ حالت طاری رہی۔

بنا کر دند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جب افاقہ ہوا تو پہرہ داروں نے حاضر ہوکر آپ کے کپڑے سامنے رکھ دئیے ، لیکن آپ نے ان کو واپس نہیں لیا ، حاضرین نے آپ کے لباس کو تبرکاً پہرہ‌داروں سے خریدنا چاہا اور کافی قیمت لگادی بعضوں نے بیچ دیا اور بعض نے بطور تبرک خود اپنے پاس رکھ چھوڑا[1]

جیسے جیسے شیخ کی عمر بڑھتی جاتی تھی جذب و سکر کی کیفیت میں بھی شدت آتی جاتی تھی اور یہ کیفیت جلد جلد طاری ہوتی تھی اور اس کی مدت بھی درازتر ہوتی تھی، جذب کی حالت میں آپ نہ کسی سے بات کرتے، نہ کسی کی بات سنتے اور نہ کسی کو دیکھتے ، آنکھیں بند رہتی تھیں، کبھی کھڑے رہتے ، کبھی بیٹھ جاتے ، کبھی پہلو کے بل لیٹ جاتے اور کبھی چت لیٹے رہتے تھے۔ اسی حالت میں کئی کئی دن گزر جاتے تھے ، نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے ، یوں ہی بے حس و حرکت پڑے رہتے تھے۔

ایک بار شیخ مسجد مشہتی[1] کو تشریف لے جا رہے تھے،[2] راستہ میں ایک دھوبی کپڑے دھو رہا تھا، وہ کپڑوں کو پتھر پر مارتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا :۔

---

(۱) دیکھیے مقدمۂ شرح دیوان ، ص : ۹
(۲) دیکھئے مقدمۂ شرح دیوان ، ص : ۱۱

Marfat.com
Marfat.com

قطع قلبی هذا المقطع   ماکاد یصفو أو ینقطع[1]

(میرے دل کو اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے،
کیوں کہ یہ صاف ہونے والا نہیں، تا آنکہ ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائے۔)

یہ شعر سن کر شیخ کو وجد آگیا، اس کو دھرانے اور زمین پر گر کر لوٹنے لگے، تھوڑی دیر کے لئے سکون ہوجاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ روح جسم سے پرواز کر گئی، پھر کچھ افاقہ ہوتا تو کلام الہٰی فرمانے لگتے، اس کے بعد پھر مغلوب ہوجاتے اور وہی کیفیت پھر طاری ہوجاتی، اسی اثنا میں آپ کے ایک ساتھی آگئے، انھوں نے یہ حال دیکھا تو یہ شعر پڑھا:۔

أموت إذ ذكر تك ثم أحيا   فكم أحيا عليك وكم أموت[2]

(میں جب تجھے یاد کرتا ہوں تو مر جاتا ہوں، اس
کے بعد پھر زندہ کردیا جاتا ہوں، پس میں کب تک
اسی طرح مرتا اور جیتا رہوں گا۔)

شیخ نے یہ شعر سنا تو اچھل پڑے، ساتھی سے بغلگیر ہونے اور بڑے جذب کے ساتھ ان سے فرمایا کہ پھر پڑھو، وہ خاموش رہے، ان کو شیخ کے حال زار پر ترس آرہا تھا، جذب کے دوران شیخ

---

(۱) علامہ اقبال کا یہ شعر بھی کس قدر برمحل ہے:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

(۲) یہی خیال خواجہ میر درد کے یہاں اس طرح ملتا ہے:

ان لبوں نے نہ کی مسیحائی   ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

Marfat.com
Marfat.com

کی جو حالت ہوجاتی تھی اس کو ان سے بیان کرکے درخواست کی کہ صبر و ضبط سے کام لیا کیجئیے ، شیخ نے جواب میں یہ شعر پڑھا :

إن ختم‌الله بغفرانه فكل مالاقيته سهل

(اگر اللہ تعالیٰ خاتمہ بخیر فرما دے تو ہر مصیبت جس سے میں دو چار ہورہا ہوں آسان ہے ۔)

یہ واقعہ وفات سے تھوڑے ہی عرصہ قبل کا معلوم ہوتا ہے ، کیوں کہ اس بار جو کیفیت طاری ہوئی، وہ مرتے دم تک قائم رہی اور جان لے کر گئی ۔

وفات ۔

مرض‌الموت اور وفات سے متعلق تفصیلات کا پتہ نہیں چلتا، کچھ مختصر حال شیخ برہان الدین جعبری نے ابن الفارض سے اپنی ملاقات کے ذکر کے ضمن میں بیان کیا ہے جو آگے آ رہا ہے، الغرض جامع ازہر کے قاعۃ الخطابۃ ہی میں جمادی الاولیٰ کی دوسری تاریخ سنہ ۶۳۲ھ کو شیخ واصل بحق ہوئے[1] اور دوسرے دن قرافہ[2] میں عارض نامی ایک مسجد کے پہلو میں دفن ہوئے جو کوہ مقطم کے دامن میں ہے، جیسا کہ ابوالحسن الجزار کے ان اشعار سے بھی ظاہر ہوتا ہے :۔

---

(۱) النجوم الزاهرة لابن تغری بر دی، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۳۶ء، ج : ٦، ص ۲۸۸

(۲) قرافہ کوہ مقطم کے دامن میں ایک وسیع قبرستان ہے، جہاں صلحاء و اکابر کے مزارات بھی ہیں دیکھئیے : صبح الأعشى للقلقشندی، ج : ۳، ص : ۳۷۴ ؛ معجم البلدان للیاقوت، ج : ۴، ص:۳۱۷

129666

Marfat.com
Marfat.com

لم یبق صیب مزنة الا وقد وجبت علیه زیارة ابن الفارص
لاغرو أن یسقیٰ ثراه و قبره باق ایوم العرض تحت العارض

(ہر برسنے والے بادل پر ابن الفارض کی زیارت واجب ہے ۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ان کی مٹی سیراب ہوتی رہے جب کہ ان کی قبر عارض کے نیچے قیامت تک کے لئے باقی ہے ۔)

اس سلسلے میں شیخ کے نواسے علی کا بھی ایک شعر قابل ملاحظہ ہے :۔

جز بالقرافة تحت ذیل العارض وقل السلام علیک یا ابن الفارض

(قرافہ میں عارض کے دامن کے نیچے جا اور یہ کہہ "اے ابن‌الفارض! تم پر خدا کی رحمت ہو ۔)

Marfat.com
Marfat.com

دوسرا باب

اخلاق و عادات

عصری معاشرہ

یہ امر مسلم ہے کہ انسان بڑی حد تک اپنے ماحول اور معاشرہ کا پروردہ ہوتا ہے۔ عام سماجی حالات کی پرچھائیاں اسکی زندگی کے خد و خال پر نمایاں طور پر منعکس ہوتی ہیں۔ اس لئے اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے زمانہ کی ایک ہلکی جھلک پیش کردی جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ شیخ کی پوری زندگی ایوبی حکومت[1] کے زیر سایہ گزری ہے مصر میں ایوبی اقتدار کی بنیادیں شیخ کی ولادت سے قبل ہی مستحکم ہو چکی تھیں، جیسے جیسے شیخ زندگی کی منزلیں طے کرتے ہوئے شباب کو پہنچ رہے تھے، ایوبی سیادت بھی بتدریج بام عروج پر چڑھتی جارہی تھی تاآنکہ مصر، شام اور حجاز پوری طرح ایوبی سلاطین کے زیر اثر آگئے، شیخ جبکہ مکہ معظمہ سے مصر واپس آئے تو اس وقت انکی عمر چالیس سے متجاوز ہو چکی تھی اور سلطان الملک الکامل تخت سلطنت پر متمکن تھا، جس نے ٦١٦ ھ سے ٦٣٥ ھ تک فرمانروائی کی ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ایک عرصہ کی شورش، بدامنی، صلیبی جنگوں اور باھمی خونریزیوں کے بعد اہل مصر کو کچھ سکون اور امن

(١) ایوبی حکومت کے لئے دیکھئے: حسن المحاضرہ، ج: ٢، ص: ٢٣ و مابعد

Marfat.com
Marfat.com

و امان حاصل ہوا تھا، فتنہ و فساد اور تباہی و بربادی کے زمانہ میں قدرتی طور پر طبائع کا میلان قضا و قدر، رضا و تسلیم، زہد و تقوی، دینداری اور روحانیت کی طرف ہو جاتا ہے، صلاح الدین ایوبی[1] کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح سے سارے عالم اسلامی میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے، مسلمانوں کے قلوب شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز اور وہ بے ساختہ مالک حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے، مصر میں ہر طرف دینی زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی اور مصری معاشرہ کے رگ و پے میں دینی روح جاری و ساری ہو گئی، مساجد و معابد میں جان آگئی، نئے نئے دینی مدارس کھولے گئے، اور علماء و صوفیہ کیلئے علمی مراکز اور خانقاہیں تعمیر کی گئیں۔

سب سے پہلے سلطان صلاح الدین ایوبی ہی نے اس طرف توجہ کی، اس نے شوافع، احناف اور مالکیوں کے لئے الگ الگ متعدد مدارس قائم کئے، جہاں قرآن و حدیث اور تفسیر وفقہ کی تعلیم بڑے شد و مد کے ساتھ جاری ہوگئی، اسی نے سب سے پہلے مصر میں خانقاہی نظام کی بنیاد ڈالی، چنانچہ ۵۶۹ھ میں اس نے دارسعید السعداء کو صوفیہ کے لیے مخصوص کر کے ایک شیخ مرشد کو اس کا متولی بنایا اور اس کے لئے بہت سی جاگیریں وقف کیں، تاکہ جو فقراء و صوفیہ باہر سے مصر آئیں وہ اس میں قیام کریں، ان کے لئے روزینہ اور ان کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کا معقول انتظام بھی کردیا، غرض کہ مصر میں اس

(۱) صلاح الدین ایوبی کے حالات کیلئے دیکھیے: مرآۃالزمان لابن الجوزی، ج: ۸، ص: ۲۷ ومابعد اور وفیات الأعیان، ج: ٦، ص: ۱۳۹ ومابعد۔

Marfat.com
Marfat.com

قسم کی پہلی خانقاہ یہی تھی جو صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں وجود میں آئی، اور بعد میں دویرۃ الصوفیہ کے نام سے مشہور ہوئی[1]

اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ مصر میں خانقاہیں، رباط زوایا اور تکایا قائم ہونے لگے جن کے لئے امراء و حکام کے درمیان مسابقت شروع ہوگئی، وہ خانقاہیں تعمیر کراتے اور بڑی بڑی جائدادیں ان کے لئے وقف کرتے، ہر خانقاہ میں ایک شیخ ہوتا تھا، اسی کی نگرانی میں اس کے مریدین و معتقدین اور دیگر فقراء و صوفیہ رہتے تھے، اس کے علاوہ ایک محافظ بھی مقرر ہوتا تھا، اس طرح خانقاہ کے سارے امور بڑے نظم و ضبط اور خوش اسلوبی کے ساتھ، انجام پاتے تھے[2]۔

عوام کے دلوں میں بھی علماء و مشائخ اور فقراء و صوفیہ کے لئے بڑی عزت تھی، وہ ان کی بےحد تعظیم و تکریم کرتے تھے، اور اکثر دعا و برکت کے حصول کے لئے خانقاہوں میں حاضر ہوتے تھے، صوفیہ کی متعدد جماعتیں تھیں، اور ہر جماعت کے کچھ مخصوص شعائر و امتیازات تھے، ہر جماعت کا امام ان کا شیخ ہوتا تھا، جب شیخ باہر نکلتا تھا تو اس کی پوری جماعت اس کے پیچھے ایک جلوس کی شکل میں ہوتی تھی اور وہ سب اپنی مخصوص ہئیت کے ساتھ مخصوص

---

(۱) دیکھئے : صبح الأعشی، ج ؛ ۳، ص ۳٦۴ و ۳٦۵ اور حسن المحاضرہ، ج: ۲، ص؛ ۱۸

(۲) خوانق، زوایا اور تکایا کے لئے دیکھئے: خطط علی بـاشامبارک، ج:٦، ص:١٦، ۵۷

Marfat.com
Marfat.com

لباس زیب تن کئے ہوتے تھے ، چنانچہ جمعہ کے دن اسی شان کے ساتھ صوفیہ کی تمام جماعتیں مختلف راستوں سے جامع مسجد جایا کرتی تھیں، یہ منظر اس قدر شاندار، دلکش اور جاذب نظر ہوتا تھا کہ جمعہ کے دن لوگ دور دور سے محض اسی لئے قاہرہ آتے تھے کہ اس روح پرور نظارہ سے قلب و نظر کے لئے خیرو برکت اور تازگی و فرحت کا سامان مہیا کریں ۔

معاشرہ کی اس تصویر کو سامنے رکھنے کے بعد ذہن میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ اس دینی اور روحانی ماحول میں شیخ ابن الفارض کا کیا مقام تھا، وہ صوفیہ کے کس گروہ سے تعلق رکھتے تھے، ان کا طریق تصوف کیا تھا، ان کی خانقاہ کہاں تھی اور ان کے مریدین و معتقدین کا کیا حال تھا، لیکن افسوس ہے کہ ان سوالوں کے جوابات تشفی بخش طور پر کہیں نہیں ملتے ، بلکہ بعض سوال کا تو کوئی جواب ہی نہیں ملتا ، یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ معاصر صوفیہ و مشائخ میں سے کن لوگوں کے ساتھ ابن الفارض کی راہ ورسم تھی، البتہ شیخ سہروردیؒ سے ان کی ایک ملاقات[1] کا پتہ چلتا ہے ، جس کی تفصیل و تجزیہ سے کسی حد تک کچھ باتوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

شیخ سہروردی کی ملاقات

شیخ کے صاحبزادے کمال الدین محمد بیان کرتے ہیں کہ شیخ سہروردی نے جب سنہ ۶۲۸ ھ میں آخری حج کیا تو آپ کے ہمراہ

---

(۱) ملاحظہ ہو مقدمہ شرح دیوان ، ص: ۱۰ ـ ۱۱ اور مرأة الجنان ج: ۴، ص: ۷۷ ـ ۷۸

Marfat.com
Marfat.com

اہل عراق کی ایک بڑی جماعت تھی، آپ نے طواف کعبہ اور وقوف عرفات کے وقت اپنے گرد مریدین کا ایک زبردست ہجوم دیکھا، جس سے بےحد متاثر ہوئے اور دل بھر آیا، اسی اثنا میں ان کو خبر ملی کہ شیخ ابن الفارض بھی حرم شریف کے اندر موجود ہیں تو سہروردی کو ان کی زیارت کا اشتیاق ہوا، اور وہ بےساختہ رونے لگے اور اسی عالم کیف میں خود کو مخاطب کرکے سوال کیا کہ کیا اللہ کے نزدیک بھی تو ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ لوگ تیرے متعلق گمان کرتے ہیں اور کیا دیار حبیب میں آج تیرا بھی ذکر ہوتا ہے؟ اتفاق سے اسی وقت شیخ ابن الفارض نظر آگئے اور انہوں نے سہروردی کو اپنا یہ شعر سنایا:

لک البشارة فاخلع ماعلیک فقد   ذکرت ثم علی مافیک من عوج[1]

(تیرے لئے بشارت ہے پس جو لباس تیرے اوپر ہے
اسے اتار دے کیوں کہ جو کمی تیرے اندر ہے اس
کے باوجود تیرا ذکر وہاں ہوا ہے)

شیخ سہروردی پر یہ شعر سنکر اتنا اثر ہوا کہ وہ چیخ اٹھے اور اپنا لباس فوراً اتار دیا، دیگر مشائخ و حاضرین نے بھی ایسا ہی کیا اور سب پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی، جب کچھ سکون ہوا تو انہوں نے شیخ ابن الفارض کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے، فرمایا کہ یہ اس شخص کی اطلاع ہے جس کو حضوری حاصل ہے، اس کے کچھ دنوں کے بعد پھر دونوں صاحبدل بزرگوں کی ملاقات ہوئی،

(۱) دیوان ابن الفارض ص: ۸۴

Marfat.com
Marfat.com

ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور کچھ دیر گفتگو ہوتی رہی ، لیکن اس گفتگو کی تفصیل نہیں ملتی۔

کمال‌الدین محمد کہتے ہیں کہ اسی مجلس میں شیخ سہروردی نے میرے والد شیخ ابن‌الفارض سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے اور میرے بھائی عبدالرحمنٰ کو اپنے طریقہ کے مطابق خرقۂ صوفیہ پہنا دیں ، لیکن انھوں نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے ، مگر شیخ سہروردی برابر اصرار کرتے رہے۔ تا آنکہ ابن‌الفارض نے ان کو اجازت دے دی اور شیخ سہروردی نے دونوں صاحبزادوں کو خرقہ پہنایا ، اسی مجلس میں انھوں نے شہاب‌الدین بن الخیمی اور ان کے بھائی شمس‌الدین کو خرقہ عطا فرمایا ، کیوں کہ ان دونوں کو شیخ ابن‌الفارض اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے ، ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں نے بھی شیخ سہروردی کے ہاتھوں خرقۂ صوفیہ پہنا ، اس مجلس میں مشائخ عظام کی ایک بڑی جماعت بھی موجود تھی۔

مذکورہ واقعہ کے تجزیہ سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں :۔

۱ ۔ شیخ سہروردی اور شیخ ابن‌الفارض کے درمیان جس انداز سے گفتگو ہوئی اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ان کی پہلی ملاقات نہ تھی بلکہ اس سے قبل بھی دونوں کی ملاقاتیں ہو چکی تھیں یا کم از کم وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح متعارف اور حالات سے پوری طرح باخبر تھے

۲ ۔ ابن‌الفارض ایک صاحب حال بزرگ تھے ، اور ان کی کیفیت میں اس قدر شدت اور قوت تھی کہ جس مجمع میں پہنچ جاتے

Marfat.com
Marfat.com

تھے ، سارا مجمع ان کی کیفیت سے متاثر ہوجاتا تھا ، اور ان کی حالت کچھ اس قسم کی تھی جیسا کہ شاعر نے اس شعر میں بیان کیا ہے :

در محفل خود جاے مده همچو منے را   افسرده دل افسرده کند انجمنے را

۳ ۔ حجاز سے مصر واپس آنے کے بعد شیخ ابن الفارض کم از کم ایک بار اور حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ گئے تھے ، یوں تو سرزمین حجاز کے ذرہ ذرہ سے ان کو ایک ایسا قلبی تعلق تھا کہ اگر وہ ہر سال حج کے لئے جاتے رہے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ، لیکن اس کے علاوہ ان کے اور کسی سفر حج کا پتہ نہیں چلتا ، مگر ان کی شاعری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفر حج کے لئے بے قرار رہتے رہے ہونگے اور کوئی بڑا مانع ہی ان کو اس سے باز رکھتا ہوگا ، کیوں کہ ان کی شاعری تمام تر اسی دیار کی یاد اور محبت سے معمور ہے ، کوئی قصیدہ ایسا نہیں ہے جس میں کسی نہ کسی عنوان سے اس کا ذکر نہ ملتا ہو ، ایک قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :۔

وإذا أذى ألم ألم بمهجتی   فشذا أعيشاب الحجاز دوائی
أأذاد عن عذب الورود بأرضه   وأحاد عنه وفی نقاه بقائی
وربوعه أربی أجل وربيعه   طربی وصارف أزمة اللأواء
وجبا له لی مربع ورماله   لی مرتع وظلاله أفيائی
وترابه ندّی الذکیّ وماؤه   ورد الروی وفی ثراه ثرائی
وشعابه لی جنة وقبابه   لی جنة وعلی صفاه صفائی[1]

---

(۱) دیوان ابن الفارض ، ص : ٦۹ ۔ ۷۰

Marfat.com
Marfat.com

(جب کسی غم سے میری روح کو کچھ اذیت
پہنچتی ہے تو حجاز کی ننھی ننھی گھاسوں کی خوشبو
ہی میرے لئے دوا ثابت ہوتی ہے۔ کیا سرزمین حجاز
کے شیریں چشموں سے مجھے دور کردیا جائے گا اور
میں وہاں پہنچنے سے روک دیا جاؤنگا، حالانکہ اسی
کے دروں سے میری بقا وابستہ ہے۔ اسی کے دیار
میرا مقصود ہیں اور ہاں اسی کی بہار میری نشاط ہے
اور وہی میرے شدت غم کو دور کرنے والی ہے۔ اسی
کے پہاڑ میری قیام گاہ، اسی کے رتیلے میدان میری
چراگاہ اور اسی کے سائے میری پناہ گاہ ہیں۔ میرے لئے
اسکی خاک میں معطر خوشبو، اسکے پانی میں سیرابی
اور اسکی مٹی میں دولت ہے۔ اسی کی وادیاں میرے
لئے جنت اور اسی کے قبے میرے لئے ڈھال ہیں اور
اسی کے کوہ صفا پر میرے لئے صفائے باطنی ہے۔)

۴ - شیخ ابن‌الفارض کے یہاں روایتی اور رسمی بیعت و خلافت وغیرہ کا کوئی قاعدہ نہیں تھا، سلوک و معرفت کا ان کا اپنا ایک مخصوص مسلک تھا اور وہ ان کی ایک ذاتی حالت اور انفرادی کیفیت تھی، اسی طرح آپکے یہاں روحانی تعلیم و تربیت کا بھی کوئی مخصوص رسمی طریقہ نہیں تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بقول مرزا غالب وہ ہر قسم کے رسمی تکلفات سے بالاتر تھے :-

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

Marfat.com
Marfat.com

۵۔ اس واقعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ معاصر صوفیہ میں شیخ کا مقام بہت بلند تھا ، کیونکہ شیخ سہروردی اپنے عہد کے نہایت مشہور و مقبول درویش تھے ، اور انکے مریدین کی تعداد بے شمار تھی ، اس وقت وہ اپنی عمر کے آخری مراحل سے گزر رہے تھے ، انہوں نے ایک مجمع عام میں جس میں عوام و خواص سب موجود تھے اس طرح ابن الفارض کی عزت کی تو دوسروں کی نظر میں شیخ ابن الفارض کا کیا درجہ رہا ہوگا ، اس کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے شیخ کو خود بھی اپنے مقام کا احساس تھا ، چنانچہ بعض مواقع پر جوش و انبساط کے عالم میں اس کا اظہار بھی کیا ہے ، ایک موقع پر فرماتے ہیں ۔ :

نسخت بحبی آیة العشق من قبلی
فا هل الهویٰ جندی و حکمی علی الکل
وکل فتی یہوی فانی امامه
وانی بریٔ من فتی سامع العذل
ولی فی الهوی علم تجل صفاته
ومن لم یفقهه الهوی فهو فی الجهل[1]

(میں نے اپنی محبت کے ذریعہ عشق کی پچھلی آیت کو منسوخ کردیا ۔ پس تمام اہل محبت میرے سپاہی ہیں اور ان سب پر میری حکومت ہے ۔ جو انسان بھی جمال حقیقی کا دلدادہ ہے میں اس کا امام ہوں ، اور محبت کے

---

۱) دیوان ابن الفارض ، ص : ۹۷

Marfat.com
Marfat.com

معاملہ میں ملامت سننے والے انسان سے میں بری ہوں۔
محبت کے میدان میں مجھے ایسا علم حاصل ہے جس
کی صفات جلیل الشان ہیں ، اور جس کو محبت
علم و فہم نہ عطا کرے وہ جہل میں مبتلا ہے ۔

شیخ جعبری کی ملاقات

اس عہد کے ایک دوسرے بزرگ شیخ برہان‌الدین جعبری کے متعلق بھی ایک روایت ملتی ہے ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی بھی ایک ملاقات شیخ ابن‌الفارض سے ہوئی تھی ، اگرچہ یہ ملاقات شیخ کی زندگی کے آخری لمحات میں ایک مختصر مدت کے لئے ہوئی مگر اس سے بھی شیخ کے احوال و مقامات کا کسی قدر اندازہ ہوتا ہے ، اس ملاقات کی تفصیل یہ ہے[1] :۔

یہ روایت بھی شیخ کے صاحبزادے کمال‌الدین محمد ہی سے منقول ہے کہ ایک دن شام ہی سے ان کی طبیعت کچھ پژمردہ ہو گئی اور رات بھر وہی کیفیت رہی اس لئے نماز فجر کے بعد وہ اپنے والد شیخ ابن الفارض کی قبر کی زیارت کے ارادہ سے نکلے ، جب شیخ برہان‌الدین جعبری کی مسجد کے پاس سے گزرے تو تقریر کی آواز سنائی دی ، اس کو سنکر وہ مسجد کے اندر داخل ہو گئے وہاں دیکھا کہ شیخ جعبری ان کے والد شیخ ابن‌الفاض کے اس شعر

---

(۱) مزید تفصیل کے لئے دیکھیئے : مقدمہ شرح دیوان ، ص: ۱۱ - ۱۳ اور نفحات‌الانس ، ص: ۵۴۳ - ۵۴۵ ۔

Marfat.com
Marfat.com

پر تقریر فرما رہے ہیں : -

فلم تهونی ما لم تکن فی فانیا
ولم تفن ما لم تجتلی فیک صورتی[1]

(تو میرا عاشق نہیں ہو سکتا تاآنکہ میرے اندر تو فنا نہ ہو جائے اور تو فنا نہیں ہو سکتا تاآنکہ تیرے اندر میری صورت جلوہ گر نہ ہو جائے -

کمال‌الدین محمد کو دیکھ کر شیخ جعبری نے بڑی حیرت و مسرت کا اظہار کیا ، اور فرمایا کہ میں جس ہستی کے کلام پر گفتگو کررہا تھا ، اللہ تعالیٰ نے اسکے صاحبزادے کو میرے پاس بھیجدیا ، پھر انہوں نے کمال الدین کے سر پر دست شفقت پھیرا جس سے ان کی انقباضی کیفیت دور ہو گئی ، اور کچھ دیر تک بڑی فرحت و نشاط کے ساتھ وہ شیخ جعبری کی تقریر سنتے رہے ، اس میں انہوں نے اس شعر کے متعلق عجیب و غریب نکات بیان کئے -

بعد میں کمال‌الدین محمد کو معلوم ہوا کہ اس شعر کے ذیل میں شیخ جعبری نے خود اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا تھا کہ جس زمانہ میں وہ سیاحت کی زندگی بسر کررہے تھے اور ان کی روح عشق الٰہی کے نشے میں سرشار تھی ، ایک دن ناگاہ ایک شخص بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ان کے پاس سے مذکورہ بالا شعر پڑھتے ہوئے گزرا ، اس کو سنتے ہی شیخ جعبری کو محسوس ہوا کہ یہ صرف کسی عاشق صادق ہی کا جذبہ ہوسکتا ہے ، اس لئے وہ تیزی سے اس

---

(۱) دیوان ابن‌الفارض ، ص : ۳۰

Marfat.com
Marfat.com

شخص کی طرف لپکے اور اس سے پوچھا کہ یہ روح پرور شعر تجھے کہاں سے ملا، اس نے جواب دیا کہ یہ شیخ ابن الفارض کا شعر ہے، اس نے یہ بھی بتلایا کہ اس وقت شیخ مصر میں ہیں، اور ان کی وفات کا وقت قریب ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ان کی خدمت میں حاضری دوں، اس لئے وہیں جارہا ہوں، یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا، شیخ جعبری بھی اس کے ساتھ چل پڑے۔

جب ابن الفارض کی خدمت میں شیخ جعبری پہنچے تو دیکھا کہ وہ جاں بلب ہیں، جعبری نے سلام عرض کیا، شیخ نے سلام کا جواب دینے کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا اور یہ بشارت دی کہ شیخ جعبری اولیاءاللہ میں سے ہیں، شیخ جعبری نے اپنے اطمینان قلب کے لئے اس کی دلیل طلب کی، فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میری وفات کے وقت اولیاءاللہ کی ایک جماعت موجود ہو، اور اللہ نے سب سے پہلے تم کو میرے پاس بھیجا، پھر شیخ جعبری نے معرفت الٰہی سے متعلق ایک بڑا نازک سوال کیا، جس کی خلش عرصہ سے ان کے دل میں تھی اور جسے متعدد مشائخ سے وہ دریافت کرچکے تھے، لیکن کسی نے اس کا جواب نہیں دیا تھا، وہ سوال یہ تھا کہ کیا کسی کا علم ذات باری کا احاطہ کرسکتا ہے؟ اس سوال پر شیخ ابن الفارض نے بڑے استعجاب کے ساتھ ان کی طرف دیکھا اور فرمایا «ہاں اگر اس کا احاطہ کیا جاسکتا ہے، تو اولیاءاللہ ہی اس کو محیط ہوسکتے ہیں اور تم بھی ان ہی میں سے ہو»

اس کے بعد شیخ جعبری کہتے ہیں کہ مجھے ایسا نظر آیا جیسے جنت شیخ کے سامنے مجسم ہوکر آگئی ہے، شیخ نے اسے دیکھ

Marfat.com
Marfat.com

کر ایک آہ کھینچی اور چیخ اٹھے، چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور زار و قطار رونے لگے، پھر فرمایا:

ان کان منزلتی فی الحب عندکم ماقد رأیت فقد ضیعت أیامی
أمنیة ظفرت روحی بہازمناً والیوم أحسبہا أضغاث أحلامی[1]

(اگر محبت میں میرا مقام تمہارے نزدیک یہی تھا جیسے میں س وقت دیکھ رہا ہوں تو میں نے اپنی عمر ضائع کردی وہ ایک آرزو تھی جس سے میری روح کچھ عرصہ شادکام رہی اور آج میں اسے خواب پریشاں خیال کر رہا ہوں۔)

یہ سنکر جعبری نے عرض کیا «حضرت! یہ تو ایک معزز مقام ہے» شیخ نے فرمایا کہ رابعہ عدویہ جو ایک عورت ہیں وہ تو کہتی ہیں «تیری عزت کی قسم! میں نے تیری عبادت نہ جہنم کے خوف سے کی ہے اور نہ جنت کے شوق سے، بلکہ تیری ذات کریم کے عزو شرف اور تیری محبت کی وجہ سے کی ہے»۔ پھر فرمایا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے جس کو میں زندگی بھر طلب کرتا رہا اور جس کے لئے میں نے اپنی ساری عمر سلوک کے راستہ میں گزاری، تھوڑی دیر کے بعد شیخ کو کچھ سکون ہوا تو تبسم فرمایا اور شیخ جعبری کو سلام کرکے الوداع کہا، کچھ مختصر وصیتیں بھی کیں اور مناجات میں مشغول ہوگئے، پھر یہ شعر پڑھا:

اروم و قد طال المدی منک نظرة وکم من دماء دون مرمای طلت[2]

---

(۱) دیوان ابن الفارض ص: ۱۱۰ - ۱۱۱
(۲) دیوان ابن الفارض ص: ۲۲

Marfat.com
Marfat.com

(میں تجھ سے ایک نظر کا طالب ہوں اور حال یہ ہے کہ مدت طویل ہوگئی ہے اور کتنے انسانوں کا خون اس عظیم مقصد کے راستہ میں بہایا جاچکا ہے)۔

اس درمیان میں مشائخ و اولیاء کی ایک بڑی تعداد پہنچ گئی تھی، جن میں سے بعض کو شیخ جعبری پہچانتے تھے، اور بعض سے متعارف نہ تھے، کچھ ہی دیر بعد شیخ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے، لبوں پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، شیخ جعبری کہتے ہیں کہ ان آثار سے میں نے سمجھ لیا کہ شیخ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے،

اسی روایت میں شیخ جعبری نے غسل تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ وغیرہ کا مختصر حال بیان کیا ہے، اور اسی کے ذیل میں اپنے روحانی مشاہدات و مکاشفات کا بھی ذکر کیا ہے، کہ میں نے ایسے احوال کا مشاہدہ کیا کہ تم لوگ ان کے متحمل نہیں ہوسکتے، اور اپنی اس محرومی پر افسوس کیا ہے کہ ان کو شیخ سے مستفید ہونے کا موقع نہ مل سکا، شیخ کی وفات کے تین دن بعد شیخ جعبری واپس ہوگئے یہ پہلا موقع تھا جب وہ مصر آئے تھے، کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ مصر آئے اور مستقل طور پر یہیں اقامت گزیں ہوگئے۔

شیخ برہان الدین جعبری کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے، ان کو شیخ ابن الفارض سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ مذکورہ بالا روایت سے بخوبی ہوتا ہے، ایک دوسری روایت[1] سے یہ بھی معلوم

(۱) دیکھئے مقدمہ شرح دیوان، ص:۱۲

Marfat.com
Marfat.com

ہوتا ہے کہ وہ شیخ کی وفات کے بعد وقتاً فوقتاً ان کی قبر کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، اور اس کے گرد و غبار کو خود اپنے ہاتھوں سے صاف کیا کرتے تھے۔

اخلاق و عادات

شیخ ابن الفارض کی زندگی اور ان کے اخلاق وعادات کے متعلق اب تک جو روایتیں نقل کی گئی ہیں، وہ تمام تر ان کے اعزہ و اقربا اور معتقدین ہی سے منقول ہیں' اس لئے ان میں عقیدت وغلو کا شائبہ ہوسکتا ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ گھر کا حال گھر والا ہی بہتر جان سکتا ہے، یہ صحیح ہے کہ شیخ سے اختلاف رکھنے والے اور ان پر اعتراض کرنے والے بھی خاصی تعداد میں ہوئے ہیں، لیکن ان سے شیخ کی زندگی کے عام حالات اور ان کے اخلاق و عادات کے متعلق کوئی خاص واقعہ مروی نہیں ہے' مخالفین و معترضین کے جو بیانات ملتے ہیں، ان کا تعلق زیادہ تر شیخ کے صوفیانہ افکار اور بالخصوص عقیدۂ حلول و اتحاد سے ہے' جس کی تشریح آئندہ اس موقع پر آئےگی جہاں شیخ کے صوفیانہ خیالات پر ان کی شاعری کی روشنی میں بحث کی جائے گی، مگر ان کے مخالفین بھی ان کے اخلاق اور سیرت و کردار پر کوئی اعتراض نہیں کرسکے۔

عقیدت اور عداوت کے جذبات سے قطع نظر یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ ایک ہی واقعہ اور ایک ہی حال مختلف طبائع پر مختلف طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے اور ہر بیان میں کسی نہ کسی حد تک بیان کرنے والے کے ذاتی تاثرات بھی لازمی طور پر شامل ہو

Marfat.com
Marfat.com

جاتے ہیں، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کا مذاق کسی بیان کو صحیح تسلیم کرے لیکن دوسرا اس کو مشتبہ سمجھے،

غرض مذکورہ روایات پر پوری احتیاط کے ساتھ نظر ڈالنے کے بعد شیخ کی شخصیت کی جو تصویر سامنے آتی ہے اس میں مندرجہ ذیل نقوش واضح نظر آتے ہیں، اس لئے ان کی صحت پر پوری طرح یقین کیا جاسکتا ہے :۔

۱ ۔ اول یہ کہ شیخ کا رجحان فطری طور پر خلوت و عزلت اور ریاضت و عبادت کی طرف تھا، اس میں ان کے والد کی صحبت و تربیت کا بھی دخل ہوسکتا ہے، اور کچھ عصری حالات کا بھی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ جس شدت کے ساتھ یہ رجحان شیخ میں پایا جاتا تھا اس کے لئے محض صحبت و تربیت اور ماحول ہی کا اثر کافی نہیں ہے بلکہ خود انسان کے اندر ایک فطری جوہر کی ضرورت ہوتی ہے، جو اس کو صحبت و تربیت اور ماحول کے اثر سے بلند کرکے کشاں کشاں منزل مقصود کی طرف لے جاتا ہے ۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست　　می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست

شیخ کے اندر یہ رجحان بچپن ہی سے بہت زیادہ تھا، جو آخر دم تک قائم رہا۔ خلوت و ریاضت ہی میں ان کو لذت حاصل ہوتی تھی اور اسی سے ان کو سکون و قرار نصیب ہوتا تھا ۔

ابتدا میں شیخ اکثر کوہ مقطم پر چلے جاتے تھے اور تنہائی میں وقت گزارتے تھے، قیام مکہ کے دوران میں وہاں کی وادیوں اور پہاڑیوں کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے ۔ مکہ معظمہ سے واپسی کے

Marfat.com
Marfat.com

بعد عمر کا جو حصہ قاھرہ میں گزرا اس میں بھی یہ چیز نمایاں ھے ، چنانچہ وہ اکثر چلہ کیا کرتے تھے ، اور چالیس دن تک مسلسل روزہ رکھتے اور راتوں میں عبادت کرتے تھے ، ایک موقع پر خود فرماتے ھیں :-

فی ھواکم رمضان عمرہ ینقضی مابین إحیاء وطی[1]

(تمہاری محبت میں اس عاشق کی زندگی رمضان کے مہینے کے مانند ھے جو شب بیداری اور بھوک کی حالت میں گزر رھی ھے)

۲ - شیخ کی طبیعت میں حد درجہ تاثر اور انفعال تھا ، اور یہ چیز بھی ان میں فطری معلوم ھوتی ھے ، جس میں مجاھدہ و ریاضت اور ذکر و فکر کی کثرت سے شدت آگئی تھی ، وہ جمال سے بےحد متاثر ھوتے تھے خواہ وہ کسی چیز میں ھو اور کسی نوعیت کا ھو ، یعنی وہ جمال مطلق کے دلدادہ تھے ، چنانچہ بعض روایتوں[2] سے معلوم ھوتا ھے کہ ایک موقع پر کسی اونٹ کے حسن و جمال سےمسحور ھوگئے تھے ، اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ایک عطار کی دوکان میں مٹی کے ایک برتن کی خوبصورتی دیکھ کر بےقابو ھوگئے تھے ، مناظر فطرت کا جمال بھی ان کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا ، چنانچہ وہ اکثر نیل کے کنارے مسجد مشتہی[1] میں چلہ کشی کیا کرتے اور وھاں سے نیل کے منظر کو گھنٹوں دیکھتے رھتے تھے ، اس کا ذکر انھوں نے اپنے ایک شعر میں کیا ھے :-

---

(۱) دیوان ابن‌الفارض ، ص : ۸

(۲) شذرات‌الذھب ، ج : ۵ ، ص : ۱۵۱

Marfat.com
Marfat.com

وطنی مصر و فیہا و طری ولعینی مشتہاہا مشتہاہا[1]

(میرا وطن مصر ہے اور اسی میں میری حاجت روائی ہے اور مصر کی مسجد مشتہی درحقیقت میری آنکھوں کی مشتہی[2] ہے)

۳ - اس زہد و تقوی اور تاثر و انفعال کے ساتھ ساتھ شیخ نہایت خوش مزاج . نرم طبع ' بردبار ، خاکسار ' اور پاک خصلت انسان تھے ، شرافت و مروت اور ہمدردی و محبت کے اعلی اوصاف ان کی ذات میں جمع تھے ' مال و دولت کی حرص و طمع سے ان کی ذات بالاتر تھی ' چنانچہ محض مخلصین ہی سے ہدایا و تحائف قبول کرتے تھے ' اور وہ خود بھی مختلف طریقوں سے لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے ، نہایت صاف گو ، راستباز اور دیانتدار تھے ، وعدہ کی پابندی کرتے تھے اور اپنی بات کا بڑا لحاظ رکھتے تھے ، اس سلسلہ میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے[3]۔

ایک بار شیخ جامع مصر جانا چاہتے تھے، ان کے ہمراہ اس واقعہ کے راوی کے دادا بھی تھے، شیخ جامع ازہر سے باب زویلہ پر آئے اور وہاں ایک مکاری[4] سے کرایہ طے کرنا چاہا، اس نے

(۱) دیوان ابن الفارض ' ص : ۱۰۰

(۲) مشتہی : مرغوب اور پسندیدہ ۔

(۳) دیکھئے مقدمۃ شرح دیوان ' ص : ۱۰ ' اور بدائع الزہور ' ج : ۱ ' ص : ۸۲

۴ مکاری : جانوروں کو سواری یا باربرداری کے لئے کرایہ پر دینے والا ۔

Marfat.com
Marfat.com

باوجود اصرار کے کرایہ طے نہیں کیا اور کہا کہ آپ لوگ فتوح[1] پر سوار ہو جائیے، شیخ نے فتوح ھی پر معاملہ طے کر لیا اور سواری پر بیٹھ گئے، راستہ میں امیر فخرالدین عثمان الکابلی سے ملاقات ہوگئی، وہ اور اس کے مصاحبین فوراً سواری سے اتر پڑے، امیر نے شیخ کو سلام کیا اور قریب آکر ھاتھوں کو بوسہ دینا چاھا، شیخ نے ھاتھ کھینچ لیا اور امیر کے سر پر ھاتھ پھیر کر دعا دی، اور امیر موصوف اپنی سواری پر بیٹھ کر روانہ ہو گیا، اس کے فوراً بعد ایک سوار امیر کی طرف سے سو دینار لے کر حاضر ھوا اور اس کو قبول کرنے کی استدعا کی، شیخ نے وہ رقم لے کر مکاری کو دے دی اور فرمایا کہ ھم نے فتوح پر معاملہ کیا تھا اور یہ بہر حال فتوح ھی ھے، سوار نے واپس جاکر امیر سے یہ واقعہ بیان کیا تو اس نے دوبارہ سو دینار پھر بھجوا دئیے، شیخ نے یہ بھی مکاری کو دے دئیے اور جامع مصر پہنچ کر جب سواری سے اترے تو الٹے مکاری سے معذرت کی اور اس کو دعا دی۔

اس موقع پر شیخ ھی کا ایک شعر نقل کرنے کو جی چاھتا ھے، فرماتے ھیں:۔

وکل أذی فی الحب منک إذابدا ۔ جعلت له شکری مکان شکیتی[2]

(محبت میں جو اذیت بھی تیری طرف سے پہنچتی ھے
میں شکایت کے بجائے اس پر شکریہ ادا کرتا ھوں)۔

ایک سبق آموز واقعہ

---

۱ فتوح جمع فتح: نذرانہ، عطیہ اور مدد جو غیر متوقع طور پر مل جائے۔

۲ دیوان ابن الفارض، ص: ۲۸

Marfat.com
Marfat.com

دوسرے صوفیہ کی طرح شیخ کی بھی بہت سی کرامتیں منقول ہیں، مگر ہم نے ان کو عمداً قلم انداز کیا ہے لیکن ایک سبق آموز واقعہ نقل کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

شیخ کے صاحبزادے کمال الدین محمد سے یہ منقول ہے کہ ایک بار شیخ سو رہے تھے کہ اسی حالت میں اچانک بلند آواز سے بار بار کہنے لگے « یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا» ساتھ ہی ساتھ انگلیوں سے کچھ اشارہ بھی کرتے جاتے تھے، نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھی یہی کہتے رہے اور اسی طرح اشارہ بھی کرتے رہے، اس وقت کمال الدین محمد موجود تھے، انھوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ بیٹا! میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر! تم اپنا نسب کس سے ملاتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ کی دائی حلیمہ سعدیہ کے قبیلہ بنو سعد سے مجھے انتساب ہے، آپ نے فرمایا، « نہیں، تم مجھ سے ہو اور تمھارا نسب مجھ سے متصل ہے»، میں نے پھر عرض کیا کہ اپنا جو نسب میں نے اپنے باپ دادا سے سنا ہے وہ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور وہ یہی ہے کہ میرا نسب بنو سعد تک پہنچتا ہے، اس پر آنحضرت صلعم نے اپنی آواز کو کھینچ کر پھر فرمایا کہ « نہیں، تم مجھ سے ہو اور تمھارا نسب مجھ سے ملتا ہے »، اس مکرر ارشاد پر میں بے ساختہ یہ الفاظ دہرانے لگا کہ « یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا»۔ [1]

---

۱ ملاحظہ ہو مقدمہ شرح دیوان، ص: ٦۔

Marfat.com
Marfat.com

غالباً اسی طرف شیخ نے اپنے ان اشعار میں بھی اشارہ فرمایا ہے

مارأت مثلک عینی حسنا ۔ و کمثلی بک صبا لم تری
نسب أقرب فی شرع الهوی ۔ بیننا من نسب من أبوی[1]

(ترجمہ جیسا کوئی حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ تو نے مجھ جیسا کوئی عاشق دیکھا۔ ہمارا یہ نسب محبت کی شریعت میں آبائی نسب کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے ۔)

شیخ کے متعلق اس قسم کے بہت سے واقعات مشہور تھے یا کم از کم خواص کے درمیان معروف تھے، چنانچہ شیخ علی نے آپکی سوانح حیات کے بیان کو اس جملہ پر ختم کیا ہے :-

هذا ما انتهی[1] إلیه الکلام من هذه الترجمة وسکت عن ذکر أحوال خارقة مبهمة خوفا من ردئ الانتقاد أوسئ الاعتقاد[2]

اب یہاں اس بیان کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میں نے نکتہ چینی اور بد اعتقادی کے خوف سے خوارق کے ذکر سے سکوت اختیار کیا ہے،

---

۱ دیوان ابن‌الفارض، ص : ۱۳

۲ مقدمه شرح دیوان، ص : ۱۳

Marfat.com
Marfat.com

تیسرا باب

آثار و باقیات

شیخ ابن الفارض کی شاعری کا تمامتر سرمایہ جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، وہ چند قصائد و قطعات اور کچھ رباعیات و الغاز پر مشتمل ہے، ان کا دیوان کسی نہ کسی شکل میں ان کی زندگی ہی میں مرتب ہو چکا تھا اور کم از کم اس کا ایک نسخہ شیخ نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا، اور متعدد نسخے لوگوں کے پاس موجود تھے، کیونکہ شیخ کے قصائد کو بہت جلد قبول عام حاصل ہو گیا تھا، اور وہ ادبی مجلسوں میں عام طور پر اور سماع کی محفلوں میں خاص طور پر پڑھے جاتے تھے، لیکن مختلف نسخوں میں قصائد کی تعداد و ترتیب مختلف تھی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس کو جو پسند آجاتا تھا اپنے ذوق کے مطابق اس کو لکھ لیتا تھا۔

دیوان کی باقاعدہ ترتیب و تدوین کا کام سب سے پہلے شیخ کی وفات کے تقریباً سو ۱۰۰ سال کے بعد ان کے نواسے شیخ علی نے انجام دیا[1]، شیخ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے کمال الدین محمد کو ملا، کمال الدین محمد کے پاس ان کا اپنا ایک نسخہ بھی تھا، انھوں نے اس کا مقابلہ شیخ کے نسخے سے کرلیا، اس طرح ان کے پاس دو صحیح نسخے ہو گئے، لیکن شیخ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ کچھ عرصہ کے بعد ان کے

---

۱ تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ شرح دیوان، ص ۳ - ۴

Marfat.com
Marfat.com

ھاتھ سے نکل گیا، اس کو شیخ الشیوخ کے صاحبزادے نے ان سے عاریۃ لیا تھا اور پھر واپس نہ کیا اور کمال الدین محمد کے پاس صرف ان کا اپنا نسخہ رہ گیا، اور پھر یہی نسخہ ان کے بھانجے شیخ علی مذکور کو ملا جو آخر تک ان ھی کے پاس رھا۔

شیخ علی کے زمانہ میں دیوان کی مقبولیت بہت بڑھ گئی اور اس کے بہت سے نسخے لوگوں کے پاس جمع ھوگئے، ان کی نظر سے بھی متعدد نسخے گزرے، لیکن انھوں نے دیکھا کہ ان نسخوں میں غلطیاں بکثرت پائی جاتی ھیں، جو مقامات کاتبوں کی سمجھ میں نہ آسکے ان میں انھوں نے تحریف کردی تھی، اس بنا پر شیخ علی کو خود ایک صحیح اور جامع نسخہ مرتب کرنے کا خیال پیدا ھوا،

اس سلسلے میں غالباً انھوں نے پہلے یہ کوشش کی کہ خود مصنف کے ھاتھ کا لکھا ھوا نسخہ ان کو مل جائے جس کا ذکر انھوں نے کمال الدین محمد سے سنا تھا، لیکن وہ ان کو دستیاب نہ ھوسکا، بعد میں اس کا کچھ سراغ لگا، جیسا کہ خود ان کا بیان ھے کہ شیخ ابوالقاسم المنفلوطی جب ۷۳۵ھ میں قاھرہ آئے تو انھوں نے بتایا کہ وہ نسخہ ان کے پاس موجود ھے' جو ان کو ان کے اسلاف سے ملا ھے، انھوں نے شیخ علی سے وعدہ بھی کیا کہ وہ اسے ان کو دے دیں گے لیکن پھر وہ منفلوط واپس چلے گئے، اور یہ نسخہ شیخ علی کو نہ مل سکا' اس سے معلوم ھوتا ھے کہ پروفیسر نکلسن کا یہ خیال کہ شیخ علی کے پیش نظر خود مصنف کے ھاتھ کا لکھا ھوا نسخہ تھا، صحیح نہیں ھے[1]،

1 Studies in Islamic Mysticism, Cambridge, 1921, P. 165

Marfat.com
Marfat.com

غرض شیخ علی کو کمال الدین محمد ہی کے نسخہ پر قناعت کرنی پڑی اور یہ نسخہ بھی بہرحال صحیح اور قابل اعتماد تھا، کیونکہ کمال الدین محمد نے اس کا مقابلہ مصنف کے نسخہ سے کرلیا تھا نیز یہ نسخہ مشکول بھی تھا، اس کے علاوہ کمال الدین محمد نے اسے باقاعدہ اپنے والد سے پڑھا بھی تھا، جیسا کہ بعد میں خود شیخ علی نے بھی اسے کمال الدین محمد سے صحت کے ساتھ پڑھا، بہرحال اسی نسخہ کی بنیاد پر شیخ علی نے ایک مکمل اور صحیح نسخہ مرتب کیا۔

اس نسخہ کے سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں قصیدہ عینیہ[1] نہیں تھا، کیونکہ شیخ نے اس کو حجاز میں نظم کیا تھا۔ اور دیوان کو قیام قاہرہ کے دوران لکھایا تھا، کمال الدین محمد کو اس قصیدہ کا صرف مطلع یاد تھا جو یہ ہے:

ابرق بدامن جانب الغور لامع ام ارتفعت عن وجه لیلی البراقع
(کیا غور کی سمت کوئی چمکنے والی بجلی نمودار ہوئی ہے یا لیلیٰ کے چہرے سے نقاب اٹھ گیا ہے)۔

کمال الدین محمد نے اپنی زندگی میں اس قصیدے کو بہت تلاش کیا لیکن ان کو نہ مل سکا، اور وہ اپنے بھانجے شیخ علی کو وصیت کرگئے کہ وہ اس کی تلاش جاری رکھیں اور جب کہیں مل جائے تو اسے دیوان میں شامل کردیں، چنانچہ شیخ علی عرصۂ دراز

---

۱ اس قصیدہ میں قافیہ کا آخری حرف عین ہے اس لئے اس کو عینیہ کہا جاتا ہے، عربی میں قصائد کا نام عام طور پر اسی طرح رکھا جاتا ہے مثلاً ہمزیہ، تائیہ، لامیہ وغیرہ۔

Marfat.com
Marfat.com

تک اس کی جستجو میں لگے رہے اور اس اثنا میں انہوں نے مذکورہ مطلع پر خود ایک قصیدہ نظم کرلیا جو دیوان کے آخر میں ان کے نام سے شامل ہے -

لیکن بالآخر تلاش و جستجو سے وہ گم شدہ قصیدہ بھی شیخ علی کو مل گیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن امیر کبیر نجم الدین قاسم بن امیر دار نے شیخ علی سے کہا کہ عارف کامل تاج الدین حسین بن احمد التبریزی اور بعض دوسرے علماء و مشائخ کی خواہش ہے کہ شیخ ابن الفارض کا کلام آپ سے سنیں، جس طرح آپ نے ان کے صاحبزادے کمال الدین محمد سے سنا ہے - اور انہوں نے خود اپنے والد شیخ ابن الفارض سے سنا ہے - کیونکہ ان مشائخ کو شیخ ابن الفارض سے روحانی تعلق ہے، شیخ علی نے امیر نجم الدین قاسم کی درخواست منظور کرلی - اب ان کو ایک ایسے شخص کی تلاش ہوئی جو خوش آواز ہو اور قراءت کی اہلیت بھی رکھتا ہو - تاکہ مجلس سماع میں سامعین پوری طرح لطف اندوز ہوسکیں، ان کو پتہ چلا کہ اس کام کے لئے ایک مرد صالح شیخ برہان الدین ابراہیم بہت موزوں ہیں، چنانچہ انہوں نے ان سے اس خدمت کو انجام دینے کی درخواست کی، وہ راضی ہوگئے، اور وقت مقررہ پر امیر نجم الدین قاسم کے یہاں پہنچ گئے، وہاں جب شیخ برہان الدین نے شیخ علی کا مرتب کردہ نسخہ دیکھا اور اس کے مقدمہ میں گم شدہ قصیدہ عینیہ کا ذکر پڑھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ قصیدہ تو خود ان کے پاس موجود ہے، لیکن ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کا ناظم کون ہے،

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد شیخ علی نے برھان الدین ابراھیم کے یہاں اپنے لڑکے کو بھیج کر اس کی نقل منگوالی اور اس کو دیوان میں شامل کردیا، اس طرح تقریباً سو ۱۰۰ سال تک یہ قصیدہ اپنے ساتھیوں سے الگ رھا، شیخ کی وفات کے بعد ساٹھ ۶۰ سال تک ان کے صاحبزادے کمال الدین محمد نے اسے تلاش کیا اور ناکام رھے، پھر کمال الدین محمد کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق شیخ علی چالیس سال تک اس کی جستجو میں لگے رھے تب اتنی مدت کے بعد وہ ملا، یہ مبارک دن شیخ علی کی تحریر کے مطابق یوم پنج شنبہ تھا اور رجب ۷۳۳ھ کی پندرھویں تاریخ تھی[1]۔

غرض شیخ ابن الفارض کے دیوان کا ایک باضابطہ اور مکمل نسخہ شیخ علی کے ھاتھوں اس طرح مرتب ھوا، اس کے بعد اس کے جتنے نسخے شائع ھوئے وہ تقریباً سب اسی نسخہ سے تیار کئے گئے البتہ پروفیسر آر بری نے ۱۹۵۲ء میں ابن الفارض کا جو دیوان رومن رسم خط میں لندن سے شائع کیا ھے، اس کے دیباچہ میں انھوں نے لکھا ھے کہ ان کو ایک اور قدیم تر نسخہ دستیاب ھوا ھے جو شیخ علی کے نسخہ کے علاوہ ھے اس نسخہ کی کچھ تفصیل بھی پروفیسر آربری نے دیباچہ میں لکھی ھے، لیکن اس موقع پر اس کے ذکر کی ضرورت معلوم نہیں ھوتی۔

قصائد

دیوان میں چھوٹے بڑے کل ۲۴ قصیدے ھیں، اور یہی اس کا

---

۱ ملاحظہ ھو شرح دیوان، ج : ۲، ص : ۱۰۹ - ۱۱۰

Marfat.com
Marfat.com

قابل ذکر حصہ کہے جانے کے مستحق ہیں، تین چار قصیدے تو بہت چھوٹے ہیں جو صرف آٹھ دس اشعار ہی پر مشتمل ہیں، ان کو قطعات کہنا زیادہ مناسب ہے، ایک قصیدہ خاص طور پر غیر معمولی طویل ہے۔ جو مختلف وجوہ سے نمایاں خصوصیات کا حامل ہے، اس کے اشعار کی تعداد ٧٦٠ ہے، اور التائیۃ الکبریٰ کے نام سے مشہور ہے، باقی اوسط درجہ کے ہیں۔

اکثر قصائد کا عمومی انداز غزلیہ ہے، جن میں مروجہ غزلیہ شاعری ہی کے رموز و علامات کا استعمال کیا گیا ہے، عشق و محبت، ہجر و فراق، اور شوق و وصال کے مضامین مختلف رنگ میں پیش کئے گئے ہیں، جن کی تفسیر حقیقی اور مجازی دونوں طریقوں سے کی جاسکتی ہے، ہئیت و اسلوب کے اعتبار سے غزلیہ اشعار اور ان قصائد میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، محض تفسیر و تعبیر کے ذریعہ یا شاعر کی زندگی کی روشنی میں ان کو صوفیانہ اشعار کہا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونوں ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور حقیقی اور مجازی دونوں میدانوں میں ان قصائد کو بڑی شہرت حاصل ہوئی ہے، تاہم قصائد کے درمیان میں کہیں کہیں ایسے اشعار بھی مل جاتے ہیں جن کی تفسیر صرف حقیقی اعتبار سے ہی کی جا سکتی ہے، ان کی مجازی تعبیر کسی طرح ممکن نہیں ہے، درحقیقت یہی اشعار پورے قصیدے کو مجاز سے حقیقت تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور یہ اشعار عام طور پر وہ ہیں جن میں مقامات مقدسہ کا ذکر ہے، جو قاری کے ذہن کو حقیقت کی طرف موڑ دیتے ہیں اور وہ

Marfat.com
Marfat.com

محسوس کرنے لگتا ہے کہ معشوق سے شاعر کی مراد شاہد حقیقی ہے، اور شاعر کی ساری رنگین بیانیاں اسی کے شئون و تجلیات ہیں،لیکن اگر شیخ کی زندگی پیش نظر ہو تو ذہن کسی مقام پر مجاز کی طرف منتقل ہی نہیں ہو سکتا۔

البتہ تائیہ کبریٰ کا انداز اس سے مختلف ہے۔اس میں شاعر نے صوفیانہ مسائل سے متعلق اپنے تجربات و مشاہدات پیش کئے ہیں، جس کا انداز تفسیریہ اور بیانیہ ہے۔ اس طرح یہ خالص صوفیانہ شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہے،لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس میں شاعرانہ بلاغت اور جوش و جذبہ کی کمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قصیدہ شیخ کا ایک مستقل اور بڑا کارنامہ ہے،اور اس کو ان کے دیگر قصائد سے تقریباً وہی نسبت ہے جو مولانا روم کی مثنوی کو ان کے دیوان سے ہے۔اس قصیدہ کا مشہور و معروف نام «نظم السلوک» ہے۔ جو بہت موزوں ہے، کیونکہ اس میں شیخ نے سلوک و طریقت کے مسائل و مراحل کے سلسلے میں اپنے خیالات و تجربات کو واعظانہ اور شارحانہ انداز میں بیان کیا ہے پہلے اس کا نام شیخ نے «أنفاس الجنان و نفائس الجنان» رکھا تھا۔ پھر «لوائح الجنان و روائح الجنان»میں تبدیل کردیا اور آخر میں ایک صاف اور سادہ نام نظم السلوک رکھا،اس سلسلے میں شیخ کا خود بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عمر! تم نے اپنے قصیدہ کا کیا نام رکھا ہے،میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! « لوائح الجنان و روائح الجنان» رکھا ہے، فرمایا اس کا نام نظم السلوک رکھو، اس لئے میں نے اس کا یہی نام

Marfat.com
Marfat.com

رکھدیا،[۱] اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:

سقتنی حمیاالحب راحة مقلتی
و کاسی محیامن عن‌الحسن جلت

فأ وهمت صحبی أن شرب شرابهم
به سر سرّی فی انتشائی بنظرة

وبالحدق استغنیت عن قدحی ومن
شمائلها لا من شمولی نشوتی

(مجھے میری آنکھوں نے محبت کی شراب پلائی اور
میرا ساغر اس محبوب کا رخسار ہے جس کا حسن و
جمال تعریف و توصیف سے بالا تر ہے۔
میں جو ایک نظر سے سر مست ہو گیا تو اس سے
میرے ساتھیوں کو یہ وہم ہوا کہ میرا دل بادہ نوشی
کی وجہ سے مسرور و مخمور ہے۔
حالانکہ ان آنکھوں کی بدولت میں جام و ساغر سے
مستغنی ہوں میرا خمار بادہ نوشی کے اثر سے نہیں
ہے بلکہ اس محبوب کے شمائل کی وجہ سے ہے)

ان اشعار کو پڑھ کر عراقی کا یہ شعر حافظہ میں تازہ ہو جاتا ہے:

نخستیں بادہ کاندر جام کردند   زچشم مست ساقی وام کردند

---

۱ دیکھیے مقدمہ شرح دیوان، ص: ٦-٧

Marfat.com
Marfat.com

اسی کے ساتھ میر کا یہ شعر بھی دماغ میں گردش کرنے لگتا ہے :-

میر ان نیم باز آنکھوں میں ساری مستی شراب کی سی ہے

تائیہ کبریٰ کے علاوہ ایک اور قصیدہ بھی اسی بحر وقافیہ میں ہے اور اس کا انداز بھی اسی کے مشابہ ہے ، چنانچہ اس میں بھی سلوک کے احوال و مقامات کی تشریح کی گئی ہے ، لیکن یہ قصیدہ تائیہ کبریٰ کی بہ نسبت چھوٹا ہے اس لئے اسے تائیہ صغریٰ کہا جاتا ہے ، اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-

نعم بالصبا قلبی صبا لأ حبتی فیا حبذا ذاك الشذیٰ حین ہبت

تذکرنی العہد القدیم لأنہا حدیثة عہد من أہیل مودتی

(باد صبا کی بدولت میرا دل دوستوں کی طرف مائل ہوگیا ، پس کیا کہنا ہے اس خوشبو کا جسے وہ اپنے ساتھ لاتی ہے - وہ پرانی یادوں کو تازہ کردیتی ہے کیوں کہ میرے دوستوں کے پاس سے وہ تازہ بتازہ وارد ہوتی ہے)

دیوان میں ایک اور قصیدہ بھی ہے جو دوسرے قصائد سے بڑی حد تک ممتاز نظر آتا ہے ، اس میں شروع سے آخر تک شاعر نے شراب کو علامت کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس کے اوصاف کے پردہ میں عشق کی مختلف کیفیات کو بیان کیا ہے - اسی لئے اس کو قصیدہ خمریہ بھی کہا جاتا ہے - یہ قصیدہ رمزیہ شاعری کی

Marfat.com
Marfat.com

بہترین مثال ہے اس کا مطلع یہ ہے۔

شربنا علی ذکرالحبیب مدامة　　سکرنا بهامن قبل أن یخلق الکرم

(ہم نے یاد حبیب میں ایسی شراب پی ہے جس کے
نشہ میں ہم اس وقت سرشار ہوئے تھے جب کہ
انگور کی بیلیں وجود میں بھی نہیں آئی تھیں۔)

حقیقت یہ ہے کہ عشق حقیقی اور حب الہیٰ کی راہ میں جو سرمستی و بےخودی صوفیہ کو حاصل ہوتی ہے اس کے اظہار کے لئے شراب سے بہتر کوئی چیز ان کو نہ مل سکی۔ اس لئے اکثر صوفی شعراء نے اس مقصد کے لئے اس کو استعمال کیا ہے، فارسی میں خواجہ حافظ اس کے بادشاہ ہیں، یہی چیز شیخ کے اس قصیدہ میں بھی پائی جاتی ہے اور ساتھ ہی ان کے مخصوص شعری امتیازات میں بھی کوئی فرق نہیں آنے پایا ہے، اس لئے اسلوب وہیئت کے لحاظ سے اس قصیدہ کو تائیہ کبریٰ اور دیگر قصائد کے درمیان کی ایک کڑی کہا جاسکتا ہے۔

رباعیات

قصائد کے بعد رباعیات کا درجہ ہے، ان کی کل تعداد ۳۵ ہے، ان میں کچھ ایسی بھی ہیں جو رباعی کے مستند اوزان کے مطابق نہیں ہیں، ان کو دوبیتی کہا جاسکتا ہے، جہاں تک موضوع کا تعلق ہے، رباعیات میں بھی عموماً وہی عشقیہ مضامین ملتے ہیں، جو قصائد میں زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ہیں، اور ان کی تفسیر بھی حقیقت اور مجاز دونوں نقطۂ نظر سے کی جاسکتی ہے، رباعیات

Marfat.com
Marfat.com

کے متعلق کچھ لکھنے کے بجائے زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ کچھ رباعیاں نمونہ کے طور پر پیش کردی جائیں :۔

أهوى قمرا له المعانی رق من صبح جبینه أضاء الشرق
تدری بالله مایقول البرق مابین ثنایاه وبینی فرق

(مجھے ایک ایسے ماهتاب سے محبت ہے کہ معانی حسن اور لطافت جمال اس کے غلام ہیں اور اسی کی صبح جبیں سے مطلع شرق روشن ہے۔ بخدا کیا تم جانتے ہو کہ برق کیا کہتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرے درمیان اور اس کے دانتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔)

روحی للقاک یامناها اشتاقت والأرض علی کا حتیالی ضاقت
والنفس لقد ذابت غراماً وأسی فی جنب رضاک فی الهوی مالاقت

(اے جان تمنا! میری روح تیری ملاقات کی مشتاق ہے اور حال یہ ہے کہ زمین مجھ پر تنگ ہے جس طرح میری سعی و تدبیر تنگ اور بےکار ہے، میرا نفس گرمیء عشق اور سوز غم سے پگھل چکا ہے پھر بھی تیرے آغوش رضا و محبت کا سزاوار نہیں ہے۔)

عینی جرحت و جنته بالنظر من رقتها فانظر لحسن الأثر
لم أجن و قد جنیت وردالخفر إلا لأری کیف انشقاق القمر

(ذرا اس حسن اثر کو تو دیکھو کہ انتہائے رقت و لطافت کی وجہ سے اس کے رخسار کو میری نگاہ نے زخمی کردیا۔)

Marfat.com
Marfat.com

میں نے حیا کے اس گلاب کو جو چن لیا تو یہ
جرم صرف اس لئے کیا کہ معجزہ شق‌القمر کی
کیفیت دیکھ لوں -)

عاشق کے دیکھنے سے معشوق کے چہرے پر شرم و حیا سے جو سرخی آجاتی ہے اس کو کس بلیغ انداز میں پیش کیا ہے -

أهویٰ رشأً رشیق القد حلی قد حکمه الغرام و الوجد علی
إن قلت خذالروح یقل لی عجبا الروح لنا فهات من عندک شی

(میں ایک ایسے غزال رعنا سے محبت کرتا ہوں
جو نرم و نازک اور حسین قد و قامت والا ہے -
فرط عشق نے مجھے اس کا غلام اور اس کو میرا
حاکم بنا دیا ہے - جب میں اس سے کہتا ہوں کہ
جان حاضر ہے تو وہ ایک عجیب بات یہ کہتا ہے کہ
جان تو ہماری ہی چیز ہے اگر تیرے پاس کوئی
اپنی چیز ہو تو اسے پیش کر -)

اس مضمون کو مرزا غالب نے اپنے مخصوص انداز میں اس طرح ادا کیا ہے :

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یا حادی قف بی ساعة فی الربع
کی أسمع او أری ظباء الجزع
إن لم أرهم أو أستمع ذکر هم
لا حاجة لی بناظری والسمع

Marfat.com
Marfat.com

(اے حدیٰ خواں! تھوڑی دیر دیار حبیب میں مجھے روک لینا تاکہ میں غزالان وادی کی زیارت کر لوں یا کم از کم ان کی آواز ھی سن لوں، کیونکہ اگر میں نے انہیں کو نہ دیکھا یا ان ھی کا ذکر نہ سنا تو مجھے نہ بصارت کی ضرورت ھے نہ سماعت کی ۔)

یہی خیال خواجہ میر درد کے یہاں اس طرح ملتا ھے :

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ھے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

الغاز و معمیات

دیوان کے آخر میں کچھ معمے اور پہیلیاں بھی ھیں، جن کی تعداد ۱۹ ھے بعض شارحین نے ان کی تفسیر بھی صوفیانہ نقطۂ نظر سے کی ھے اور کھینچ تان کر عجیب و غریب معانی نکالے ھیں، لیکن میرے خیال میں شیخ نے محض زمانہ کے رواج کے تحت یہ پہیلیاں کہی ھیں، بہر حال نمونہ کے طور پر ایک پہیلی پیش کی جاتی ھے تاکہ شیخ کے فنی کمال کا اندازہ ھوسکے اور دیوان کا سرسری تعارف بھی مکمل ھوجائے ۔

مـا بلدة بـالشام قاب اسمها
تصحيفه أخرىٰ بـارض العجم
وثلثه ان زال من قلبه
وجدته طيراً شجي النغم

Marfat.com
Marfat.com

وثلثه نصف و ربع لــــه
و ربعه ثلثاه حین انقسم

(شام میں وہ کونسا ایسا شہر ہے جس کے نام کو اگر مقلوب کرکے اس میں تصحیف کردی جائے تو وہ سرزمین عجم کا ایک دوسرا شہر ہو جائے، اس کا ایک تہائی اگر اس کے قلب سے نکل جائے تو وہ پرسوز نغمہ والا ایک پرندہ بن‌جائے، جب وہ منقسم ہو تو اس کا ایک تہائی اس کا نصف اور چوتھائی ہوجائے اور اس کا دو تہائی اس کا صرف ایک چوتھائی رہ جائے)

یہ شہر حلب ہے اس کو اگر مقلوب کردیا جائے تو یہ بلح ہو جائے گا، پھر جب اس میں تصحیف کی جائے تو بلخ ہو جائے گا جو عجم کا ایک دوسرا شہر ہے اس لفظ میں تین حروف ہیں اس لئے ایک تہائی ایک حرف ہوا، اور جب اس کے وسط سے ایک تہائی یعنی بیچ والا حرف « ل » نکال دیا جائے توبح رہ جائیگا اور بح ایک پرندہ ہے جس کی آواز نہایت درد انگیز ہوتی ہے، اب حساب جمل کے لحاظ سے ح، ل اور ب کے اعداد بالترتیب ۸، ۳۰، ۲ ہوتے ہیں، جن کا مجموعہ ۴۰ ہے، اور حرف ح اور ب کے اعداد کا مجموعہ ۱ ہوتا ہے، جو کل مجموعہ کا ایک چوتھائی ہے پس اس لفظ کا ایک تہائی یعنی حرف « ل » کا عدد (۳۰) کل کے نصف (۲۰) اور چوتھائی

Marfat.com
Marfat.com

(۱۰) کے برابر ھے $\left(30 = \frac{40}{2} + \frac{40}{4} = 20 + 10 = 30\right)$۔ اور اس کا دو تہائی یعنی حروف ح اور ب ملکر $((8 + 2 = 10))$ اس کا ایک چوتھائی $\frac{40}{4} = 10$ ھے -

کلام کی اھمیت و مقبولیت

شیخ کا دیوان ضخامت کے لحاظ سے مختصر ھے، لیکن اس سے اس کی قدر و قیمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، حقیقت یہ ھے کہ یہ دیوان « ھرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر » کا مصداق ھے، شیخ کا سب سے بڑا شاھکار قصیدہ تائیہ کبری ھی ھے جس کی اھمیت کا خود ان کو بھی احساس تھا، چنانچہ اس کے متعلق ایک روایت[1] یہ ملتی ھے کہ شیخ کے معاصر علماء میں سے کسی نے ان کی خدمت میں حاضر ھوکر اس کی شرح لکھنے کی اجازت طلب کی، شیخ نے پوچھا، کتنی جلدوں میں اس کی شرح لکھوگے، جواب دیا کہ دو جلدوں میں، شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر میں چاھوں تو اس کے ایک ایک شعر کی شرح دو دو جلدوں میں لکھ دوں، اس سے اندازہ ھوتا ھے کہ شیخ خود اپنے اس قصیدہ کو کتنا بیش قیمت اور بلند پایہ سمجھتے تھے -

اس سلسلے میں یہ روایت[2] بھی قابل ذکر ھے کہ ایک بار شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے شیخ ابن الفارض سے اس قصیدہ کی شرح لکھنے کی اجازت مانگی تو شیخ نے ان کو جواب دیا کہ آپ

---

۱ مقدمہ شرح دیوان، ص : ۷

۲ مقری، نفح الطیب، القاھرہ ۱۹۴۹ء، ج : ۲، ص : ۳۶۵ -

Marfat.com
Marfat.com

کی « فتوحات مکیہ » ھی اس کی شرح ھے یہ روایت پروفیسر نکلسن کے نزدیک قابل اعتماد[1] نہیں ھے کیونکہ فتوحات مکیہ شیخ ابن الفارض کی وفات کے صرف تین سال قبل لکھی گئی تھی ، نکلسن کا کہنا ھے کہ کسی متعبر ذریعہ سے ان دونوں بزرگوں کی ملاقات ثابت نہیں ھے صرف یہی ایک روایت ملتی ھے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ھے کہ دونوں باھم متعارف تھے یا بعض اشعار سے شارحین نے یہ نتیجہ نکالا ھے کہ ابن العربی ھی ابن الفارض کے استاد تھے ، یہ چیز بھی نکلسن کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی کیوں کہ ابن الفارض کے اشعار میں ابن العربی کا کوئی نمایاں تاثر نہیں ملتا ، نکلسن کے اس قول پر بحث کی جاسکتی ھے ، لیکن اس موقع پر ھم صرف یہ کہنا چاھتے ھیں کہ اولاً محض اس بنا پر مذکورہ روایت کو قطعی طور پر غلط نہیں قرار دیا جاسکتا ، اور اگر بالفرض وہ غلط بھی ھو تو بھی اس سے کم از کم اتنا اندازہ تو ضرور ھوتا ھے کہ عوام و خواص کی نظروں میں یہ قصیدہ کس قدر بلند پایہ تھا ۔

بہرحال یہ قصیدہ بےحد مقبول ھوا ، اور متعدد علماء نے اس کی شرحیں لکھیں ، اگرچہ ان میں سے اکثر شرحیں اب ناپید ھوچکی ھیں ۔ اس کے مشہور شارحین میں سراج الہندی الحنفی ، شمس البساطی المالکی ، جلال القزوینی الشافعی ۔ الفرغانی ، القاشانی ، اور القیصری وغیرہ ھیں[2] اس کے علاوہ قصیدہ خمریہ کی بھی متعدد شرحیں لکھی گئیں اور

---

١ Studies in Islamic Mysticism, Preface, viii, Footnote

٢ تفصیل کے لئے دیکھئے : کشف الظنون « التائیہ فی التصوف »

Marfat.com
Marfat.com

قصیدہ یائیہ کی شرح علامہ جلال‌الدین سیوطی نے لکھی[1]، اسی طرح تائیہ اور مخصوص قصائد کے علاوہ باقی دیوان کی بھی مکمل شرح لکھی گئی، شیخ حسن البورینی اور شیخ عبدالغنی النابلسی کی شرحیں کافی مشہور اور رائج ہیں، البورینی نے لغوی اور نحوی لحاظ سے شرح کی ہے۔ اور النابلسی نے صوفیانہ نقطۂ نظر سے، ان دونوں شرحوں کو بعد میں رشیدبن غالب نے یکجا کرکے شائع کیا ہے، یہی شرح اس وقت راقم الحروف کے پیش نظر ہے۔

بعض قصائد اس قدر مقبول ہوئے کہ شعراء نے اس پر تضمین کی اور اسی بحروقافیہ میں خود قصیدے لکھے، اس سلسلے میں شیخ کا قصیدہ رائیہ قابل ذکر ہے. جس میں جوش ومستی کے ساتھ بڑی دلآویز والہانہ کیفیت بھی پائی جاتی ہے۔ اس قصیدہ کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :۔

زدنی بفرط الحب فیك تحیرا وارحم حشی بلظیٰ هواك تسعرا
وإذا سألتك أن أراك حقيقة فاسمح ولا تجعل جوابی لن ترا

(فرط محبت سے میری حیرت کو زیادہ سے زیادہ
کردے اور میرے باطن پر رحم کر جو تیری محبت
کے شعلوں میں بھڑک رہا ہے۔
اور جب میں تجھ سے عرض کروں کہ میں تجھے
حقیقت کے لباس میں دیکھنا چاہتا ہوں تو اس کی

---

١ دیکھئے شرح دیوان، ج : ٢ ص : ١٦

Marfat.com
Marfat.com

اجازت دیدے اور اس کے جواب میں «لن‌ترانی»
مت کہہ[1]۔)

جن شعراء نے اس قصیدہ کی تقلید میں قصیدے کہے ہیں ان کے نام شیخ حسن البورینی نے دئے ہیں اور ہر قصیدہ کا مطلع بھی درج کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ کے قصیدہ میں جو متانت و بلاغت ہے اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا[2]۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شیخ کے دیوان کی کیا اہمیت ہے اور اس کو کس قدر شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی، اس موقع پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شیخ کے کلام کی یہ عظمت و مقبولیت محض ان کے صوفیانہ خیال کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ اس میں ان کے فنی کمال اور ان کی شاعری کے جمالیاتی پہلو کو بھی بڑا دخل ہے، یہ صحیح ہے کہ وہ ایک صوفی کی حیثیت سے مشہور ہوئے کیوں کہ انہوں نے زاہدانہ زندگی گزاری اور تصوف میں ایک خاص مسلک اپنایا، لیکن ان کی شہرت درحقیقت ان کی شاعری کی وجہ سے زیادہ ہوئی، اور شاعری میں بھی ان کو اتنا بلند مقام اس

---

۱ اسی خیال کو مرزا غالب نے بڑے انوکھے انداز میں اس طرح پیش کیا ہے:

ہے کیا ضرور سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

۲ شرح دیوان، ج: ۱، ص: ۱۸۴

Marfat.com
Marfat.com

لئے حاصل نہیں ہوا کہ وہ صوفی شاعر تھے بلکہ اس لئے کہ وہ ایک عاشق صادق اور غزلگو شاعر تھے ، ان کے بعض قصائد اور مخصوص مقامات میں جو صوفیانہ خیالات ملتے ھیں ، ان کا انداز فلسفیانہ نہیں ھے بلکہ وہ ان کے قلبی واردات اور داخلی کیفیات و تاثرات ھیں جن کا اظہار نہایت پر کیف، و جد آفریں اور و الہانہ انداز میں ہوا ھے، عام قصائد میں تو زیادہ‌تر ایسے ھی عشقیہ مضامین پائے جاتے ھیں جو حقیقی اور مجازی دونوں مفہوموں کو عام ھیں ، اور ان میں بظاھر کوئی جدت وندرت بھی محسوس نہیں ھوتی، لیکن ان کے لب و لہجہ میں بلا کی دلآویزی بیخودی و سرمستی ، شوق اور محویت پائی جاتی ھے اور جذبات میں اس قدر شدت و قوت ھوتی ھے کہ الفاظ کی تہوں میں ایک سیمابی روح دوڑتی معلوم ھوتی ھے۔

یہ صحیح ھے کہ بعض علماء نے شیخ کی مخالفت کی ھے ، اور ان کے کلام پر اعتراضات کیے ھیں لیکن یہ زیادہ‌تر وہ اشعار ھیں جن میں شیخ نے قرب الہی کی کیفیت کو شدت جوش میں اس انداز سے بیان کیا ھے کہ ظاھر الفاظ سے حلول و اتحاد کا مفہوم نکلتا ھے ، مگر جہاں تک نفس شاعری کا تعلق ھے ھر صاحب ذوق شیخ کے کلام کا مداح نظر آتا ھے ، چنانچہ علامہ ذھبی نے ان کو اپنے زمانے کا سید الشعراء کہا ھے ، اور عبدالرؤف المناوی نے ان الفاظ میں ان کے کمال کا اعتراف کیا ھے ،

« الملقب فی جمیع الآفاق بسلطان المحبین والعشاق ، المنعوت

Marfat.com
Marfat.com

بین اهل الخلاف والوفاق بأنه سید شعرائه علی الآطلاق[۱]»
(سارے عالم میں وہ سلطان المحبین والعشاق کے لقب
سے مشہور ہیں اور مخالف و موافق سب ان کی تعریف
اس طرح کرتے ہیں کہ وہ علی الاطلاق سیدالشعراء ہیں۔)

اس میں شک نہیں کہ شیخ اپنے زمانہ میں بھی مسلم الثبوت استاد کی حیثیت رکھتے تھے، اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ قابل ذکر ہے، شیخ کے معاصرین میں محمدبن سواربن اسرائیل اور شہاب الدین الخیمی دو مشہور شاعر تھے، ان دونوں کے درمیان ایک قصیدہ کی ملکیت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا جس کا مطلع یہ ہے:

یا مطالبا لیس لی فی غیرہ أرب إلیك آل التقصی وانتهی الطلب
(اے وہ مطلوب جس کے سوا مجھے کسی کی حاجت
نہیں، میری جستجو کا مرجع اور طلب کا منتہا تو
ہی ہے۔)

دونوں نے اس قصیدہ کی ملکیت کا دعوی کیا، اور اس کے فیصلہ کے لئے دونوں علماء و ادباء کے ایک مجمع میں اکٹھا ہوئے اور اس مسئلہ پر بحث ہوئی لیکن کوئی تصفیہ نہ ہو سکا پھر دونوں نے شیخ ابن الفارض کو ثالث بنا دیا، شیخ نے حکم دیا کہ وہ اسی بحرو قافیہ میں دوبارہ قصیدہ لکھیں، چنانچہ دونوں نے ایک ایک قصیدہ لکھ کر شیخ کے سامنے

---

۱ شذرات الذهب؛ ج: ۵، ص: ۱۴۹

Marfat.com
Marfat.com

پیش کیا، شیخ نے دونوں قصیدوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ابن الخیمی کے حق میں فیصلہ صادر کیا جسے سب نے تسلیم کیا[1]۔

اس سلسلہ میں اب ہم ابن ابی حجلہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں جو شیخ کے بعض صوفیانہ خیالات کی بنا پر ان کے بارے میں اچھا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، مگر ان کی شاعری کے قائل تھے، چنانچہ ان کے دیوان کی تعریف میں اس طرح رطب اللسان ہیں :—

هومن أرق الدواوين شعراوأنفسها درا برا و بحرا، و أسرعها للقلوب جرحا، و أكثرهاعلى الطلول نوحا إذ هو صادر عن نفثة مصدور، و عاشق مهجور، و قلب بحر النوى مكسور، و الناس يلهجون بقوافيه، وما أودع من القوى فيه، و كثر حتى قل من لارأى ديوانه أو طنت بأذنه قصائده الطنانة[2]

(یہ ایسا دیوان ہے جس کے اندر حد درجہ شاعرانہ لطافت پائی جاتی ہے، اس میں بحروبر کی بیش قیمت اور نفیس ترین موتیاں موجود ہیں، یہ دلوں کو بہت جلد زخمی کر ڈالنے والا ہے اور ٹیلوں اور کھنڈروں پر بہت زیادہ نوحہ کرنے والا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسے سینہ سے نکلا ہے جو بیمار تھا اور ایک ایسے عاشق کا نالہ ہے جو ہجر زدہ تھا، اور ایک ایسے دل

---

۱ فوات الوفیات، مصر ۱۹۵۱ء ج: ۲، ص: ۴۳۱ و ۴۵۸

۲ شذرات الذهب، ج: ۵، ص: ۱۵۱

Marfat.com
Marfat.com

کی آہ ہے جو درد فراق سے
شکستہ تھا، لوگ اس کے اشعار
کے بیحد دلدادہ ہیں کیونکہ اس
کے اندر بڑی طاقت پنہاں ہے
اس کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ
بہت کم ایسے لوگ ہوں گے
جن کی آنکھوں کو اس دیوان نے
نہ گرمایا ہو اور جن کے کانوں
کو اس کے قصائد رنانہ نے نہ
کھنکھنایا ہو -)

بہرحال اگر کبھی کسی نے شیخ کے کلام پر کچھ اعتراض بھی کیا تو ان کی طرف سے مدافعت کرنے والے بھی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، چنانچہ مقری کے بیان کے مطابق اسی قسم کے ایک موقع پر ابوالروح عیسی بن عبداللہ بن محمد (۵۹۰ - ٦٢٩) نے بھی شیخ کی حمایت کی ہے[1] یہ شیخ کے معاصرین میں ایک اچھے شاعر اور صاحب علم و فضل کی حیثیت سے معروف تھے، شیخ نے برکات نامی ایک غلام کے بارے میں یہ شعر کہا تھا :-

برکات یحکی البدر عند تمامه

حاشاه بل شمس الضحیٰ تحکیه[2]

---

۱ ملاحظہ ہو نفح الطیب، ج: ۱، ص: ۸۲۷ - ۸۲۸

۲ یہ شعر دیوان میں نہیں ہے -

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

چوتھا باب

شعری خصوصیات و کمالات

شعری اسلوب

شیخ ابن‌الفارض کے زمانہ میں عربی شاعری پر لفظی تکلفات اور صنائع و بدائع کے اثرات حد درجہ غالب تھے، اسی پر تکلف اسلوب کو شاعری کی دنیا میں قبول عام حاصل تھا، اور اسی کی جلوہ‌گری شیخ کے کلام میں بھی پوری طرح نمایاں ہے۔

در حقیقت عربی شاعری کی تاریخ میں بشار بن برد (م سنہ ۱٦٧ھ) پہلا شاعر ہے، جس نے لفظی صناعی کی طرف توجہ دی، اگرچہ اس سے قبل بھی بعض شعراء ایسے گزرے ہیں، جو الفاظ کی تلاش میں محنت کرتے تھے، یہاں تک کہ زمانۂ جاہلیت کے شاعر زہیر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جب کوئی قصیدہ کہتا تو پورے ایک سال تک اس کی تراش خراش میں لگا رہتا، اس کے بعد عوام کے سامنے اسے پیش کرتا تھا۔ اسی لئے اس کے قصائد کو حولیات (ایک سال والے) کہا جاتا ہے، اور بعض قدیم ناقدین نے ایسے شعراء کو عبیدالشعر (شعر کے غلام) کہا ہے اور اس طریقۂ کار کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے[1] تاہم لفظی کدوکاوش سے ان شعراء کا مقصد صرف ایسے الفاظ کا انتخاب ہوتا تھا جس سے مفہوم میں وضاحت اور کلام میں سلاست ولطافت پیدا ہوجائے محض لفظی آرائش و زیبائش مقصود نہ تھی،

۱ ملاحظہ ہو البیان والتبیین للجاحظ، ج: ۲، ص: ۱۳

Marfat.com

بشار بن برد کے زمانے سے لفظی زیب و زینت کا رجحان پیدا ہوا ، اس کے بعد ابونواس (م سنہ ١٩٩ ھ) اور ابو تمام (م سنہ ٢٣١ ھ) وغیرہ نے بھی اس کی تقلید کی ، لیکن اگر غور سے ان کے کلام کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی معنوی حسن کو لفظی آرائش پر قربان نہیں کیا ، لفظی تکلف ان کے یہاں بھی خال خال ہی ملتا ہے ، البتہ ابن‌المعتز (م سنہ ٢٩٦ ھ) نے بدیعانہ اسلوب کو کمال پر پہنچا دیا ، چنانچہ وہ اس فن کا امام مانا جاتا ہے ، اس کے زمانہ سے اس اسلوب کی مقبولیت اس قدر بڑھ گئی کہ ہر شاعر نے اس کی نقالی شروع کردی ، مگر حقیقت یہ ہے کہ ابن المعتز کو زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی اور شعرگوئی کا ملکہ اسے فطرت نے ودیعت کیا تھا ، اس وجہ سے اس کی شاعری میں لفظی صنعت اور معنوی حسن دونوں کا امتزاج نہایت نازک اور متوازن انداز میں ملتا ہے ، بعد کے شعراء میں یہ ملکہ نہ تھا ، اس لئے انہوں نے جب ابن‌المعتز کے نقش قدم پر چلنا شروع کیا تو وہ اس توازن کو قائم نہ رکھ سکے ، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لفظی رعایت کو معنوی حسن کے مقابلہ میں زیادہ ترجیح حاصل ہوگئی - اگرچہ اس درمیان میں ایک طرف متنبی (م سنہ ٣٥٤ ھ) جیسے شعراء بھی پیدا ہوئے جنہوں نے معنی کے مقابلہ میں لفظ کی نہ صرف پروا نہیں کی بلکہ اس سے ایسی بےاعتنائی برتی کہ بعض الفاظ بےمحل اور غلط بھی استعمال کرگئے ، تاہم دوسری طرف لفظی صنعت کے لے بڑھتی گئی تاآنکہ حریری (م سنہ 516 ھ) نے مقامات لکھ کر نثر میں اسے نقطۂ عروج پر پہنچا دیا ، اور

Marfat.com

شاعری کی دنیا میں بھی یہی اسلوب بتدریج ترقی کرتے کرتے شیخ ابن الفارض کے زمانہ میں منتہائے کمال کو پہنچ گیا۔

اس اسلوب کی ترقی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سیاسی انتشار کی وجہ سے شعراء کی سرپرستی بہت کم ہوگئی تھی، اس لئے ان میں نہ وہ جوش اور حوصلہ باقی رہا اور نہ وہ بلند خیالی اور جدت طرازی رہی جو ان کے اسلاف میں تھی، چنانچہ وہ اپنے اشعار میں ممدوحین کی بے التفاتیوں اور اپنی پریشانیوں ھی کا ذکر کرتے تھے اور پامال و فرسودہ مضامین ھی کو لفظی آرائش کے لباس میں جلوہ گر کرنے کے لئے دماغی ورزش کیا کرتے تھے، عوام کا شعری ذوق بھی اس اسلوب سے اس قدر مالوف اور ھم آھنگ ھوگیا تھا کہ ان کو سادگی اور صفائی پسند ھی نہ آتی تھی۔

صنائع لفظیہ

ان حالات میں شاعری کے رخ کو موڑنا آسان نہ تھا، اور شیخ نے اس کی کوشش بھی نہیں کی بلکہ وہ بھی ھوا کے رخ پر چل پڑے اور غالباً یہ کہنا غلط نہ ھوگا کہ اپنے زمانہ کے مروجہ اسلوب کی پیروی میں وہ کسی سے پیچھے نہیں بلکہ چند قدم آگے ھی رھے چنانچہ ان کا پورا دیوان صنائع وبدائع سے بھرا ھوا ھے، بعض اشعار میں تو اس قدر لفظی محاسن جمع ھوگئے ھیں کہ معلوم ھوتا ھے جیسے کسی ماھر صناع نے موتیوں کے ھار میں حسین نگینوں کی قطار لگادی ھو، ان محاسن کی توضیح الفاظ کے ذریعہ ممکن نہیں ھیں، صرف مثالوں سے ھی کسی قدر اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ھے اس لئے شیخ

Marfat.com

کے کلام سے اس قسم کے متفرق اشعار پیش کئے جاتے ھیں جن میں مختلف قسم کی لفظی صنعتیں پائی جاتی ھیں :۔

(۱) تتیح المنایا إذ تبیح لی المنیٰ وذاک رخیص منیتی بمنیتی

(وہ میری تمناؤں کو پورا کرتی ہے تو مجھے موت سے
دوچار کردیتی ھے اور میرے نزدیک میری یہ کامرانی
میری موت کے عوض بھی ارزاں ھے)

تتیح اور تبیح میں تجنیس مصحف، منایا اور منیٰ میں تجنیس ناقص اور منیة اور منیة میں تجنیس محرف ھے ۔

(۲) وما غدرت فی الحب إن هدرت دمی بشرع الهویٰ لکن وفت إذ توفت

میرا خون ضائع کرکے اس نے شریعت محبت کے
ساتھ کوئی غداری نہیں کی بلکہ اگر اس نے جان
لےلی تو یہ اس کی عین وفاداری ھے)

غدرت اور هدرت میں تجنیس لاحق اور وفت اور توفت میں تجنیس ناقص ھے ۔

(۳) متی أوعدت أوات وإن وعدت لوت وإن أقسمت لا تبرئ السقم برت

(جب وہ فراق کی دھمکی دیتی ھے تو اسے جلدھی
پورا کردیتی ھے اور جب وصال کا وعدہ کرتی ھے تو
اس میں ٹال مٹول کرتی ھے اور اگر مریض عشق کو
شفا نہ دینے کی قسم کھا لیتی ھے تو اس پر قائم
رھتی ھے ۔)

أوعدت اور وعدت میں اشتقاق ھے اور أوات اور لوت، أقسمت

Marfat.com
Marfat.com

اور سقم اور تبرئ اور برت میں شبہ اشتقاق ہے، ان الفاظ کی نشست میں جو حسن ترتیب ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔

(۴) أمالک عن صد أمالک عن صد اظلمک ظلما منک میل لعطفة

(کیا تیرا ارادہ اس بےرخی کو چھوڑ نے کا نہیں ہے
جس نے تجھ کو اس ظلم پر آمادہ کیا کہ تجھ کو
اس عاشق سے غافل کردیا جو تیرے آب دنداں کا
پیاسا ہے)

أمالک اور أمالک میں تجنیس تام مرکب ہے، پہلا لفظ ہمزۂ استفہامیہ، مانافیہ اور جارو مجرور سے مرکب ہے، اور دوسرا فعل اور مفعول بہ سے۔ عن صد اور عن صد میں بھی یہی صنعت ہے، پہلا صد بہ تشدید دال ہے، جس کے معنی ہیں اعراض کرنا اور دوسرا صدی ہے جس کے معنی پیاسے کے ہیں، ظلم اور ظلم میں تجنیس محرف ہے پہلا لفظ بفتح الظاء ہے جس کے معنی دانتوں کی چمک اور آب کے ہیں، دوسرا بضم الظاء ہے، منک اور میل میں تجنیس مصحف، صد اور میل میں تضاد اور امال اور میل میں اشتقاق ہے۔

(۵) و نکبت عن کثب العریض معارضا حزونا لحزویٰ سائقا لسویقة

(اے ساربان، تو وادی عریض کے رتیلے ٹیلوں سے
متجاوز ہوگیا اور اب مقام حزویٰ کے سخت اور
چٹیل میدانوں سے ایک طرف ہوکر تو مقام سویقہ
کی سمت اپنی ناقہ کو لئے جارہا ہے)

Marfat.com

اس شعر کے اندر دو دو کلموں کے درمیان جو مسلسل لفظی مناسبت اشتقاق اور شبہ اشتقاق کی شکل میں ہے وہ بالکل ظاہر اور نمایاں ہے، اس کے باوجود سلاست کا یہ عالم ہے کہ پڑھنے میں زبان پھسلی پڑتی ہے،

(٦) غرامی أقم، صبری انصرم، دمعی انسجم
عدوی انتقم، دهری احتکم، حاسدی اشمت

(اے میرے شوق! تو ٹھہر، اے صبر! تو جا، اے آنسو
تو رواں ہو، اے دشمن! تو انتقام لے، اے زمانہ! تو
حکم نافذ کر اور اے حاسد! تو خوش ہو)

اس شعر کے تمام جملے مسجع ہیں اور اکثر الفاظ میں وزن و قافیہ کے لحاظ سے بڑی مناسبت ہے جس کا ادراک ہر صاحب ذوق خود کرسکتا ہے۔

(۷) فما فوق طور العقل أول فیضة کماتحت طور النقل آخر قبضة

(پس جو کچھ عقل کی حد کے اوپر ہے یعنی اول
فیضان وہ اسی کے مانند ہے جو نقل کے طور کے
نیچے ہے، یعنی آخری گرفت، مطلب یہ ہے کہ ابتدا اور
انتہا دونوں یکساں ہے)

یہ شعر صنعت مقابلہ کی اعلیٰ مثال ہے، مصرع اول کے ہر لفظ کو بالترتیب مصرع ثانی کے الفاظ سے واضح مناسبت ہے فما و کما میں تجنیس لاحق، طور اور طور میں تجنیس محرف، عقل اور نقل میں پھر تجنیس لاحق اور فیضة اور قبضة میں تجنیس مصحف

Marfat.com

ہے، اس کے علاوہ فوق اور تحت ، عقل اور نقل اور أول اور آخر میں تضاد ہے -

(۸) فهم، هم، بعدوا دنوا، وصلوا جفوا غدروا وفوا، هجروا رثوا لضنائی

پس وہی میرے احباب ہیں، مجھ سے دور ہوں یا نزدیک، مجھے وصل سے مشرف کریں یا مجھ پر جفا کریں، بےوفائی کریں یا وفا سے نوازیں، مجھے چھوڑ دیں یا میری ناتوانی پر ترس کھائیں -

اس شعر میں دو دو کلموں کے درمیان مسلسل صنعت طباق ہے جو ظاہر ہے '

(۹) فبإ قدام رغبة حين يغشا ....

ك بإ حجام رهبة يخشا كا

(شعر کا مطلب سیاق کلام کی روشنی میں یہ ہے کہ عاشق کو تیرے جمال کا شوق آگے بڑھاتا ہے تو وہ تجھ سے قریب ہو جاتا ہے، پھر تیرے جلال کا خوف اسے روکتا ہے تو وہ تجھ سے دور ہوجاتا ہے' اس طرح وہ امید و بیم کی حالت میں ہے' کبھی نزدیکی محسوس کرتا ہے اور کبھی دوری)

إقدام اور إحجام، رغبة اور رهبة اور يغشاك اور يخشاك میں صنعت ترصیع بھی ہے اور مقابلہ بھی، اس کے علاوہ رغبة اور رهبة میں تجنیس لاحق اور یغشاک اور یخشاک میں تجنیس مضارع ہے

(۱۰) أضحیٰ بإحسان وحسن معطيا لنفائس و لأنفس أخاذا

Marfat.com

(وہ احسان کے ذریعہ نفیس چیزیں دینے والا اور
حسن کے ذریعہ جان لینے والا ہے)

اس شعر میں لف و نشر مرتب ہے، نیز معطی اور أخاذ میں تضاد ہے، اس کے علاوہ إحسان اور حسن اور نفائس اور أنفس میں اشتقاق ہے -

(۱۱) نطقت مناطق خصره ختما إذا
صمت الخواتم للخناصر آذا

اس کی چکنی کمر کے پٹکے رقت و لطافت کی وجہ سے بول رہے ہیں جب کہ انگوٹھیوں کی خاموشی اس کی انگلیوں کو اذیت دے رہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کمر اتنی پتلی ہے کہ پٹکے ڈھیلے ہیں اور ہل رہے ہیں اس کو بولنے سے تعبیر کیا ہے اور انگلیاں گداز ہیں، اس لئے انگوٹھیاں چست ہیں، ان کی چستی کو خاموشی کہا ہے)

اس شعر میں جو عمدہ استعارہ اور معنوی حسن ہے اس سے قطع نظر نطق اور مناطق، خصر اور خناصر، ختم اور خواتم اور إذا اور آذا میں مختلف قسم کی تجنیسیں اور صنعتیں ہیں،

(۱۲) لها البدر کأس وهی شمس یدیرها
هلال و کم یبدو إذا مزجت نجم

(ماہ کامل اس شراب کا جام ہے اور وہ آفتاب ہے جس کا دور ہلال چلاتا ہے اور جب وہ ملائی جاتی ہے تو کتنے ہی ستارے طلوع ہوجاتے ہیں)

Marfat.com

یہاں اس پر اسرار شعر کے حقیقی معنی سے بحث نہیں ہے، صرف اس کے لفظی مناسبات کو دکھلانا مقصود ہے' اس میں دوگونہ مراعاۃ النظیر ہے، ایک طرف بدر، شمس، ھلال اور نجم کی ضیاپاشی ہے' تو دوسری طرف کأس' إدارہ اور مزج کی گلکاری -

(۱۳) عم‌اشتعالا خال وجنته أخا   شغل به وجداأبی استنقاذا

(اس کے رخسار کا تل ایسا مشتعل ہے کہ اس کے
شعلے عاشق کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں اور وہ
اس سے نجات کا خواہاں نہیں ہے -]

یہاں پر عم (چچا)، خال (ماموں)، أخ (بھائی) اور أب (باپ) کا استعمال بڑی خوبی سے ہوا ہے اور اگر تلفظ سے بالکل صرف نظر کرکے دیکھا جائے تو جد [دادا] بھی موجود ہے، اور لطف یہ ہے کہ ان میں سے کسی کے یہ معنی مقصود نہیں ہیں، یہ ایہام تناسب کی نہایت اعلیٰ مثال ہے -

۱۴ فجسمی و قلبی مستحیل وواجب   وخدی مندوب لجائز عبرتی

[میرا جسم متغیر ہے، قلب مضطرب ہے، اور چہرہ
اشک رواں کی آما جگاہ ہے]

مستحیل [ممنوع]، واجب، مندوب [مستحب] اور جائز کے اصطلاحی معنوں میں باہم مناسبت ہے، لیکن یہ معانی یہاں مراد نہیں ہیں، یہ ایہام تناسب ہے، اس کے علاوہ مصرع اول میں لف و نشر مرتب ہے، اور جسم، قلب، خد اور عبرۃ میں بھی بڑی عمدہ مناسبت ہے،

۱۵ فأرح من لذع عذل مسمعی   و عن القلب لتلك الراء زی

Marfat.com

[اے ملامت گر، میرے کانوں کو ملامت کی سوزش
سے راحت دے اور اس راء کوزاء سے بدل کر ملامت
کو میرے دل سے دور کردے]

إراحة کے معنی راحت دینے کے ہیں۔ اگر اس کی راء کو زاء سے بدل دیا جائے تو یہ إزاحة ہوجائے گا جس کے معنی دور کرنے کے ہیں، یہ تعمیہ ہے، اس کے علاوہ لذع اور عذل میں قلب مستوی اور مسمع اور قلب میں ایہام تناسب ہے۔

ان اشعار میں جو لفظی صناعیاں ہیں ان میں سے چند کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے باقی کا اندازہ ذوق سلیم خود کرسکتا ہے بہرحال شیخ کے کلام کا عام انداز یہی ہے، کوئی قصیدہ کہیں سے اٹھا لیاجائے اس قسم کے اشعار ضرور مل جائیں گے جن میں صنائع و بدائع کی جلوہ گری پوری طرح نمایاں ہوگی، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اسی کے ساتھ اس کی سلاست و روانی میں کوئی کمی بھی نہیں ہوتی، یعنی صناعی تو بہت ہوتی ہے لیکن تصنع کا احساس نہیں ہوتا اور آورد کے بجائے آمد کا لطف حاصل ہوتا ہے، ان کی صنعت گری محض لفظی بازی گری نہیں۔ بلکہ ادبی کمالات کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ کی شاعری سرتاسر ذوقی اور وجدانی ہے اور جو تاثرات و احساسات وہ پیش کرتے ہیں. وہ جگ بیتی نہیں آپ بیتی ہوتے ہیں، ان میں جذبہ کی شدت اور خلوص کی گرمی بھرپور ہوتی ہے، ان کے الفاظ کو نفس مضمون اور بنیادی خیال سے نہایت گہرا ربط ہوتا ہے اور الفاظ کی تہ میں ایک زخمی روح تڑپتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اور سوز و گداز اس قدر ہوتا ہے کہ قاری پر

Marfat.com

بھی وجد وطرب کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ اشعار دل کی گہرائیوں سے نکلے ہیں۔

چنانچہ شیخ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عام حالات میں شعر نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کو کبھی کبھی شدید جذبات لاحق ہوتے تھے۔ اور وجد و سرخوشی کی ایک خاص کیفیت طاری ہوتی تھی۔ اس عالم میں ان کے حواس معطل سے ہوجاتے تھے، اور اسی حالت میں کئی کئی دن گزر جاتے تھے، اس دوران میں ان کی زبان سے بے ساختہ اشعار نکل پڑتے تھے، اور جب افاقہ ہوتا تھا تو ان اشعار کو لکھا دیا کرتے تھے[1]۔ اسی لئے ان کی شاعری میں سوز و گداز کے ساتھ برجستگی بھی پائی جاتی ہے، اور صناعی کے باوجود بےروح نہیں معلوم ہوتی، بعض اشعار میں تو سادگی و پرکاری اور لفظ و معنی کا یہ امتزاج ایسی لطافت و نزاکت کے ساتھ ملتا ہے کہ صنعت انسجام کا لطف پیدا ہوجاتا ہے، اور دل و دماغ مسحود ہوکر رہ جاتے ہیں۔ اس کا اندازہ مذکورہ بالا اشعار سے بھی کیا جاسکتا ہے کیوں کہ یہ خصوصیت ان کی شاعری میں بہت عام ہے۔ لیکن اس کی مثال میں چند اشعار مزید پیش کئے جاتے ہیں جن میں یہ خوبی زیادہ وضاحت کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

وقال تلافی مابقی منک قلت ما   أرانی إلا للتلاف تلفتی

(ناصح نے مجھ سے کہا کہ جو ہوا سو ہوا، اب جو زندگی باقی رہ گئی ہے اسی میں مافات کی تلافی

---

۱ ملاحظہ ہو مقدمہ شرح دیوان، ص ۷

Marfat.com
Marfat.com

کرلے اور کچھ دن اب عیش و آرام سے بسر کےلے
تو میں نے کہا کہ مجھے خود کو تلف کرنے کے سوا اور
کسی بات کی طرف التفات نہیں ہے ۔)

فإن نأی سائرایا مهجتی ارتحلی وإن دنا زائرایا مقلتی ابتهجی

(پس اگر وہ رخصت ہو تو اے میری روح تو بھی
رخصت ہو جا اور اگر وہ زیارت کو آئے تو اے
میری آنکھ تو خوش ہوجا ۔)

لیت شعری هل کفی' ماقد جری' مذ جری' ماقد کفی من مقلتی

(کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ جو کچھ مجھ پر گذری
ہے ، وہ اس کی تشفی کے لئے بھی کافی ہے یا نہیں ۔
ویسے تو میری آنکھوں سے اب اس قدر سیلاب بہ
چکا ہے کہ سارے جہان کی سیرابی کے لئے وہ
کافی ہے ۔)

جنة عندی ربـاهـا أمحلت أم حلت عجلتها من جنتی

(اس کے ٹیلے خواہ قحط زدہ ہوں یا سر سبز و
شاداب ، میرے نزدیک جنت ہیں جو اس دنیا میں مجھ
کو عطا کردی گئی ہے ۔)

جری' حبها مجری' دمی فی مفاصلی فأصبح لی عن کل شغل بها شغل

(میری رگوں میں خون کے بجائے اس کی محبت جاری
ہے ، اور ہر شغل سے بے نیاز ہو کر میں اسی میں
پوری طرح مشغول ہوں ۔)

ما بین ضال المنحی' و ظلاله ضل المتیم و اهتدی بضلاله

Marfat.com
Marfat.com

(وادی کے موڑ کے پاس بیری کے درخت اور اس
کے سائے کے درمیان دیوانۂ عشق گم ہو گیا اور
اپنی اسی گم گشتگی سے وہ ہدایت یافتہ اور کامیاب
ہو گیا ۔)

یا أخت سعد من حبیبی جئتنی برسالة ادیتها بتلطف
فسمعت مالم تسمعی و نظرت ما لم تنظری وعرفت مالم تعرفی

(اے خوش نصیب باد صبا! تو میرے محبوب کے پاس
سے ایک پیغام لائی ہے جسے تو نے بڑی لطافت و
نرمی کے ساتھ مجھ تک پہنچا دیا۔ پس میں نے وہ
بات سن لی جسے تو نے نہیں سنا اور اس چیز کو
دیکھ لیا جسے تو نے نہیں دیکھا اور اسے سمجھ لیا
جسے تو نے نہیں سمجھا ؀)

و هواه و هوأليتي و کفی به قسما أکاد أجله کالمصحف
لو قال تیها قف علی جمرالغضا لوقفت ممتثلا ولم أتوقف
أو کان من یرضی بخدی موطئا لو ضعته أرضا ولم أستنکف

(قسم ہے اسکی محبت کی اور یہی میری قسم ہے
اور قسم کے لئے مجھے یہی کافی ہے کیونکہ میں اس کی
محبت کا احترام تقریباً اتنا ہی کرتا ہوں جتنا قرآن کریم کا۔
اگر وہ ناز وغرور سے کہدے کہ غضا[1] کے انگاروں

---

[1] غضا ایک درخت ہے جس کی لکڑی بہت سخت ہوتی ہے اور
اس کی چنگاری دیر تک باقی رہتی ہے ۔

Marfat.com

پر تو کھڑا ہو جا تو میں فوراً حکم بجا لاؤں اور
ذرا بھی توقف نہ کروں۔
اور اگر وہ میرے چہرے پر قدم رکھنا چاہے تو میں
فوراً اس کو زمین پر رکھدوں اور اس میں کوئی عار
محسوس نہ کروں۔)

اس موقع پر یہ اشکال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ بظاہر یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ اس قسم کے پر تکلف اور معنی خیز اشعار جذب و کیف کے عالم میں کہے گئے ہوں کیونکہ جذباتی شاعری میں عموماً سادگی، صفائی اور سلاست ہوتی ہے، اور وہ لفظی تکلفات سے معریٰ ہوتی ہے اس کے بر عکس جو شاعری لفظی محاسن کے زیور سے آراستہ ہوتی ہے وہ بالعموم مصنوعی ہوتی ہے، اس پر کافی محنت صرف کی جاتی ہے، پورے شعور و احساس کے ساتھ مناسب الفاظ کا انتخاب کیا جاتا ہے اور ان کی ترکیب و ترتیب میں تراش و خراش کیجاتی ہے۔ لیکن جیسا کہ مشہور مستشرق پروفیسر نکلسن نے کہا ہے[1]۔ اس میں شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تصوف کی تاریخ میں اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، چنانچہ بلیک (BLAKE) نے اپنے بارے میں کہا ہے کہ جب بھی وہ قلم اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اس پر ایک روحانی سکر و بیخودی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ سینٹ کیتھورین آف سائنا (St. Catherine of Siena) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وجد و کیف ہی کے عالم میں اس نے اپنا مشہور مکالمہ لکھوایا تھا اسی طرح

---

۱ Studies in Islamic Mysticism, P. 167

Marfat.com

مولانا جلال الدین رومی جب بحر محبت میں غرق ہوتے تو اپنے مکان کے ایک ستون کے گرد چکر لگاتے،اسی اثنا میں ان کی زبان سے اشعار نکلتے جن کو لوگ قلمبند کر لیتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شعر کی ہیئت کا انحصار زیادہ تر اس مواد پر ہوتا ہے جو شاعر کے ذہن میں پہلے سے موجود ہوتا ہے، اور اس کا اسلوب اس ادبی نمونہ پر قائم ہوتا ہے جس سے وہ پہلے سے متعارف اور مانوس ہوتا ہے، اس لئے اگر شیخ ابن الفارض نے جذب و کیف کے عالم میں اعلی درجہ کی پرتکلف شاعری کی ہے تو اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے شعری زبان و اسلوب سے پوری طرح واقف تھے، اور عصری شاعری کا بڑا ذخیرہ ان کے حافظہ میں محفوظ تھا اس لئے یہ نا ممکن نہیں ہے کہ حالت وجد و طرب میں ان کے جذبات و خیالات اسی مروجہ اسلوب میں ان کی زبان سے برجستہ نکل پڑتے رہے ہوں۔

اس توجیہ کی تائید داخلی شہادتوں سے بھی ہوتی ہے، کیوں کہ شیخ کی شاعری میں جوش و مستی اور کیف و سرور کی ایک خاص لہر اس شدت کے ساتھ رواں دواں نظر آتی ہے کہ قاری اور سامع دونوں کو پوری طرح یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ اشعار عام حالات کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ کسی غیر معمولی کیفیت کے عالم میں وجود پذیر ہوئے ہیں، ایک موقع پر وہ خود فرماتے ہیں:۔

إذالاح معنى الحسن فى أيّ صورة ‏ وناح معنىٌ الحزن فى أى سورة
يشاهدها فكرى بطرف تخيلى ‏ ويسمعها ذكرى بمسمع فطنتى

Marfat.com

ویحضرھا للنفس وھمی تصوّراً فیحسبھا فی الحس فھمی ندیمتی
فأعجب من سکری بغیر مدامۃ وأطرب فی سرّی ومنی طربتی

(جلوۂ حسن کسی بھی صورت میں رونما ہو اور مبتلائے
غم کوئی بھی سورہ پڑھ کر نالہ وشیون کرے۔
میری فکر، نگاہ تخیل سے اس کا مشاہدہ کرلیتی
ہے۔ اور میرا حافظہ گوش عقل سے اس کی آواز
سن لیتا ہے۔

اور میرا واھمہ اس کی تصویر کو پیش نظر کردیتا ہے
یہاں تک کہ میری فہم حسی طور پر اس کو میرا
ہمنشین سمجھتی ہے۔
پس تعجب ہے کہ میں بغیر شراب کے مست ہوں
اور میرا دل وجد و طرب کے عالم میں جھوم رہا ہے
اور یہ کیفیت خود میرے اندرون سے پیدا ہوتی ہے۔)

محاسن معنویہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے کلام میں جو معنوی خوبیاں پائی جاتی ہیں ان کی طرف بھی کچھ اشارہ کردیا جائے، یہ امر مسلم ہے کہ شیخ کی شاعری سرتاسر ایسے جذبات سے لبریز ہے جن کے اندر صداقت اور اصلیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، اس لئے ان کے کلام میں تشبیہات و استعارات کی کثرت اور خیالات میں بلندی وندرت عجیب بات نہیں ہے، کیوں کہ جذبہ کی شدت میں خود بخود طرح طرح کے تشبیہات و استعارات زبان سے نکل پڑتے ہیں اور

Marfat.com

خیالات میں لطافت و نزاکت اور طرزادا میں جدت وندرت آجاتی ہے، ان خوبیوں کا اندازہ مثالوں سے ہی کیا جاسکتا ہے اور شیخ کے کلام میں ایسے اشعار کی کمی نہیں ہے۔

لیکن اس موقع پر یہ حقیقت بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ شعری محاسن کا ادراک بڑی حد تک ذوق سلیم پر منحصر ہوتا ہے، اس کے لئے کوئی معیار اور ضابطہ مقرر نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی پورے طور سے تشریح کی جاسکتی ہے' یہی حال ہر ذوقی چیز کا ہوتا ہے، مثلاً چہرہ کی ملاحت کو صرف محسوس کیا جاسکتا ہے، الفاظ میں اس کا اظہار نہیں ہوسکتا، اسی طرح جب ہم کوئی خوبصورت پھول دیکھتے ہیں تو اس کی بیحد تعریف کرتے ہیں، پھر ایک دوسرا پھول ہم کو نظر آتا ہے جو حسن و جمال میں پہلے پھول سے بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے، مگر اس کی تعریف و توصیف کے لئے اب ہمارے پاس اس سے بہتر الفاظ نہیں ہوتے، اس لئے اس کے حسن کی تشریح نہیں ہوسکتی، صرف اس کا ادراک کیا جاسکتا ہے اور ادراک بھی صرف اہل ذوق ہی کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ ہر زبان کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں، اور اس کے کچھ جمالیاتی پہلو ایسے ہوتے ہیں جو صرف اسی زبان کے الفاظ اور ترکیبوں کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں، ترجمہ میں ان کی خوبی قائم نہیں رہتی، تاہم اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں کہ کچھ نمونے پیش کردئے جائیں:-

۱ کالغصن قدا والصباح صباحة والليل فرعامنه حاذی الحاذا

(قد کے لحاظ سے وہ مثل شاخ نازک کے ہے' اور

Marfat.com
Marfat.com

اس کی صباحت کو دیکھو تو مانند صبح روشن کے
ہے، اور اگر اس کے بالوں پر نظر پڑ جائے جو اس
کی پشت کے متوازی لٹک رہے ہیں تو وہ شب
تاریک کے مثل معلوم ہو۔)

اردو شاعری میں یہ تشبیہیں معمولی درجہ کی ہیں، لیکن عربی کے اس شعر میں جس سلیقہ سے یہ تینوں تشبیہیں لفظی محاسن کے ساتھ جمع ہوگئی ہیں وہ یقیناً قابل تعریف ہے۔

۲ وأرحم البرق فی مسراہ منتسبا لثغرہ وهو مستحی من الفلج

(بجلی پر مجھے ترس آتا ہے جبکہ میں محبوب کے
دانتوں کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں، کیوں کہ اس کے
دانتوں میں جو متوازن فصل اور ترتیب ہے، وہ بجلی
کو حاصل نہیں ہے، اس وجہ سے وہ نادم
وشرمندہ ہے۔)

بجلی سے دانتوں کی تشبیہ عربی شاعری میں عام ہے، لیکن شاعر نے اس میں ایک عجیب جدت پیدا کردی ہے، چنانچہ شیخ حسن بورینی کہتے ہیں کہ یہ ایک نئی بات ہے جو کہیں سننے میں نہیں آئی۔[1]

۳ غرست باللحظ وردا فوق وجنته حق لطرفی أن یجنی الذی غرسا
فإن أبی فالأقاحی منه لی عوض من عوض الدر عن زهر فما بخسا

---

۱ دیکھئے شرح دیوان، ج: ۲، ص: ۵۷

Marfat.com

(میں نے اپنی نظر سے اس کے رخسار پر گلاب کا
پودا لگادیا، اس لئے میری نگاہ کو اس کا حق ہے کہ
جو پودا اس نے لگایا ہے اس کا پھل وہ توڑ لے۔
پھر اگر وہ انکار کرے تو اس کے عوض اقحوان کے
پھول میراحصہ ہیں اور جس کو گلاب کے عوض موتی
مل جائے وہ خسارہ میں نہیں رہا۔)

عاشق کے دیکھنے سے معشوق کے رخسار پر شرم و حیا کی وجہ سے جو سرخی آجاتی ہے اس کو گلاب سے تعبیر کیا ہے، اور دانتوں کو عربی میں عموماً اقحوان (گل بابونہ) سے تشبیہ دی جاتی ہے، ان کو موتی کہا ہے، یہ نہایت عمدہ تشبیہیں ہیں جن کو بڑے انوکھے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۴ کهلال الشك لولا أنه أن عيني عينه لم تتأى

(عاشق مثل ہلال شک کے ہے، اگر وہ آہیں نہ بھرے
تو میری آنکھ اس کے وجود کا اعتبار نہ کرے۔)

رؤیت ہلال کی کوشش کے دوران کبھی کبھی ہلال کی شکل اچانک نظر آتی ہے اور پھر فوراً غائب ہوجاتی ہے، وہ در حقیقت محض ایک وہمی تصویر ہوتی ہے، ہلال کا واقعی وجود نہیں ہوتا۔ اس کو ہلال شک کہتے ہیں، یہ ایک نادر تشبیہ ہے، چنانچہ شیخ حسن بورینی کہتے ہیں کہ یہ تشبیہ شاعر کے مختصات میں سے ہے، کیونکہ اساتذہ کے کلام میں اسے ہم نے نہیں پایا[1]۔

---

۱ دیکھئے شرح دیوان، ج: ۱، ص: ۱۲۳

Marfat.com
Marfat.com

۵ هی البدر أوصافا و ذاتی سماؤها سمت بی إلیها همتی حین همت

منازلها منی الذراع توسدا و قلبی و طرفی أو طنت أو تجلت

فماالودق إلا من تحلب مدمعی وما البرق إلا من تلهب زفرتی

(وہ اپنے اوصاف میں ماہ کامل ہے اور میری ذات اس کے لئے آسمان ہے، جب میری همت نے عزم کیا تو اس نے مجھے اس کے پاس تک بلند کر دیا۔

اس ماہ کامل کے منازل میر ہاتھ اس کے تکیہ لگانے کے لئے، میرا دل اس کی اقامت کے لئے اور میری نگاہ اس کی جلوہ افروزی کے لئے ہیں۔

پس آسمان سے جو بارش ہوتی ہے وہ محض میرے اشکوں کا سیلاب ہے، اور جو بجلی چمکتی ہے وہ صرف میری آہوں کی شعلہ زنی ہے۔)

ان اشعار میں تشبیہ مرکب ہے اور نہایت بلیغ ہے۔

٦ أبیت بجفن للسهاد معانق تصافح صدری راحتی طول لیلتی

(میں اس طرح رات بسر کرتا ہوں کہ میری پتلیاں بیداری سے معانقہ میں مصروف ہوتی ہیں اور میرا ہاتھ رات بھر سینہ سے مصافحہ میں مشغول رہتا ہے۔)

بیداری کے آنکھوں میں ہونے کو معانقہ سے اور ہاتھ کے سینہ پر ہونے کو مصافحہ سے تعبیر کیا ہے، یہ استعارہ مصرحہ تبعیہ ہے۔

۷ سیفا تسل علی الفؤاد جفونه وأری الفتور له بها شحاذا

Marfat.com
Marfat.com

(اس کی آنکھیں دل پر تلوار کھینچتی ھیں اور میں
دیکھتا ھوں که ان کا خمار اس کی دھار کو تیز
کر دیتا ھے۔)

اس میں استعارہ تحقیقیه مرشحه ھے اور سیف و جفون میں ایہام تناسب بھی ھے۔

۸ واسأل نجوم اللیل هل زار الکری   جفنی و کیف یزور من لم یعرف

(رات کے ستاروں سے پوچھ لے ، کیا نیند نے کبھی
میری آنکھوں کی زیارت کی ھے؟ اور زیارت کے لئے
وہ کیونکر آسکتا ھے جس سے کوئی جان پہچان ھی
نه ھو۔)

اس شعر میں دو ادماج ھیں ، ایک یه که شاعر رات بھر تارے گنتا رھتا ھے ، اسی لئے تاروں کو گواہ بنایا ھے ، دوسرے یه که ساری عمر وہ رات میں نہیں سویا ، اسی لئے نیند اس سے متعارف نہیں ھے۔

۹ فإنسانها میت و دمعی غسله   و أکفانه ما ابیض حزنا لفرقتی

(میری چشم گریاں کی پتلی میت ھے ، میرے آنسو اس
کے لئے غسل ھیں اور غم فرقت سے میرے بال جو
سفید ھو گئے ھیں وہ اس کے لئے کفن ھیں۔)

اس شعر کی بلاغت اور صفائی توصیف سے مستغنی ھے اور شیخ کے کمال شاعری کا مثالی نمونه ھے۔

۱۰ ولولا مراعاة الصیانة غیرة   وإن کثروا أهل الصبابة أوقلوا

Marfat.com
Marfat.com

لقلت لعشاق الملاحة أقبلوا   إليها على رأيي وعن غيرها ولوا
وإن ذكرت يوما فخروا لذكرها   سجودا وإن لاحت إلى وجهها صلوا

(اگر غیرت وحمیت کی بنا پر رازداری کا لحاظ نہ ہوتا تو اھل عشق زیادہ ھوتے یا کم، میں تو بہرحال تمام عشاق جمال سے علی الاعلان کہہ دیتا کہ تم سب لوگ میری بات مانو اور سب کو چھوڑکر اسی پیکر حسن وجمال کی طرف مائل ھوجاؤ، جب اس کا ذکر ھو تو سجدہ میں گر پڑو اور جب وہ جلوہ نما ھو تو اسی کی سمت متوجہ ھوکر نماز ادا کرو۔)

ان اشعار میں سادہ لوحی اور بےتکلفی کے ساتھ ساتھ ایک بڑی خوبی یہ ھے کہ سب کچھ کہہ ڈالنے کے باوجود یہ کہا ھے کہ اگر افشائے راز کا اندیشہ نہ ھوتا تو میں کہہ دیتا گویا کچھ بھی نہیں کہا۔

۱۱ وقالوا جرت حمراء دموعك قلت عن   أمور جرت فی کثرة الشوق قلت
نحرت لضيف الطيف فی جفنی الكرى   قرى فجرى دمعی دما فوق وجنتی

(لوگوں نے کہا کہ تیرے آنسو سرخ ھوکر بہتے ھیں، میں نے کہا کہ یہ ان مصیبتوں کا نتیجہ ھے جو مجھ پر گزری ھیں اور جو اگرچہ بہت زیادہ ھیں لیکن میرے شوق کی کثرت کے مقابلہ میں پھر بھی کم ھیں۔ میں نے خیال یار کے مہمان کے لئے بطور ضیافت اپنی آنکھوں کے اندر نیند کو ذبح کرڈالا ھے، اس

Marfat.com
Marfat.com

لئے میرے آنسو خون ہوکر میرے چہرہ پر بہ
نکلے ہیں۔)

ان اشعار کے اندر جو بلند خیالی ہے وہ بدیع کے موٹے پردوں کے اندر سے بھی صاف جھلک رہی ہے۔

۱۲ وکیف أرجی وصل من لوتصورت حماها المنیٰ وهما لضاقت بهاالسبل

(میں اس کے وصل کی امید کیسے کرسکتا ہوں،
جس کی بارگاہ کا اگر میری تمنائیں وہمی طور پر بھی
تصور کرنا چاہیں تو راستہ ان پر تنگ ہوجائے۔)

تصور اس کی ذات کا نہیں بلکہ اس کی بارگاہ کا اور عاشق کی ذات نہیں بلکہ اس کی تمنا برسبیل وہم تصور کرے تو اس وہم تک کی بھی گنجائش نہیں، نازک خیالی کی انتہا ہے۔

۱۳ تفدیه مهجتی التی تلفت ولا من علیه لأنها من ماله

(میری جان جو تلف ہوگئی اس پر قربان ہو، اور یہ
اس پر کوئی احسان نہیں ہے، کیوں کہ یہ جان تو
اسی کی ملکیت ہے۔)

سلاست و صفائی میں یہ شعر سہل ممتنع کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

۱۴ أهفو لأنفاس النسیم تعلة ولوجه من نقلت شذاه تشوقی
فلعل نار جوانحی بهبوبها أن تنطفی وأود أن لا تنطفی

(میں باد نسیم کی موجوں کا مشتاق ہوں، اور میرا

Marfat.com
Marfat.com

یہ اشتیاق اس کی وجہ سے ہے جس کی خوشبو
باد نسیم اپنے ساتھ لاتی ہے -

ممکن ہے موج نسیم کی روانی سے میرے سینہ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے - حالانکہ میں پسند یہی کرتا ہوں کہ یہ آگ کبھی ٹھنڈی نہ ہو -)

اس شعر میں سلاست کے ساتھ ایک بدیعانہ رجوع بھی ہے :

(۱۵) ولما تلاقینا عشاء وضمنا سواء سبیلی دارھا و خیامی
وملنا کذا شیئا عن الحی حیث لا رقیب ولا واش بزور کلام
فرشت لها خدی و طاء علی الثری فقالت لك البشری بلثم لثامی
فماسمحت نفسی بذلك غیرة علی صونها منی لعز مرامی
وبتنا کما شاء اقتراحی علی المنی أری الملك ملکی و الزمان غلامی

(جب اول شب ہماری باہم ملاقات ہوئی اور اس کے دولت کدہ اور اپنے خیمہ کے راستوں کے درمیان ہم اکٹھا ہوئے -

اور ہم آبادی سے ایک طرف کو نکل گئے ، جہاں نہ کوئی رقیب تھا نہ تہمت لگانے والا چغل خور -

تو میں نے اس کے قدموں کے لئے اپنا چہرہ زمین پر بچھا دیا ، اس نے میری سپردگی و خاکساری کو دیکھ کر فرمایا کہ تجھے میرے دہان بند کا بوسہ مبارک ہو -

مجھے اپنے علو مقصد کی وجہ سے اس کی برتری و پاکدامنی پر غیرت معلوم ہوئی - لہذا میری طبیعت نے اسے گوارا نہ کیا -

Marfat.com
Marfat.com

اور جس طرح میری تمناؤں نے چاہا ، ہم نے رات بسر کی ،
اس وقت میں دیکھ رہا تھا کہ بادشاہت در حقیقت میری بادشاہت ہے
اور زمانہ میرا غلام ہے -)

ان اشعار میں کیفیت وصال کی بہترین تصویر کشی ہے -

قادر الکلامی

مذکورہ مثالوں سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حسن کلام میں در حقیقت الفاظ کے انتخاب کا بڑا دخل ہوتا ہے ، اور اس کے لئے گہری بصیرت اور قادر الکلامی کی ضرورت ہوتی ہے ، شیخ ابن الفارض کو زبان پر زبردست قدرت حاصل تھی ، وہ الفاظ کے جوہری تھے اور ہر لفظ کے محل استعمال سے پوری طرح واقف تھے ، ظاہر ہے کہ خیال کتنا ہی بلند اور عمدہ ہو اگر اس کا اظہار موزوں الفاظ میں نہ ہوگا تو کلام اپنے مرتبہ سے گر جائے گا ، بعض الفاظ اپنی ساخت کے لحاظ سے سخت اور درست ہوتے ہیں ' اس کے برخلاف بعض الفاظ میں نرمی اور لطافت ہوتی ہے ، لیکن کوئی لفظ بیکار نہیں ہوتا ، بعض مواقع پر سخت اور کرخت الفاظ ہی زیادہ موزوں ہوتے ہیں ' اسی طرح مترادفات میں بھی صوتی اور معنوی اعتبار سے باہم فرق ہوتا ہے ، اور ہر مترادف لفظ کا موقع استعمال جدا ہوتا ہے ، شیخ اپنے کلام میں اکثر وہی لفظ استعمال کرتے ہیں جو اس موقع پر سب سے زیادہ موزوں اور مناسب ہوتا ہے ، اس کا اندازہ پوری طرح اس مقام پر ہوتا ہے جہاں کوئی خیال یا محاورہ ان کے قصائد کے درمیان ایسا مل جاتا ہے جو کسی دوسرے شاعر

Marfat.com
Marfat.com

کے کلام میں بھی موجود ہوتا ہے، اس موقع پر کوئی تفصیلی موازنہ مقصود نہیں ہے۔ صرف دو ایک مثالیں پیش کی جارہی ہیں:۔

ایک موقع پر شیخ فرماتے ہیں :۔

إبائی أبیٰ إلاخلافی ناصحا یحاول منی شیمة غیر شیمتی

(ناصح مجھ سے ایسا کام کرانا چاہتا ہے جو میری فطرت کے منافی ہے، اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اس معاملے میں میری حمیت و خودداری بھی میرے ساتھ ہے اگرچہ اور کسی معاملہ میں وہ میرا ساتھ نہیں دیتی ۔)

دوسرا مصرعہ بعینہ بحتری [م ۲۸۴ھ] کے ایک قصیدے میں بھی ملتا ہے، جہاں اس نے ملامتگر کو مخاطب کرکے اس طرح کہا ہے :۔

تحاول منی شیمة غیر شیمتی وتطلب منی مذهبا غیر مذهبی

(اے ملامتگر ! تو مجھ سے ایسا کام کرانے کی کوشش کرتا ہے جو میری فطرت کے منافی ہے اور مجھے ایسے راستے پر چلانا چاہتا ہے جو میرے مسلک کے خلاف ہے ۔)

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ بحتری کے شعر میں کوئی عیب نہیں ہے تاہم ابن الفارض کا شعر کئی وجوہ سے بحتری سے بڑھا ہوا ہے، بحتری کے یہاں دونوں مصرعے تقریباً ہم معنی ہیں، مصرعہ اولی میں جو

Marfat.com
Marfat.com

بات اس نے کہی ہے اسی کو دوسرے الفاظ میں پھر دھرا دیا ہے ، اس لئے دوسرا مصرعہ حشو معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے پورا شعر پھیکا اور بے مزا ہو گیا ہے ۔ اس کے بر عکس ابن الفارض کا شعر نہایت بلند اور بلیغ ہے ، انھوں نے بحتری کا مصرعہ اس طرح استعمال کیا ہے کہ اس میں بھی ایک نئی جان پیدا ہو گئی ہے ، پورے مصرعہ کو ناصح کی صفت اس طرح بنادی ہے کہ مصرعہ اولیٰ سے اس کو نہایت عمدہ اور مناسب قسم کا ربط پیدا ہو گیا ہے ۔ اس طرح مصرعہ ثانیہ مصرعہ اولیٰ کا ایک جزء بن گیا ہے ، اس کے علاوہ مصرعہ اولی خود اپنی جگہ پر نہایت عمدہ ترکیب کا حامل ہے اور کسی لفظ کا حشو ہونا تو در کنار ، کوئی چول کہیں سے ڈھیلی نظر نہیں آتی ۔ نیز إبائی اور أبی میں جو لفظی اعتبار سے تجنیس اور اشتقاق اور معنوی لحاظ سے مجاز عقلی کا حسن ہے وہ سونے پر سہاگہ ہے ۔

اسی سلسلے میں شیخ کا یہ شعر بھی قابل ذکر ہے :-

وأبيت سهرانا أمثل طيفه للطرف کی ألقی خيال خياله

(میں رات بھر جاگتا ہوا اس کے خیال کی تصویر نگاہ
کے لئے بناتا رہتا ہوں تاکہ اس کے خیال کے
خیال سے ملاقات کروں ۔)

اس کے مقابلے میں متنبی (م ۳۵۴ ھ) کا یہ شعر ملاحظہ ہو :-

إن المعيد لنا المنام خياله كانت إعادته خيال خياله

(خواب ہمارے سامنے جو تصویر پیش کرتا ہے وہ
درحقیقت اس کے خیال کا خیال ہے ، یعنی بیداری میں

Marfat.com

ہم اس کا خیال بہت کرتے ہیں اس لئے خواب
میں ہم کو وہی نظر آتا ہے ۔)

دونوں شعروں میں بہت واضح فرق ہے اور ابن الفارض کا شعر لفظی و معنوی دونوں اعتبار سے متنبی کے شعر سے بڑھا ہوا ہے، متنبی کا شعر بہت پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے، چنانچہ اس کی نحوی ترکیب درست کرنے کے لئے تاویل کرنی پڑتی ہے، اس کے بر عکس ابن الفارض کا شعر بالکل صاف اور واضح ہے۔ متنبی نے خواب کا نقشہ کھینچا ہے، لیکن ابن الفارض نے رات کو بیداری کی حالت میں محبوب کے تصور کی کیفیت پیش کی ہے جو عشقیہ مضمون کے لئے زیادہ مناسب ہے، اس کے علاوہ شیخ کے یہاں طیف کا لفظ نہایت بلیغ اور پر معنی ہے، کیونکہ طیف اس خیال کو کہتے ہیں جو خواب میں نظر آتا ہے حالانکہ وہ بیداری کی کیفیت بیان کررہے ہیں۔

کسی شاعر کی قادر الکلامی کا اندازہ قوافی کے استعمال سے بھی ہوتا ہے، اسی لئے اساتذہ مشکل قوافی کے ذریعہ اپنی قادر الکلامی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ایک بار مفضل ضبی سے کسی نے پوچھا[1] کہ آپ شعر کیوں نہیں کہتے حالانکہ آپ تو شعر کے بڑے عالم ہیں، اس نے جواب دیا کہ میرا یہ علم ہی مجھے شعر کہنے سے روکتا ہے۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا :۔

وقد یقرض الشعر البکی لسانہ وتعی القوافی المرء وھو لبیب

(۱) دیکھئے العمدہ لابن رشیق، مصر سنہ ۱۹۰۷ء، ج : ۱، ص : ۷۵

Marfat.com

(شعر وہ کہتا ہے جس کی زبان بہت رونے والی ہوتی
ہے ، اور قوافی انسان کو عاجز کر دیتے ہیں حالانکہ
وہ عاقل و عالم ہوتا ہے ۔)

شیخ ابن‌الفارض نے جن قوافی کا استعمال کیا ہے ان میں قصیدہ یائیہ کا قافیہ کافی مشکل ہے جو یائے ساکنہ ماقبل مفتوح پر مشتمل ہے چنانچہ اس قافیہ میں بہت کم اشعار عربی میں ملتے ہیں ، جیسا کہ اس سے قبل سلطان الملک الکامل کے بیان کے ذیل میں اس کا ذکر آچکا ہے ، لیکن شیخ نے اس قافیے میں تقریباً ڈیڑھ سو اشعار کا ایک طویل قصیدہ کہا ہے ، اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی قادر الکلامی کا اندازہ کرنے کے لئے اس قصیدہ کے کچھ اشعار پیش کردئے جائیں ، یہ قصیدہ بحر رمل مسدس میں ہے جس میں مولانا روم کی مثنوی ہے اور اس طرح شروع ہوتا ہے :-

سائق الأظعان یطوی البیدطی　منعما عرج علی کثبان طی

(اے ساربان جو وسیع میدانوں کو طے کرتا چلا
جارہا ہے ، ازراہ کرم قبیلہ طے کے ٹیلوں پر تھوڑی
دیر کے لئے ٹھہر جانا ۔

و بذات الشیح عنی إن مرر ـ　ت بحی من عریب الجزع حی

(اور اگر تیرا گزر عرب کے اس قبیلہ پر ہو جو
مقام ذات الشیح میں وادی کے موڑ کے پاس اقامت
گزیں ہے ، تو ان کو میرا سلام پہنچا دینا ۔)

وتلطف واجر ذکری عندهم　علهم أن ینظروا عطفا إلی

Marfat.com

(اور ان سے نرمی اور محبت کے ساتھ پیش آنا اور
میرا ذکر ان سے چھیڑ دینا، شاید اس طرح ان کی
نظر التفات میری طرف ہوجائے ۔)

قل ترکت الصب فیکم شبحا ما له مما براه الشوق فی

(ان سے کہنا کہ میں تمہارے عاشق کو اس حال میں
چھوڑ آیا ہوں کہ عشق نے اس کو بالکل نحیف
کردیا ہے، یہاں تک کہ اب اس کے جسم کا سایہ
بھی باقی نہیں ہے ۔)

خافیا عن عائد لاح کما لاح فی بردیه بعد النشرطی

(وہ عیادت کرنے والے کو اس طرح نظر آتا ہے
جیسے چادر کو پھیلانے کے بعد اس میں تہوں کے
نشان نظر آتے ہیں ۔)

اب یہاں سے شاعر نے اپنا حال بیان کرنا شروع کردیا،
شوق و وصال، ہجرو فراق اور نالہ و شیون کا ذکر مختلف پیرایوں میں
کیا ہے اور اپنی محرومی، ناکامی اور شکستہ حالی کو ایسے پر سوز
اور دردانگیز لہجے میں بیان کیا ہے کہ پتھر کا دل بھی پانی ہوجائے،
اس سلسلے کے چند اشعار اس طرح ہیں ۔

عجبا فی الحرب أدعیٰ باسلا ولها مستبسلا فی الحب کی

(کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جنگ میں تو مجھے
بہادر کہا جائے اور محبت میں اس کے سامنے میں
بزدل اور بے بس ہوجاؤں ۔)

Marfat.com

هل رأيتم أو سمعتم أسدا صاده لحظ مهاة أو ظبى
(کیا تم نے کبھی ایسا دیکھا یا سنا ہے کہ کسی شیر
کو جنگلی گائے یا ہرنی کی نگاہ نے شکار کرلیا ہو۔)

سهم شهم القوم أشوى وشوى سهم ألحاظكم أحشاى شى
(قوم کے بہادر سردار کا تیر بھی نشانہ خطا کرکے
جسم کے اطراف پر اگتا ہے ، لیکن تمہاری نگاہ کے
تیر نے میرے قلب وجگر کو بھون ڈالا ہے۔)

وضع الآسی بصدری کفه قال مالی حیلة فی ذاالهوی
(طبیب نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا تو کہا کہ اس
محبت کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔)

أی شئ مبرد حرا شوی للشوی حشو حشائی أی شی
(کون سی چیز ہے جو اس حرارت کو کچھ ٹھنڈک
پہنچاسکے جو میرے اندرون میں بھری ہوئی ہے ، اور
جس نے میرے تمام اعضاء کو بالکل بھون ڈالا ہے۔)

ان مثالوں سے اندازہ ہوگا کہ شاعر کیسی سہولت اور خوبی کے ساتھ اس مشکل قافیے سے عہدہ برآ ہوا ہے کہ کہیں پر کوئی تکلف اور تکان محسوس نہیں ہوتا ، اورلطف یہ ہے کہ جن شعری محاسن اور صنائع و بدائع کی رعایت شاعر نے اپنے تمام قصائد میں ملحوظ رکھی ہے ، ان کے التزام میں بھی اس قافیے کے اشکال کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آنے پایا ، بعض اشعار تو صناعی کا معجزہ معلوم ہوتے ہیں :-

أوعدونی أو عدونی وامطلوا حکم دین الحب دین الحب لی

Marfat.com

(تم ھجرو فراق کی دھمکی دو یا وصل کا وعدہ
کرکے ٹال مٹول کرو، میں بہر صورت راضی ہوں،
کیوں کہ محبت کی شریعت میں محبوب کے اپنے قرض
کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا جائز ھے۔)

عتب لم تعتب و سلمیٰ أسلمت وحمیٰ أهل الحمیٰ رؤیة ریٰ¹

(عتب نے میرے غم کو دور نہ کیا اور سلمیٰ نے
مجھے بلاؤں کے سپرد کردیا اور اہل حمیٰ نے مجھے
ریا کی زیارت سے روک دیا۔)

عالوا روحی بأرواح الصبا فبریاها یعود المیت حی

(اے میرے دوستو! میری روح کو باد صبا کے ذریعہ
سے بہلاؤ، کیوں کہ اس کی خوشبو سے مردہ بھی
زندہ ہوجاتا ھے۔)

یاسقی الله عقیقا باللویٰ ورعیٰ ثم فریقا من لوی

(وادی عقیق کو جو رتیلے میدان کے موڑ پر ھے
اللہ سیراب کرے اور وھاں خاندان لوی کی جو
جماعت ھے اسے محفوظ رکھے۔)

خاطب الخطب دع الدعوی فما بالرقی ترقی إلی وصل رقی

(اے امر عظیم کے طالب! زبانی دعوی چھوڑ دے،
کیونکہ محض جھاڑ پھونک اور دعا و تعویذ سے تو وصل
حبیب تک نہیں پہنچ سکتا۔)

---

(۱) عتب، سلمیٰ اور ریا سب مختلف عورتوں کے نام ھیں
جو عربی شاعری میں محبوبہ کی حیثیت سےمعروف ھیں۔

Marfat.com

بیچ بیچ میں کچھ ایسے اشعار بھی ملتے ھیں جن کی ترکیب میں بیحد صفائی و سلاست ہے، چنانچہ ان کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی، جوئے نغمہ خواں، بہتی چلی جارھی ہے، چند اشعار اس قسم کے بھی ملاحظہ ہوں:-

بل أسیئوا فی الهوی أو أحسنوا　کل شئ حسن منکم لدی

(بلکہ راہ محبت میں تم میرے ساتھ برائی کرو یا بھلائی
تمہاری طرف سے جو کچھ بھی ہو وہ میرے نزدیک
بہر حال اچھا ہے-)

ذهب العمر ضیاعا وانقضی　باطلا إن لم أفز منکم بشی

اگر میں تم سے کچھ بھی نہ پا سکا تو اس کے معنی
یہ ہیں کہ میری ساری عمر رائگاں گئی اور بیکار
گذر گئی-)

و إذا ولت تولت مهجتی　أو تجلت صارت الألباب فی

(جب اس نے منہ پھیر لیا تو میری جان نکل گئی اور
جب اس کا جلوہ نظر آیا تو حواس جاتے رہے-)

آه وا شوقی لضاحی وجهها　و ظما قلبی لذیاك اللمی

(ھائے! اس کے رخ روشن کا میں کس قدر مشتاق
ہوں اور میرا دل اس لب گلگوں کا کتنا پیاسا ہے-)

آخر میں اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ بعض اشعار کی ترکیب میں کچھ تعقید پیدا ہو گئی ہے، اور بعض مقامات پر غور کرنے سے قافیہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے محض قافیہ پیمائی کے لئے

Marfat.com

Marfat.com

پانچواں باب

بنیادی موضوعات و خیالات

بنیادی مضامین

قصیدۂ تائیہ کبری اور خمریہ کے علاوہ شیخ کے تمام قصائد میں مضمون و موضوع کے اعتبار سے بڑی حد تک یک رنگی و یکسانیت پائی جاتی ہے ، تنوع اور رنگینی صرف انداز بیان کی حد تک محدود ہے ، چنانچہ دو ہی تین قصائد سے تمام مضامین کا احاطہ کیا جاسکتا ہے ، خاص خاص مضامین اور اہم اجزاء یہ ہیں :

ساربان سے خطاب اور اس کے ذریعہ محبوب تک ابلاغ سلام و پیام ، ہجر میں اپنی زبوں حالی و ناتوانی کا اظہار ، ناصح کی نصیحت اور لائم کی ملامت کا بیان ، عشق کے شدید جذبات و کیفیات کا ذکر محبوب کے حسن و جمال کی تعریف و توصیف . ایام و صال کی یاد ، مقامات وصل کا تذکرہ اور ان کے لئے دعاء ۔

یہ مضامین قصائد میں اس طرح آئے ہیں کہ ان میں باہم کوئی گہرا ربط نہیں معلوم ہوتا ، چند قصیدوں کے مطالعہ کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر کے ذہن میں ان کی ترتیب کچھ اس طرح ہوتی ہے کہ پہلے وہ کسی تقریب سے اپنے محبوب کو یاد کرتا ہے ، کبھی باد نسیم کی روانی اور کبھی بجلی کی چمک یہ تقریب مہیا کر دیتی ہے ' اور شاعر کا دل چاہتا ہے کہ وہ کسی عنوان سے اپنے حال زار کی خبر اپنے محبوب تک پہنچادے ، اس کے لئے وہ عموماً ساربان کو خطاب

Marfat.com

کرتا ہے اور اس کے سفر کی عکاسی مختلف مراحل و منازل کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس طرح کرتا ہے گویا خود شریک سفر ہے اور جیسے جیسے دیار حبیب قریب آتا جاتا ہے شاعر کے دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی جاتی ہے، اور وہ ساربان سے درخواست کرتا ہے کہ آستانۂ حبیب پر پہنچ کر نہایت ادب کے ساتھ اس کا سلام شوق پہنچا دے اور عاشق کا جو حال زار اس نے دیکھا ہے اسے بھی نرمی و عاجزی کے ساتھ ترحم انگیز الفاظ میں بیان کردے، اس موقع پر شاعر بڑے درد انگیز لہجے میں اپنی شکستہ حالی اور ہجرو فراق کی جانگداز کیفیتوں کی تصویر کھینچتا ہے، پھر ناصح کی نصیحت و ملامت کا تذکرہ چھیڑ دیتا ہے، اس سے وہ اپنے محبوب کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہجر میں اس کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ احباب اس کو الفت و محبت پر ملامت اور اس کے ترک کی نصیحتیں کرتے ہیں، اس کے باوجود اس کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آتی، وہ اپنے عہد پر بدستور قائم اور وفاداری پر ثابت قدم ہے، اور اس کو اپنے محبوب سے پوری توقع ہے کہ وہ بالآخر اس کی خبر لے گا اور نظر التفات سے اس کو نوازے گا۔ اب شاعر محبوب کے حسن و جمال اور اس کی دلکش اداؤں کی توصیف اور اپنے کمال عشق کا اظہار اور کبھی کبھی اس پر فخر بھی کرتا جاتا ہے، گویا بالواسطہ وہ اپنے ناصحین کو جتانا چاہتا ہے کہ وہ اس پیکر جمال کا دلدادہ ہے جس کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد ہوش و حواس کا پتہ نہیں ملتا۔ اور جس کے حسن و جمال کے آگے جان و دل کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس لئے نصیحت و ملامت

Marfat.com

کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا، اس کے بعد ایام وصال کو حسرت بھرے الفاظ میں یاد کرتا ہے، اور جن مقدس مقامات پر اس کو یہ مبارک لمحات نصیب ہوئے تھے ان کا ذکر کرتا ہے، پھر آخر میں ان کے لئے دعائیہ کلمات استعمال کر کے خاموش ہو جاتا ہے -

یہی اصل خاکہ ہے جس میں شاعر نے مختلف قصیدوں میں مختلف طریقوں سے رنگ بھرا ہے، کہیں پر ایک رنگ زیادہ شوخ ہوجاتا ہے اور کہیں دوسرا رنگ، بعض قصائد میں یہ سب اجزاء ملتے ہیں، بعض میں کچھ کم، کسی قصیدہ میں یہی ترتیب رہتی ہے اور کسی میں تھوڑا سا فرق ہو جاتا ہے، کبھی ان مضامین کی تفصیل بڑھ جانے سے قصیدہ طویل ہو جاتا ہے، اور کبھی حذف یا اختصار کی وجہ سے چھوٹا رہ جاتا ہے، لیکن تمام قصائد کے بنیادی اجزاء تقریباً یہی ہیں -

اس موقع پر ایک چھوٹا سا قصیدہ مکمل پیش کیا جاتا ہے جو مختصر ہونے کے باوجود اکثر بنیادی مضامین پر مشتمل ہے، اس سے اندازہ ہوگا کہ شیخ کس طرح ان مضامین کو اپنے کلام میں جگہ دیتے ہیں :

أومیض برق بالأبیرق لاحا　　أم فی ربی نجد أری مصباحا

(کیا یہ بجلی کی چمک ہے جو اس پتھریلی زمین پر
نمایاں ہے یا نجد کے ٹیلوں پر میں کوئی چراغ
دیکھ رہا ہوں)

أم تلك لیلی العامریة أسفرت　　لیلا فصیرت المساء صباحا

(نہیں نہیں، یہ تو قبیلہ بنو عامر کی لیلی ہے جس نے

Marfat.com

رات میں اپنے رخ روشن سے پردہ ہٹا کر شام کو
صبح بنا دیا ہے ۔)

یاراکب الوجناء وقیت الردیٰ إن جبت حزنا أو طویت بطاحا
و سلکت نعمان الأراك فعج إلی واد هناك عهدته فیاحا

(اے ناقہ سوار، خدا تجھے ہلاکت سے محفوظ رکھے
اگر تو سخت زمین کو قطع کرے یا نرم سنگریلی
وادی کو طے کرے ۔

اور وادی نعمان میں پہنچے جہاں پیلو کے درخت ہیں
تو اس وادی کی طرف بھی تھوڑا سا مڑ جانا جس
کو میں نے کسی زمانہ میں بہت وسیع اور کشادہ
پایا تھا ۔)

فبأیمن العلمین من شرقیه عرج و أم أرینه الفواحا

(پھر اس کے مشرق میں جو دو پہاڑ ہیں ان کے دائیں
جانب قیام کرنا اور مقام ارین کا قصد کرنا جس
سے ہر طرف خوشبو اڑتی رہتی ہے)

وإذا وصلت إلی ثنیات اللویٰ فانشد فؤادا بالأبیطح طاحا

(اور جب تو رتیلے موڑ کی گھاٹیوں کے پاس پہنچے
تو اس دل کو بھی تلاش کرنا جو وہیں کہیں سنگریلی
وادی میں ہلاک ہو گیا ہے ۔)

و اقر السلام أهیله عنی و قل غادرته اجنابکم ملتاحا

(اور وہاں کے لوگوں کو میری طرف سے سلام پہنچا

Marfat.com

دینا اور کہنا کہ میں اس کو اس حال میں چھوڑ آیا
ہوں کہ وہ تمہاری بارگاہ کے دیدار کا پیاسا ہے)

یا ساکنی نجد أمامن رحمة لأسیر إلف لا یرید سراحا
(اے ساکنان نجد ، کیا تم کو اس اسیر محبت پر کچھ
رحم نہیں آتا جو اپنی اس قید سے رھائی کا طالب
نہیں ہے -)

ھلا بعثتم للمشوق تحیة فی طی صافیة الریاح رواحا
(تم نے شام کے وقت صاف ھواؤں کی لہروں میں
اس مشتاق کو سلام کیوں نہیں بھیجا -)

یحیا بها من کان یحسب هجرکم مزحا ویعتقد المزاح مزاحا
(اسی سلام کی آرزو میں وہ زندہ ہے جو تمہاری
جدائی کو پہلے مذاق سمجھتا تھا ، اور اس مذاق کو
عارضی جانتا تھا)

یا عاذل المشتاق جهلا بالذی یلقی ملیا لابلغت نجاحا
(عاشق کے حالات سے بےخبر ہونے کی وجہ سے
اس کو ملامت کرنے والے ، خدا کرے تجھے کامیابی
حاصل نہ ہو)

أتعبت نفسك فی نصیحة من یری أن لا یری الإ قبال و الإ فلاحا
(تو نے ایسے شخص کو نصیحت کرنے کی بیکار زحمت
اٹھائی جس کو یقین ہو چکا ہے کہ اب وہ کبھی
خوشحالی اور کامرانی کا منہ نہ دیکھے گا -)

Marfat.com

أقصر عدمتك و اطرح من أثخنت   أحشـاءه النجل العيون جراحا

(خدا کرے تو نیست و نابود ہو جائے ، ٹھر جا اور اس
سے الگ ہو جا جس کے دل کو بڑی بڑی خوبصورت
آنکھوں والیوں نے بری طرح زخمی کر ڈالا ہے)

كنت الصديق قبيل نصحك مغرما   أرأيت صبـا يألف النصاحا

(نصیحت کرنے سے پہلے تو گہرا دوست تھـا ، اب تو
ہی بتـا کیـا تونے کسی عاشق کو دیکھـا ہے کہ وہ
ناصحوں سے دوستی رکھتا ہو -)

إن رمت إصلاحی فإنی لم أرد   لفسـاد قلبی فی الهوی إصلاحا

(اگر اس نصیحت کے ذریعہ تو میری اصلاح کرنی
چـاہتـا ہے تو یہ تیری غلط فہمی ہے کیونکہ محبت
میں دل کو برباد کرنے کے بعد میں نے کبھی اس کی
أصلاح کا قصد ہی نہیں کیا -)

ماذا يريد العاذلون بعذل من   لبس الخلاعة و استراح و راحا

(آخر یہ ملامت کرنے والے ایسے شخص کو ملامت
کرکے چاہتے کیا ہیں جس نے بے حجابی کا لباس
پہن لیا ہے ، یعنی اب اس کو محبت کے معاملہ میں
کسی بات کا لحاظ نہیں رہ گیا ہے اور وہ جس حال
میں ہے اسی میں خوش و خرم ہے -)

ياأهل ودی هل لراجی وصلكم   طمع فينعم باله استرواحا

(اے میرے دوستو ، کیا تمہارے وصال کے امیدوار

Marfat.com

کے لئے بھی کوئی گنجائش ہے کہ اس کا دل
راحت و مسرت سے شاد کام ہوسکے ۔)

مذ غبتم عن ناظری بی أنة ملأت نواحی أرض مصر نواحا

(جب سے تم میری نگاہوں سے اوجھل ہوئے ہو،
میرے دل سے ایسی آہ نکلتی ہے جس نے سر زمین
مصر کے گوشہ گوشہ کو نالہ و شیون سے بھر
دیا ہے ۔)

وإذا ذکرتکم أمیل کأننی من طیب ذکرکم سقیت الراحا

(جب میں تم کو یاد کرتا ہوں تو خوشی سے جھومنے
لگتا ہوں گویا تمہاری یاد شراب ہے جو مجھے
پلادی گئی ہے ۔)

وإذا دعیت إلی تناسی عهدکم ألفیت أحشائی بذاك شحاحا

(اور جب مجھ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ میں تم
کو بھول جانے کی کوشش کروں تو میں اپنے دل
کو اس کے لئے آمادہ نہیں پاتا ۔)

سقیا لأیام مضت مع جیرة کانت لیالینا بهم أفراحا

(ان ایام کو اللہ سیراب کرے جو ایسے ہمسایوں کے
ساتھ گزرے ہیں جن کی بدولت ہماری راتیں مسرت
سے معمور تہیں ۔)

حیث الحمی وطنی وسکان الغضا سکنی و وردی الماء فیه مباحا

(جہاں چراگاہ میرا وطن اور غضا کے رہنے والے

Marfat.com

میرا سکون تھے اور وہاں کے چشمے میری سیرابی کے
لیئے ہر وقت کھلے ہوئے تھے ۔)

و أهيله أربى وظل نخيله طربى و رملة واديه مراحا

(اس چراگاہ کے لوگ ہی میرے مطلوب و مقصود ہیں ،
اس کے درختوں کا سایہ میری مسرت ہے ۔ اور اس
کی دونوں وادیوں کے رتیلے میدان میرے لئے راحت
کدہ ہیں ۔)

واها على ذاك الزمان وطيبه أيام كنت من اللغوب مراحا

(افسوس اس زمانہ پر اور اس کی مسرتوں پر جب کہ
میں ہرقسم کے تعب و تکان سے راحت میں تھا ۔)

قسما بمكة والمقام و من أتى البيت الحرام ملبياً سياحا

(قسم ہے مکہ اور مقام ابراہیم کی اور اس کی جو
بیت اللہ میں لبیک کہتا ہوا حج و زیارت کے لئے آئے ۔)

ما رنحت ريح الصبا شيح الربى إلا وأهدت منكم أرواحا

(جب بھی باد صبا ٹیلوں کے پودوں کو حرکت دیتی ہے
وہ تمہاری جانب سے روحوں اور جانوں کا تحفہ مجھے
پیش کرتی ہے ۔)

اس قصیدہ میں اکثر بنیادی مضامین ایک خاص ترتیب اور
اختصار کے ساتھ آگئے ہیں ،

ان میں سے بعض مضامین بڑی کثرت کے ساتھ شیخ کے کلام

Marfat.com

میں ملتے ہیں۔ اس لیے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مضامین کی کچھ تفصیل پیش کر دی جائے تاکہ یہ اندازہ ہو کہ ایک ہی مضمون کو شیخ نے کس کس طرح مختلف پیرایوں میں ادا کیا ہے :-

ناصح کا تصور۔

عشق و محبت کی راہ میں ناصح کی نصیحت و ملامت اور اس کے اسباب و نتائج عربی، فارسی اور اردو شاعری کا مشترک موضوع ہیں اس کا اظہار مختلف پیرایوں میں ملتا ہے :-

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

منع گریہ نہ کر تو اے ناصح
اس میں بے اختیار ہیں ہم بھی

دل کے الجھاؤ کو کیا تجھ سے کہوں اے ناصح
تو کسی زلف کے پھندے میں گرفتار نہیں

کرو منع ناصح کو ہم سے نہ بولے
کہاں کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے

پوچھنا حال یار ہے منظور
ہم نے ناصح کا مدعا جانا

عشق حقیقی ہو یا مجازی دونوں کی کیفیتیں بڑی حد تک یکساں ہوتی ہیں، دونوں میں قلبی تاثرات و واردات تقریباً ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ اس لئے صوفی شعراء کے یہاں بھی ناصح کا ذکر ملتا ہے۔ عام غزل گو شعراء کے یہاں جو کام ناصح انجام دیتا ہے اس کو ایک

Marfat.com
Marfat.com

صوفی و سالک کے یہاں اس کی دماغی و منطقی صلاحیت پورا کرتی ہے اس کی عقل اس کے سامنے راہ سلوک کے مشکلات و خطرات کو پیش کرکے اور اس کے دل میں طرح طرح کے شبہات و وساوس پیدا کرکے اس کی ہمت کو پست اور اس کو راہ سلوک سے باز رکھنے کی کوشش کرتی ہے، دوسری طرف نفسانی خواہشات روحانیت سے دور کرکے مادیت کی طرف کھینچتی اور نفس پرستی کی دعوت دیتی ہیں۔ اس لئے صوفی شعراء کے یہاں بھی ناصح، عاذل اور واشی وغیرہ عام روایتی شخصیتوں کا ذکر ملتا ہے، جن کے پردے میں وہ مختلف قسم کے روحانی مطالب و معانی کا اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ صوفیہ کی آزادہ روی و قلندری پر عموماً علماء اعتراض کرتے ہیں، جس کا جواب وہ کھل کر صاف صاف نہیں دینا چاہتے، اس لئے انہیں روایتی و شعری شخصیتوں کی آڑ میں وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔

۱۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معشوق کی طویل بے رخی اور مسلسل بے التفاتی کو دیکھ کر عاشق کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں، اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ غالباً اس کا محبوب کسی حریف کی چغلی سے متاثر ہوگیا ہے اس کا اظہار شیخ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

أنیٰ هجرت لهجر واش بی کمن فی لومه لؤم حکاه فهاذا

(اے دوست، نمام کی باتوں میں آکر تونے مجھے کیوں
چھوڑ دیا، اس کا حال تو لانم ہی جیسا ہے جو اپنی
کم ظرفی کی وجہ سے مجھے ملامت کرتا رہتا ہے۔
اسی طرح نمام نے بھی محض هذیان سرائی کی ہے۔)

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد شاعر کہتا ہے کہ دراصل لائم کی ملامت اس کے عقلی ضعف کی بنا پر ہے، اس لئے اس کی بات قابل التفات نہیں -

وعلی فیك من اعتدیٰ فی حجرہ   فقد اغتدیٰ فی حجرہ ملاذا

(اور جس نے تیری محبت سے مجھے منع کیا اور اس طرح مجھ پر زیادتی کی در حقیقت اس کی عقل میں خامی اور کوتاہی ہے -)

پھر اپنے استقلال اور استقامت کو اس پرزور انداز میں بیان کرتا ہے :-

غیرالسلو تجدہ عندی لائمی   عمن حویٰ حسن‌الوریٰ استحواذا

(اے ملامت گر، میں تیری ہر بات مان سکتا ہوں لیکن اس کو کسی طرح نہیں بھلا سکتا جو کائنات کے تمام مظاہر حسن و جمال کا جامع پیکر ہے -)

۲ - عشق میں ایک کیفیت یہ بھی ہوتی ہے کہ عاشق کو برابر اس بات کا اندیشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کا محبوب یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس کے عشق میں کچھ خامی ہے، اس لئے وہ اپنے عشق کی صداقت و پختگی کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتا رہتا ہے۔ اور یقین دلاتا ہے کہ اس کا عشق اس قدر پختہ ہے کہ وہ کسی ملامت کرنے والے کا اثر نہیں لیتا - شیخ نے اس خیال کو اس طرح ادا کیا ہے :-

رجع اللاحی علیکم آئسا   من رشادی و کذاك العشق غی

(تمہارے بارے میں ملامت کرنے والا مجھے ہدایت دینے کے لئے آیا تھا لیکن اسے مایوس و ناکام واپس

Marfat.com
Marfat.com

ہونا پڑا ؛ اور عشق ایک ایسی ہی گمراہی ہے جس
کے بعد ہدایت ممکن نہیں ہے ۔)

اس کے بعد متعدد اشعار میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے :۔

أبعينيه عمی عنکم کما صمم عن عذاله فی أذنی

(کیا ملامت گر کی آنکھیں اندھی ہیں کہ وہ تمہارے حسن
و جمال کو نہیں دیکھتا ، جس طرح میرے کان بہرے
ہیں کہ میں اس کی ملامت کو نہیں سنتا یعنی اگر وہ
جمال یار کو دیکھ لیتا تو ہرگز مجھے ملامت نہ کرتا ۔)

أو لم ینه النهیٰ عن عذاله زاویا وجه قبول النصح زی

(کیا اس کی عقل نے ایسے شخص کو ملامت کرنے
سے نہیں روکا جو نصیحت سے نفرت کرتا ہے ۔ یعنی
ایسے شخص کو ملامت کرنے سے کچھ حاصل نہیں
ہوتا اس لئے عقل کا تقاضا یہی ہے کہ اسے ملامت
نہ کی جائے ۔)

ظل یهدی لی هدی فی زعمه ضل کم یهذی ولاأصغی لغی

(وہ بزعم خود مجھے ہدایت کرتا رہا ہے حالانکہ
وہ خود گمراہ ہے اور خدا کرے ہمیشہ گمراہ رہے ،
وہ کس قدر فضول گوئی کرتا ہے حالانکہ میں گمراہی
کی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتا ۔)

و لما یعذل عن لمیاء طو............ع هوی فی العذل أعصی من عصی

(گندم گوں لبوں والی محبوبہ کے بارے میں وہ اس شخص

Marfat.com
Marfat.com

کو کیوں ملامت کرتا ہے جو اس کی محبت کا غلام
اور اس کا دیوانہ ہے اور نصیحت و ملامت کے معاملہ
میں قبیلہ عصیہ سے بھی زیادہ نافرمان واقع ہوا ہے۔)

لومه صباً ادی الحجر صبا بکم دل علی حجر صبی

(جو شخص بیت اللہ کے پاس تمہارے عشق میں مبتلا
ہوا ہے اس کو ملامت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ
ملامتگر کی عقل بچوں کی سی ہے اور وہ ضعیف العقل
ہے اس لئے کہ کوئی عقلمند اس شخص کو ملامت
نہیں کرسکتا جس نے بیت اللہ جیسے مقدس مقام میں
کوئی معاہدہ کیا ہو کیونکہ وہ اپنے عہد سے کبھی
پلٹ نہیں سکتا۔)

۳۔ ناصح کی ملامت کو برابر سنتے سنتے عاشق کو یہ خیال بھی آتا ہے کہ ملامت کرنے والے عشق کی لذت سے ناواقف ہیں ورنہ اتنی ملامت نہ کرتے۔ شیخ نے اس خیال کو اس طرح پیش کیا ہے:-

یا لائما لامنی فی حبهم سفها کف الملام فلو أحببت لم تلم

(اے ملامت گر جو نادانی کی وجہ سے اس کی محبت
کے بارے میں مجھے ملامت کر رہا ہے اس ملامت
سے باز آجا، کیونکہ تو محبت کے تقاضوں سے واقف
نہیں ہے، اگر تو نے محبت کی ہوتی اور اس کی حقیقت
سے آشنا ہوتا تو کبھی ملامت نہ کرتا۔)

ایک اور مقام پر شیخ نے اسی خیال کو بڑے دلچسپ انداز میں اس طرح پیش کیا ہے:-

Marfat.com
Marfat.com

قل للمعذول أطلت لومی طامعـا　　أن الملام عن الهوی مستوقفی
دع عنك تعنیفی و ذق طعم الهویٰ　　فإذا عشقت فبعد ذلك عنفی

(ملامتگر سے کہدو کہ اس امید میں تو بہت زیادہ
ملامت کر چکا کہ تیری ملامت مجھے محبت سے روک دیگی ۔
اب ملامت چھوڑ دے اور عشق کا مزا چکھ لے ۔ جب
عشق کی لذت سے تو آشنا ہو جائے تو اس کے بعد
ملامت کرلینا ۔)

۴ ۔ اسی طرح عاشق کے ذہن میں کبھی یہ خیال آتا ہے کہ ناصح نے اس پیکر جمال کو دیکھا ہی نہیں ، اگر وہ اسے ایک نظر بھی دیکھ لیتا تو عاشق کو معذور سمجھتا اور ملامت نہ کرتا ، شیخ نے اس کا اظہار اس طرح کیا ہے :۔

و فی قطعی اللاحی علیك ولات ...... حین فیك جدال کان وجهك حجتی

(اے محبوبہ ، تیری محبت کے بارے میں مجھے ملامتگر
سے بحث و مباحثہ کی فرصت نہیں ہے ، میں اس
معاملہ میں اس سے کوئی قیل و قال نہیں کرنا چاہتا ۔
میرے لئے تیرا رخ روشن ہی حجت قاطع ہے کہ
اگر وہ تجھے ایک نظر دیکھ لے تو ملامت کرنی
بھول جائے ۔)

شاعر کو اس امر پر اس درجہ وثوق ہے کہ عالم تخیل میں اس کو محبوب پر ملامتگر کی فریفتگی کا پورا یقین ہوگیا ہے ، جس

Marfat.com
Marfat.com

کا اظہار اس نے اس شعر میں کیا ہے :-

فأصبح لی من بعد ما کان عاذلاً　　به عاذرا بل صار من أهل نجدتی

(تیرا جلوہ دیکھ لینے کے بعد اب ملامت گر خود
میری طرف سے معذرت کرنے والا بن گیا حالانکہ
پہلے وہ مجھے ملامت کیا کرتا تھا۔ صرف یہی نہیں
کہ اس نے مجھے معذور سمجھ کر ملامت چھوڑ دی
بلکہ وہ میرا مددگار اور غمگسار بن گیا۔)

۵ ۔ نصیحت و ملامت عموماً عشاق پر گراں گزرتی ہے اور وہ ناصحین سے بیزار رہتے ہیں، لیکن بعض وقت کسی خاص کیفیت میں اس ملامت میں بھی ان کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں محبوب کا ذکر بار بار آتا ہے، فارسی کا ایک شاعر کہتا ہے :-

مقصود ما شنیدن نام تو بودہ است　　گاہے ز ناصح ار سخنے گوش کردہ ام

اس طرح نصیحت کے اندر بھی ایک خوشگوار پہلو عشاق کے لئے نکل آتا ہے اور کبھی کبھی وہ نصیحت سے محظوظ بھی ہوتے ہیں اور ناصح سے اس کا مطالبہ کرتے ہیں، شیخ نے ایک قصیدہ کی ابتدا ہی اسی سے کی ہے :-

أدر ذکر من أهویٰ ولو بملامی　　فإنّ أحادیث الحبیب مدامی

لیشهد سمعی من أحب . إن نأیٰ　　بطیف ملام لا بطیف منام

(اے ناصح، محبوب کا ذکر چھیڑ دے، اگرچہ وہ
میری ملامت ہی کے ضمن میں ہو کیونکہ ذکر حبیب
میرے لئے بمنزلہ شراب کے ہے۔ تاکہ میرے کان
محبوب کی زیارت کرلیں اگرچہ وہ مجھ سے دور ہے

Marfat.com
Marfat.com

اور یہ زیارت تیری ملامت کی تخئیل میں ہوگی نہ
کہ خواب کی تصویر میں۔ مطلب یہ ہے کہ تیری
ملامت کے وقت جب میں محبوب کا ذکر سنتا ہوں تو
اس کی تصویر میرے سامنے اس طرح آجاتی ہے
جیسے خواب میں کچھ نظر آئے۔)

فلی ذکرها یحلو علی کل صیغة و إن مزجوه عذلی بخصام

(مجھے اس کا صاف ذکر ہر صورت میں مرغوب ہے
اگرچہ میری ملامت کرنے والے اس میں ملامت و مخاصمت
کی آمیزش کردیں۔)

كأنّ عذولی بالوصال مبشری و إن کنت لم أطمع برد سلام

(ملامت گر گویا مجھے وصال کا مژدہ سنا دیتا ہے
حالانکہ مجھے اس کی بھی توقع نہیں کہ محبوب کی
طرف سے کبھی میرے سلام کا جواب بھی ملے گا۔)
اسی خیال کی بنا پر شاعر کبھی ملامت گر سے اس قدر
خوش ہوتا ہے کہ اس کو دعائیں دینے لگتا ہے، شیخ فرماتے ہیں:

وحیا محیا عاذل لی لم یزل یکرر من ذکری أحادیث ذی الخال

(میرے ملامت گر کو اللہ زندہ و سلامت رکھے۔
وہ اس محبوب کا ذکر بار بار کیا کرتا ہے جو
خال والا ہے)

ناصح و لائم کی طرح نمام کی چغلی میں بھی عاشق کے لئے ایک

Marfat.com
Marfat.com

منفعت کا پہلو نکل آتا ہے کہ اس ذریعہ سے اس کا محبوب اس کے حالات سے با خبر ہو جاتا ہے ، اس طرح نمام گویا عاشق کی طرف سے قاصد کا کام انجام دیتا ہے - اس لئے کبھی نمام کا فعل بھی اس تصور کے تحت پسندیدہ ہو جاتا ہے ، چنانچہ فرماتے ہیں :

فأرتاح للواشين بيني و بينها لتعلم ما ألقى و ما عندها جهل
وأصبو إلى العذال حبا لذكرها كأنهم ما بيننا في الهوى رسل
فإن حدثوا عنها فكلي مسامع و كلي إن حدثتهم ألسن تتلو

(میرے اور محبوبہ کے درمیان جو لوگ چغلی کھاتے ہیں میں ان سے بہت خوش ہوتا ہوں ، کیونکہ اس طرح میرے مصائب و حالات کی خبراس کو ہو جاتی ہے ، حالانکہ وہ نادان بھی نہیں ہے -

میں ملامت کرنے والوں کا اس لئے مشتاق رہتا ہوں کہ وہ ملامت کے درمیان اس کا ذکر کرتے ہیں اور مجھے اس کے ذکر سے محبت ہے ، اس لئے ملامت کرنے والے گویا ہمارے درمیان قاصد اور پیامبر ہیں -

جب وہ اس کا ذکر کرتے ہیں تو میرا ہر موئے بدن کان بن جاتا ہے جس سے میں اس کا ذکر سنتا ہوں اور جب میں ان سے اس کا ذکر کرتا ہوں تو ہر موئے بدن زبان بن جاتا ہے جس سے میں اس کے محاسن بیان کرتا ہوں)

Marfat.com
Marfat.com

ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں :

و لقد أقول اللائمی فی حبه لما رآه بعید وصلی هاجری

(جب ملامت گر دیکھتا ہے کہ وصال کے بعد جلد
ہی میرے محبوب نے مجھے چھوڑ دیا ہے تو وہ مجھے
ملامت کرنے لگتا ہے، اس وقت میں اس سے کہتا ہوں)

عنی إلیك فلی حشا لم یثنها هجر الحدیث و لا حدیث الهاجر

(تو میرے پاس سے ہٹ جا، تیری فضول گوئی میرے
دل کو اس کی طرف سے پھیر نہیں سکتی اور نہ محبوب
کی بے وفائی کا تذکرہ ہی اس کو باز رکھ سکتا ہے)

لکن وجدتك من طریق نافعی و بلذع عذلی لوأطعتك ضائری

(لیکن ایک لحاظ سے تو میرے لئے مفید ہے حالانکہ
اپنی آتش ملامت کی وجہ سے تو میرے لئے
مضرت رساں ہے اگر میں تیری اطاعت کروں)

أحسنت لی من حیث لاتدری وإن کنت المسیٔ فأنت أعدل جائر

(تو نادانستہ طور پر میرے ساتھ بھلائی کر جاتا ہے،
حالانکہ تو برائی کرنے والا ہے پس تو عادل‌ترین
ظالم ہے)

یدنی الحبیب و إن تنائت داره طیف الملام لطرف سمعی الساهر

(تیری ملامت محبوب کو میرے کانوں کی بیدار آنکھوں
سے قریب کر دیتی ہے حالانکہ وہ مجھ سے دور
ہوتا ہے)

Marfat.com
Marfat.com

فکأنّ عذلك عیس من أحبتہ قدمت علیّ و کان سمعی ناظری

(پس تیری ملامت گویا محبوب کی ناقہ ہے جو میرے
پاس آگئی ہے اور میرے کان گویا میری آنکھیں ہیں
جو اسے دیکھ رہی ہیں -)

أتعبت نفسك و استرحت بذکرہ حتی حسبتك فی الصبابۃ عاذری

(تونے ملامت کی زحمت اٹھائی اور میں نے ذکر
حبیب سے راحت و لذت پائی یہاں تک کہ میں نے خیال
کیا کہ تو ملامت گر نہیں ہے بلکہ میرا
عذرخواہ ہے)

ف عجب لھاج مادح عذالہ فی حبہ بلسان شاك شاکر

(اس عاشق کا حال بھی کس قدر عجیب ہے جو اپنے
ملامتگروں کی ھجو بھی کرتا ہے اور مدح بھی،
اور ان کا شاکی بھی ہے اور شاکر بھی -)

مقامات مقدسہ کی یاد

جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا جا چکا ہے شیخ کے کلام کا معتدبہ حصہ مقامات مقدسہ کے ذکر سے معمور ہے، انھوں نے تقریباً پندرہ سال کا زمانہ حجاز میں گذارا تھا اور یہی زمانہ ان کی زندگی کا بہترین دور تھا، پھر اگرچہ وہ حجاز سے مصر واپس چلے آئے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا دل حجاز ھی میں رہ گیا تھا اور آخر تک وھیں رھا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

فی قریٰ مصر جسمہ والأ صیحا .... ب شآما و القلب فی أجیاد

Marfat.com
Marfat.com

(اس عاشق کا جسم مصر میں، اس کے احباب شام
میں اور قلب اجیاد[1] میں ہے ۔)

شیخ کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی شاعری کی غرض و غایت صرف حجاز اور اہل حجاز کی یاد تھی، چنانچہ اکثر قصائد کی تان یہیں آکر ٹوٹتی ہے اور تمام مضامین و خیالات اسی کے گرد گھومتے ہیں، کبھی ان مقامات سے اپنی دوری پر اظہار افسوس کرتے ہیں اور کبھی اپنی محرومی و ناکامی پر آنسو بہاتے ہیں، کبھی ان کی قسم کھا کر اپنی محبت کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور کبھی زیارت کے اشتیاق سے بیتاب ہو جاتے ہیں، کبھی ان سے رحم و کرم کی درخواست کرتے ہیں اور کبھی ان کو دعائیں دینے لگتے ہیں، ذیل کی مثالوں سے اندازہ ہوگا کہ اس مضمون کو انہوں نے کس کس طرح پیش کیا ہے :

یا رعی اللہ یومنا بالمصلیٰ حیث ندعیٰ إلی سبیل الرشاد

(اللہ ان دنوں کی حفاظت فرمائے جو ہم نے مصلیٰ[2]
میں گذارے تھے جبکہ ہم کو راہ ہدایت کی دعوت
دی جاتی تھی ۔)

و قباب الرکاب بین العلیمین سراعا للمأزمین غوادی

(اور جب کہ حجاج دونوں پہاڑیوں کے درمیان اونٹوں

---

۱ اجیاد : مکہ میں ایک مقام کا نام ہے ۔
۲ مصلیٰ : مکہ میں ایک مقام ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

پر سوار تیزی سے دونوں تنگ گھاٹیوں کی طرف
جاتے تھے ۔)

و سقیٰ جمعنا بجمع ملشا و لیلات الخیف صوب عہاد
(اور ابر باراں مزدلفہ میں اور خیف کی راتوں میں
ہمارے اجتماع کو اپنی بارش سے سیراب کرے ۔)

من تمنی مالا و حسن مآل فمنائی منی و أقصیٰ مرادی
(جو شخص مال اور حسن انجام کی تمنا کرتا
ہے وہ کرے ، میری تمنا تو منیٰ ہے اور وہی میرا
غایت مطلوب ہے ۔)

یا أہیل الحجاز إن حکم الدہر . . . ببین قضاء حتم إرادی
(اے حجاز کے رہنے والو ، اگر زمانہ نے ارادۂ الٰہیہ کے
قطعی فیصلہ کی وجہ سے جدائی کا حکم دے دیا ہے ۔)

فغرامی القدیم فیکم غرامی و ودادی کما عہدتم ودادی
(تو بھی تمہارے ساتھ میرا قدیم عشق بدستور ہے اور
میری محبت جیسا کہ تم کو معلوم ہے ویسی ہی اب
بھی باقی ہے ۔)

قد سکنتم من الفؤاد سویدا . . . ء و من مقلتی سواء السواد
(تم میرے سویدائے قلب میں مقیم ہو حالانکہ میری
آنکھوں کے سواد سے دور ہو ۔)

یا سمیری روح بمکة روحی شادیا إن رغبت فی إسعادی
(اے میرے ساتھی ۔ اگر تو میری کچھ مدد کرنی

Marfat.com
Marfat.com

چاهتا هے تو خوش الحانی کے ساتھ مکہ مکرمہ کا ذکر
سنا کر میری روح کو تسکین دے ۔)

فذراها سربی و طیبی ثراها و سبیل المسیل وردی وزادی
(کیونکہ مکہ کی سرزمین میرا وطن اور اس کی مٹی میری
خوشبو هے اور اس کی نہر میرا چشمہ اور میرا توشہ هے ۔)

کان فیها أنسی و معراج قدسی و مقامی المقام و الفتح باد
(مکہ هی میں مجھے انس حاصل هوا اور وهیں بارگاہ
قدس کی اعلی منزل میں حضوری نصیب هوئی جبکہ
میرا قیام مقام ابراهیم میں تھا اور فیضان ربانی کا دروازہ
پورا کشادہ تھا ۔)

نقلتنی عنها الحظوظ فجذت وارداتی و لم‌تدم أورادی
(قسمت نے وهاں سے مجھے منتقل کردیا تو واردات
الهیہ مجھ سے منقطع هوگئے اور میرے اوراد قائم نہ رهے۔)

آه او یسمح الزمان بعود فعسیٰ أن تعود لی أعیادی
(افسوس ! کاش زمانہ مجھے مکہ واپس جانے کی اجازت
دے دیتا تو عنقریب میری مسرتیں لوٹ آتیں ۔)

قسما بالحطیم و الرکن و الأستار و المروتین مسعی العباد
(قسم هے حطیم ، رکن اور غلاف کعبہ کی اور صفا و مروہ
کی ۔ جہاں اللہ کے بندے سعی کرتے هیں ۔)

Marfat.com
Marfat.com

وظلال الجناب والحجر والمیـــــــــــزاب و المستجاب للقصـاد

(اور قسم ہے ٹیلوں کے سائے کی اور حجر اور میزاب
کی اور اس مقام کی جہاں زائرین کی دعائیں قبول
کی جاتی ہیں ۔)

ماشممت البشام إلاّ وأهدیٰ لفؤادی تحیة من سعـاد

(میں نے جب بھی بشام[1] کی خوشبو سونگھی اس نے
محبوب کا سلام میرے دل کو پہنچا دیا ۔)

ایک دوسرے قصیدے میں اس طرح فرماتے ہیں : ۔

یا ساکنی البطحاء هل من عودة أحیـا بهـا یا ساکنی البطحـاء

(اے وادی بطحا کے رہنے والو ، کیا وہ زمانہ پھر
واپس آئے گا جس سے مجھے حیات تازہ نصیب ہوگی)

إن ینقضی صبری فلیس بمنقض وجدی القدیم بکم و لا برحانی

(اگر میرا صبر ختم ہو جائے تو بھی میرا شوق اور
غم جو مدت سے تمہارے ساتھ وابستہ ہے کبھی ختم
نہ ہوگا ۔)

و لئن جفا الوسمی ماحل تربکم فمدامعی تربی علی الأنواء

(اور اگر بارش تمہاری قحط زدہ سرزمین پر ظلم
کرے تو میرے آنسو بارش سے کہیں زیادہ ہیں ۔)

واحسرتی ضاع الزمان و لم أفز منکم أهیل مودتی بلقـاء

(ہائے افسوس ! زمانہ بیکار گزر گیا اور اے دوستو ،
میں تمہاری ملاقات سے مشرف نہ ہو سکا ۔)

---

۱ ۔ بشام ایک خوشبودار درخت ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

و متی یؤمل راحة من عمره یومان یوم قلی و یوم تنائی

(اور وہ شخص آرام و راحت کی کیسے امید کرسکتا
ہے جس کی عمر دو دنوں کے اندر محصور ہے ،
ایک دن دوستوں کے نفرت و اعراض کا اور دوسرا
اپنی دوری کا۔)

و حیاتکم یا أهل مکة و هی لی قسم لقد کلفت بکم أحشائی

(اے اهل مکہ ، تمہاری زندگی کی قسم ، اور یہی
میری قسم ہے ، بےشک میرا دل تمہاری محبت میں
مبتلا ہے ۔)

حبیکم فی الناس أضحیٰ مذهبی و هواکم دینی و عقد ولائی

(لوگوں کے درمیان تمہارا عشق ہی میرا مذهب ہے
اور تمہاری محبت اور دوستی میرا دین ہے ۔)

قصیدۂ تائیہ صغریٰ کی ابتدا شیخ نے باد صبا کے ذکر سے کی ہے اور یہ وہی باد صبا ہے جو حجاز سے ان کے پاس آتی ہے اور ان کو اہل حجاز کی یاد دلاتی ہے جس کے نشہ میں وہ سرشار ہیں :۔

نعم بالصبا قلبی صبا لأحبتی فیا حبذا ذاك الشذا حین هبت

(ہاں ، باد صبا نے میرے دل میں احباب کے شوق
کو تازہ کردیا ، پس کیا کہنا ہے اس خوشبو کا جب
کہ وہ چلتی ہے ۔)

Marfat.com
Marfat.com

سرت فأسرت للفؤاد غدية   أحاديث جيران العذيب فسرت

(وہ رات میں چلی اور صبح کو دل کے لئے عذیب[1]
کے پڑوسیوں کا پیغام بھی چپکے سے لائی، تو اس
نے دل کو مسرور کردیا۔)

مہینمة بالروض لدن رداؤھا   بھا مرض من شأنہ برء علتی

(وہ باغوں میں نغمہ سرائی کرتی ہے، اس کی چادر
بہت رقیق اور نرم ہے اور اس کو ایسا مرض ہے
جس سے میرے مرض کو شفا حاصل ہوتی ہے یعنی
اس میں ایسی لطافت ہے جس سے میرے شوق کو
تسکین ہوتی ہے۔)

لھا بأعیشاب الحجاز تحرش   بہ لا بخمر دون صحبی سکرتی

(وہ حجاز کے سرسبز و شاداب پودوں کے درمیان
داخل ہوتی ہے، پھر انؑ سے پر کیف ہوکر میرے
پاس آتی ہے، پس میرا نشہ اسی کی وجہ سے ہے نہ
کہ شراب کی وجہ سے، اور یہ بات میرے ساتھیوں
سے بالاتر ہے یعنی وہ اس کے ادراک سے
قاصر ہیں۔)

تذکرنی العھد القدیم لأنھا   حدیثة عھد من أھیل مودتی

(وہ مجھے عہد قدیم کی یاد دلاتی ہے کیونکہ وہ میرے
احباب کے پاس سے تازہ بتازہ آتی ہے۔)

قصیدۂ عینیہ میں شروع سے آخر تک استفہامیہ اسلوب میں

---

١ ۔ عذیب ایک چشمہ کا نام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

مقامات مقدسہ ھی کا ذکر ھے اور اس اسلوب کی وجہ سے اس میں عجیب خوبی پیدا ھوگئی ھے ، آخر کے چند اشعار ملاحظہ ھوں :۔

و ھل أم بیت اللہ یا أم مالك عریب لھم عندی جمیعا صنائع

(اے ام مالک ، کیا ان عربوں نے بیت اللہ کا قصد
کیا ھے جن کے میرے اوپر بڑے احسانات ھیں ۔)

و ھل نزل الرکب العراقی معرفا وھل شرعت نحوالخیام شرائع

(اور کیا عراقی قافلہ میدان عرفات میں اترا ھے اور
کیا خیموں تک جانے والے راستے صاف ھیں ۔)

و ھل رقصت بالمأزمین قلائص وھل للقباب البیض فیھا تدافع

(اور کیا دونوں تنگ وادیوں میں اونٹنیاں تیزی سے
چلی جارھی ھیں اور کیا سفید ھودجوں کا وھاں بہت
زیادہ ھجوم ھے ۔)

و ھل لی بجمع الشمل فی جمع مسعد وھل اللیالی الخیف بالعمر بائع

(اور کیا مزدلفہ میں کوئی میرا مددگار ھے جو پریشانی
کو دور کرکے مجھے دلجمعی عطا کردے اور کیا
خیف کی راتوں کا میری ساری عمر کے عوض کوئی
بیچنے والا ھے ۔)

و ھل سلمت سلمیٰ علی الحجر الذی بہ العھد و التفت علیہ الأصابع

(اور کیا سلمیٰ نے حجر اسود کو سلام کیا ھے

Marfat.com
Marfat.com

جس میں عہدنامہ[1] ہے اور کیا اس کی انگلیوں نے
اسے مس کیا ہے۔)

وهل رضعت من ثدی زمزم رضعة فلا حرمت یوما علیها المراضع

(اور کیا اس نے زمزم کے پستان سے دودھ پیا ہے پس
اب کبھی دودھ پلانے والیوں سے وہ محروم نہ ہو۔)

لعل أصیحابی بمکة یبردوا بذکر سلیمی ما تجن الأضالع

(امید ہے کہ مکہ کے میرے ساتھی سلیمی کے ذکر
سے اس آگ کو ٹھنڈی کردیں گے جو میرے سینہ
میں چھپی ہوئی ہے۔)

و عل اللییلات التی قد تصرمت تعود لنا یوما فیظفر طامع

و یفرح محزون و یحیا متیم و یأنس مشتاق و یلتذ سامع

(کاش وہ راتیں جو گزر چکی ہیں پھر لوٹ آئیں تو
امیدوار کامیاب ہوجائے، غمزدہ خوش ہوجائے، عاشق
کو زندگی مل جائے، مشتاق کو انس نصیب ہو اور
سامع کو لذت حاصل ہو۔)

ساربان سے خطاب

یہ مضمون عموماً قصائد کے ابتدائی حصے میں ملتا ہے، اس کے ذیل میں شاعر سفر کی منزلوں اور راستے کے مختلف مقامات، وادیوں، درختوں اور ٹیلوں کا ذکر اس خوش اسلوبی سے پیش کرتا ہے

۱ ۔ اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں منقول ہے کہ روز ازل میں جب اللہ تعالی نے اولاد آدم سے عہد لیا تھا تو اس عہدنامہ کو حجراسود میں رکھ دیا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

کہ پورے سفر کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، ماضی کے کسی واقعے کی یاد میں گرد و پیش کی اشیاء اور ماحول کا جو اثر ہوتا ہے وہ اہل ذوق سے مخفی نہیں ہے، ایک قصیدہ کے چند اشعار اس طرح ہیں :—

یا راکب الوجناء بلغت المنیٰ   عج بالحمیٰ إن جزت بالجرعاء
متیمما تلعات وادی ضارج   متیامنا عن قاعة الوعساء

(اے ناقہ سوار، خدا تیری آرزوئیں برلائے، مقام ضارج کی وادی کے ٹیلوں کا قصد کرتے ہوئے اور مقام وعساء کے پست اور ہموار میدان کو دائیں جانب لیتے ہوئے اگر تیرا گذر اس پتھریلی زمین پر ہو تو وہاں سبزہ زار میں تھوڑی دیر ٹھہر جانا۔)

وإذا أتیت أثیل سلع فالنقا   فالرقمتین فلعلع فشظاء
فکذا عن العلمین من شرقیه   مل عادلا للحلة الفیحاء

(اور جب تو کوہ سلع کے پاس جھاؤ کے چھوٹے پودوں تک پہنچے، پھر مقام نقا سے گذر کر دونوں باغوں پر پھر اس سے آگے بڑھ کر لعلع کے چشمہ اور کوہ شظاء پر پھر اسی طرح اس کے بعد شظاء کے مشرق میں دونوں پہاڑوں پر پہنچے تو وہاں کی وسیع منزل کی طرف بھی مڑ جانا۔)

واقر السلام عریب ذیاک اللویٰ   عن مغرم دنف کئیب نائی

(اور اس رتیلے موڑ کے پاس جو میرے عرب احباب

Marfat.com
Marfat.com

ہیں ان کو اس عاشق کی طرف سے سلام پہنچا دینا
جو مریض، غمزدہ اور ہجرزدہ ہے ۔)

اس مضمون کے ذیل میں کبھی کبھی اونٹوں کی خوش روی، نرم رفتاری، شوق‌سفر اور ان کی دیگر کیفیات و حالات کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ قصیدۂ دالیہ کا آغاز اسی ذکر سے ہوتا ہے :—

خفف السیر و اتئد یا حادی إنما أنت سائق بفؤادی

(اے حدی خواں، ذرا دھیرے دھیرے چل اور میرے
حال پر رحم کر، کیونکہ تو اپنے ساتھ میرے دل کو
بھی لئے جا رہا ہے ۔)

ما تری العیس بین سوق و شوق لربیع الربوع غرثی صوادی

(کیا تو دیکھتا نہیں کہ بھورے رنگ کی اونٹنیاں
کس ذوق و شوق کے ساتھ چل رہی ہیں، کیونکہ وہ
بھی دیار حبیب کی بہار کی مشتاق ہیں ۔)

لم تبقی لها المهامه جسما غیر جلد علی عظام بوادی

(ویران بیابانوں میں طول سفر کی وجہ سے اب ان
کے جسم پر کھال اور ہڈی کے سوا کچھ باقی
نہیں ہے ۔)

و تحفت أخفافها فهی تمشی من وجاها فی مثل جمر الرماد

(چلتے چلتے ان کے تلوے کنکریوں کی وجہ سے

Marfat.com
Marfat.com

زخمی ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے اب گویا وہ
چنگاریوں پر چل رہے ہیں ۔)

و براھا الونی فحل براھا خلھا ترتوی ثماد الوماد
(سفر کی مشقت نے ان کو بہت لاغر کردیا ہے ،
لہذا ان کی نکیل کھول دے اور نشیبی زمینوں میں جو
تھوڑا سا پانی ہے اس میں سے ان کو کچھ پی
لینے دے ۔)

شفھا الوجد إن عدمت رواھا فاسقھا الوخد من جفار المھاد
(فرط غم نے ان کو بہت کمزور کردیا ہے ، پس اگر
ان کو پلانے کے لئے تجھے پانی نہ ملے تو ھموار زمین
میں چلا کر ان کو راحت دے ۔)

و استبقہا و استبقھا فھی مما تترامیٰ بہ إلی خیر واد
(ان کو نرمی سے آگے بڑھا اور ھلاکت سے بچا
کیونکہ تو ان کو بہترین وادی کی طرف لئے جا
رھا ہے ۔)

عمرك الله إن مررت بوادی ینبع فالدھنا فبدر غادی
(اللہ تجھے عمر دراز عطا کرے ، اگر تو صبح کو
ینبع کی سرسبز وادی سے گزرے ، اس کے بعد مقام
دھنا پھر مقام بدر پر پہنچے ۔)

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد اسی طرح متعدد اشعار میں راستے کے مختلف مقامات کا ذکر بڑے تسلسل کے ساتھ ملتا ہے ، پھر اس مضمون کا سلسلہ اس طرح ختم ہوتا ہے -

و بلغت الخیام فابلغ سلامی　عن حفاظ عریب ذاك النادی

و تلطف و اذکر اهم بعض مابی　من غرام ما إن له من نفاد

(اور جب ان خیموں تک تو پہنچے تو پوری توجہ کے ساتھ اس مجلس کے عزیز عربوں کو میرا سلام پہنچا دینا- اور نرمی اور ادب کے ساتھ ان سے پیش آنا ، پھر میرے عشق کا ان سے کچھ تذکرہ کر دینا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے -

تکرار معانی و محاورات

چونکہ اکثر قصائد کے بنیادی مضامین تقریباً مشترک ہیں اس لئے شیخ کے کلام میں بعض مخصوص معانی کا اکثر تکرار ہوگیا ہے ، غالباً یہ معانی شیخ کو بہت پسند تھے اسی لئے وہ ان کو بار بار مختلف الفاظ میں بیان کرتے تھے ، مثال کے طور پر یہ معنی متعدد قصیدوں میں آیا ہے کہ شدائد عشق کی وجہ سے عاشق اس قدر کمزور اور ضعیف ہوگیا ہے کہ دیکھنے والوں کو نظر نہیں آتا :-

کأنی هلال الشك اولا تأوهی　خفیت فلم تهد العیون لرؤیتی

(میں مانند هلال شک کے ہوں ، اگر میری آہیں نہ ہوتیں تو میں اس قدر مخفی ہوتا کہ آنکھیں مجھے نہ دیکھ سکتیں -)

Marfat.com
Marfat.com

تحکم فی جسمی النحول فلو أتی لقبضی رسول ضل فی موضع خال[1]

(میرا جسم اس قدر لاغر ہوگیا ہے کہ اگر فرشتۂ موت میری روح قبض کرنے کیلئے آئے تو وہ بھی خالی مکان میں بھٹک جائے ۔)

خفیت ضنی حتی لقد ضل عائدی وکیف تری العواد من لا له ظل

(میں بیماری عشق سے اس قدر نحیف ہوگیا ہوں کہ میرا عیادت کرنے والا بھی بھٹک جاے اور مجھے نہ دیکھ سکے اور اس شخص کو عیادت کرنے والے کیسے دیکھ سکتے ہیں جس کا کوئی سایہ بھی نہ ہو ۔)

خافیا عن عائد لاح کما لاح فی بردیه بعد النشرطی

(وہ عیادت کرنے والے سے مخفی ہوگیا ہے اور ایسا نظر آتا ہے جیسے چادر کو پھیلانے کے بعد اس میں تہوں کے نشان نظر آتے ہیں ۔)

اسی طرح یہ خیال بھی غالباً شیخ کے ذہن پر اکثر طاری رہتا تھا کہ معشوق نے دل تو لے لیا ہے اور باقی سب چھوڑ دیا ہے ، ان

---

۱ ایک فارسی کے شاعر نے اس کو کس خوبی سے ادا کیا ہے :-

تنم از ضعف چناں شد کہ اجل جست و نیافت
نالہ ہر چند خبرداد کہ در پیرہن است

Marfat.com
Marfat.com

کی تمنا تھی کہ جب دل لیا تھا تو سب کچھ لے لیا ہوتا، چنانچہ متعدد قصائد میں اس کا ذکر ملتا ھے :-

أخذتم فؤادي وهو بعضی فماالذی یضرکم لو کان عندکم الکل

(تم نے میرا دل لے لیا اور وہ میری ذات کا ایک جزء تھا، اگر یہ کل تمہارے ھی پاس رھتا تو اس میں تمہارا کیا نقصان تھا-)

أخذتم فؤادي وهو بعضی فماالذی یضرکم أو تتبعوه بجملتی

(تم نے میرا دل لے لیا اور وہ میری ذات کا ایک جزء تھا، اگر اس کے بعد تم نے کل لے لیا ھوتا تو اس میں تمہارا کیا نقصان تھا-)

یا سائرا بالقلب غدر اکیف لم تتبعه ما غادرته من سائری

(اے میرے دل کو دھوکے سے لے جانے والے، جو کچھ تو باقی چھوڑ گیا ھے اس کو لینے کے لئے پھر کیوں نہیں آیا-)

و خذ بقية ما أبقيت من رمق لا خير فی الحب إن أبقی علی المهج

(جو تھوڑی سی جان تونے باقی چھوڑدی ھے اسے بھی لے لے، کیونکہ ایسی محبت میں کوئی خیر نہیں ھے جس میں تھوڑی جان بھی باقی رہ جائے-)

بعض مخصوص محاورات کا استعمال بھی شیخ کے کلام میں بار بار ملتا ھے، مثال کے طور پر «الصبر عنه» اور «الصبر علیه» کا محاورہ متعدد قصیدوں میں استعمال ھوا ھے، الصبر عنه کے معنی

Marfat.com
Marfat.com

ہیں کسی چیز سے صبر کرلینا یعنی اس کو بھول جانا اور اس کا پیچھا چھوڑ دینا ، اور الصبر علیہ کے معنی ہیں کسی چیز پر صبر کرنا یعنی اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اس کے لئے ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کرنا ، ظاہر ہے کہ عاشق کو پہلی صورت نا پسند ہوتی ہے اور دوسری پسند ، شیخ فرماتے ہیں :۔

جامحا إن سیم صبرا عنکم و علیکم جانحا لم یتأی

(اگر عاشق سے کہا جائے کہ وہ تم سے صبر کرلے تو وہ کسی طرح منظور نہ کرے اور اگر تم پر صبر کرنے کو کہا جائے تو فوراً آمادہ ہو جائے اور ذرا بھی توقف نہ کرے ۔)

والصبر صبر عنهم و علیهم عندی أراه إذاً أذاً أزازا

(ان سے صبر کرنا ایسا تلخ ہے جیسے حنظل کا کھانا اور ان پر صبر کرنے میں اگرچہ اذیت ہے لیکن میں اسے ازاز پھل کی طرح شیریں سمجھتا ہوں ۔

وصبری صبر عنکم و علیکم أری أبدا عندی مرارته تحلو

(تم سے صبر کرنا گویا حنظل کا کھانا ہے ، لیکن تم پر صبر کرنے کی تلخی کو میں شربں سمجھتا ہوں ۔)

فصبری أراه تحت قدری علیکم مطاقا و عنکم فاعذروا فوق قدرتی

تم پر صبر کرنا تو میری طاقت و قدرت کے اندر ہے ۔ لیکن جہاں تک تم سے صبر کرنے کا معاملہ ہے تو

Marfat.com
Marfat.com

چھٹا باب

صوفیانہ افکار و نظریات

تصوف

تصوف کا مقصد معرفت الہیٰ ہے جسے صوفیہ ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ قلب کے راستہ سے حاصل کرتے ہیں، حکما اور فلاسفہ اللہ کی معرفت حواس اور عقل و قیاس کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن صوفیہ حواس کو اس مقصد کی تحصیل میں سد راہ سمجھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک معرفت الہیٰ اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جبکہ حواس اور محسوسات کے تمام پردے قلب کے اوپر سے ہٹا دئے جائیں۔

معرفت کی ان دونوں قسموں کا فرق امام غزالی نے اس طرح واضح کیا ہے کہ جس دل میں حواس کے ذریعہ علم آتا ہے اس کی مثال اس حوض کی ہے جس میں باہر سے ہر طرح کا پانی جمع ہو جاتا ہے لیکن جس قلب میں خود اندر سے معرفت پیدا ہوتی ہے وہ اس حوض کے مانند ہوتا ہے جس کی تہ میں کوئی چشمہ ہو اور اس سے صاف و شیریں پانی برابر نکل رہا ہو[1] ۔

شیخ ابن الفارض نے بھی ایک موقع پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے انھوں نے اپنے علم و عرفان کا سرچشمہ قلب کو قرار دیتے ہوئے عقلی و قیاسی علم کو سراب کہا ہے چنانچہ وصول الی اللہ کی

---

۱ ۔ دیکھئے الاحیاء ، مصر ۱۳۵۲ھ ج : ۳ ، ص : ۱۷

Marfat.com

کیفیت بیان کرنے کے بعد سالک کو مخاطب کرکے اس طرح فرماتے ھیں -

منحتك علماً إن ترد کشفه فرد سبیلی و اشرع فی اتباع شریعتی
فمنبع صدی من شراب نقیعه لدی فدعنی من سراب بقیعة[1]

(میں نے تیرے سامنے ایک ایسا علم پیش کیا ھے جس کا مکمل ادراک اگر تو چاھتا ھے تو میرے راستہ پر چل اور میری شریعت کی اتباع شروع کردے -
کیونکہ میری وادی کا صاف پانی ایسے چشمہ سے ابل رھا ھے جو میرے ھی پاس ھے - پس مجھے ریگستانی سراب کی ضرورت نہیں ھے -)

غرض حکما عقلی دلائل اور منطقی قیاسات کے ذریعہ علم کا اکتساب کرکے اسے قلب کے اندر پہنچاتے ھیں اور صوفیہ عقل و حواس کے دروازوں کو بند کرکے خود قلب کی تطہیر کرتے ھیں اور اسی کی گہرائیوں میں فکر کرتے ھیں تب اس کے اندر ھی علم و عرفان کا سرچشمہ پھوٹ پڑتا ھے اسی کو وہ کشف ، الہام اور مشاھدہ وغیرہ الفاظ سے تعبیر کرتے ھیں - اور اس کے لئے ان کو بڑے سخت مجاھدات سے گزرنا پڑتا ھے -

مقامات

صوفیانہ زندگی کی ابتداء در حقیقت ایک روحانی سفر سے ھوتی ھے اور جو اس راستہ میں قدم رکھتا ھے وہ سالک یعنی مسافر کہلاتا ھے -

---

۱ قصیدہ نظم السلوک ، اشعار ۲۸۶ - ۲۸۷

Marfat.com

اس سفر کی آخری منزل وصول الی اللہ یا فنافی اللہ ہے جہاں تک پہنچنے کے لئے سالک کو بہت سے دشوارگزار مراحل طے کرنے پڑتے ہیں جن کو تصوف کی اصطلاح میں مقامات کہا جاتا ہے اور یہ مقامات محض عشق حقیقی اور طلب صادق ہی کی قوت سے طے کئے جا سکتے ہیں، سب سے پہلے توبہ کا مقام ہوتا ہے اس کے بعد ورع، زھد، فقر، صبر، توکل، اور رضا و تسلیم کے مقامات آتے ہیں۔ سالک جب ایک مقام میں رسوخ حاصل کرلیتا ہے تو دوسرے مقام کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہوا جب آخری مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا قلب پاک و صاف ہوکر معارف غیبیہ اور انوار الہیہ کے قبول کرنے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔

احوال

اس روحانی سفر کو طے کرنے کے دوران سالک کو طرح طرح کے وساوس و خطرات سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے اور مختلف قسم کی کیفیات اس پر طاری ہوتی رہتی ہیں۔ جن کو احوال کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے نفس کے مراقبہ و محاسبہ کے حالات پیش آتے ہیں۔ اس کے بعد قرب، محبت، خوف، رجاء، شوق، انس، اطمینان، مشاھدہ، اور یقین کے احوال وارد ہوتے ہیں۔ یہ احوال محض وھبی ہوتے ہیں۔ سالک اپنی کوشش سے نہ ان کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ دفع کر سکتا ہے ان کا ورود و صدور خود بخود ہوتا ہے۔

ان احوال کی کیفیت مختلف صوفیہ مختلف طور پر محسوس کرتے ہیں مثلاً قرب الہی کے حال میں بعض صوفیہ اللہ کی عظمت و

Marfat.com

ہیبت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان پر خوف و حیا کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور بعض کو اس حال میں اللہ کے لطف و کرم کا ادراک ہوتا ہے تو وہ شوق و محبت کی کیفیت محسوس کرتے ہیں -

وجد و طرب

غرض اس سخت ریاضت سے گزرنے کے بعد صوفی کے جملہ حواس ذات احدیت کی طرف پورے طور پر متوجہ ہوجاتے ہیں، اس کے باطن میں ایک نیا شعور بیدار ہوجاتا ہے اور اس وقت اس پر ایک سرور کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے جس کے مختلف درجات ہوتے ہیں ان کو وجد، سکر استغراق، جذب اور غیبت وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے -

فنا فی اللہ

اس کے بعد فنا کا مقام آتا ہے جہاں صوفی کے تمام حواس معطل ہوجاتے ہیں اور اس کو ماسوی اللہ کا کچھ بھی احساس نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس حال میں اگر اس کے جسم کے اندر کوئی تیر پیوست ہوجائے اور اسے کھینچ کر نکال لیا جائے تو اس کا بھی اسے احساس نہ ہوگا -

فناء الفناء

اس کے بعد وہ درجہ آتا ہے جہاں خود فنا بھی فنا ہو جاتا ہے اور صوفی کو یہ شعور بھی نہیں رہتا کہ وہ کسی چیز کا احساس نہیں کررہا ہے - یہی سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے -

Marfat.com

بقاء باللہ

جب صوفی اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو انسان فنا ہو جاتا ہے اور صرف اللہ ہی باقی رہتا ہے ۔ اب خالق و مخلوق ، عارف و معروف ، شاہد و مشہود اور عابد و معبود کا فرق ختم ہو جاتا ہے اور سوائے اللہ کے کوئی چیز موجود نہیں ہوتی[1] ۔

صوفیانہ خیالات کی نوعیت

صوفیانہ زندگی اور اس کے احوال و مقامات کا ذکر تصوف کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ملتا ہے ، لیکن ان کے بیان میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے ، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تمام صوفیہ پر ایک ہی قسم کے احوال طاری نہیں ہوتے بلکہ مختلف صوفیہ کو مختلف قسم کے احوال پیش آتے ہیں ، اس کے علاوہ ایک ہی حال کا ورود بھی مختلف صوفیہ کے قلوب پر مختلف صورت میں ہوتا ہے ۔ اور ان کے احوال و کیفیات کے درجات و مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں ۔ اس لئے ان کے بیان کا اسلوب بھی یکساں نہیں ہوتا اور ان کے الفاظ میں اختلاف ناگزیر ہے ۔ اس طرح ان امور کا سمجھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ان کی الگ الگ تشریح کرتا ہے ۔ اس سلسلہ میں خود شیخ ابن الفارض کے یہ اشعار قابل ملاحظہ ہیں :

تخالفت الأقوال فينا تباينا   برجم ظنون بيننا ما لها أصل ،

---

۱ احوال و مقامات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :۔ اللمع للسراج، مصر ۱۹۶۰ء ـ ص : ۴۰۹ـ۴۵۲ ـ الرسالة القشيرية ، قاهره ۱۹۶۶ ، ص : ۱۸۸ و ما بعد ۔

Marfat.com

فشنع قوم بالوصال و لم تصل   و أرجف بالسلوان قوم ولم أسل؛
فما صدق التشنيع عنها لشقوتی   و قد کذبت عنی الأراجیف و النقل،[1]

(همارے متعلق لوگوں کے عجیب عجیب اور متضاد خیالات هیں جو محض ظن و گمان پر مبنی هیں اور ان کی کوئی اصلیت نہیں -

کچھ لوگ وصال کی تہمت لگاتے هیں حالانکہ اس کا وصل مجھے حاصل نہیں هے - اور کچھ ترک اُلفت کا الزام لگاتے هیں ، حالانکہ میں نے یہ بھی نہیں کیا -)
وصال کا اتہام تو میری بدنصیبی کی وجہ سے صحیح نہیں هے اور ترک محبت وغیرہ کی جو باتیں کی جاتی هیں وہ سر تا سر غلط اور بے سروپا هیں-

حقیقت یہ هے کہ تصوف کے احوال و کیفیات سمجھنے اور سمجھانے کی چیز نہیں هیں ، کیونکہ ان کو عقل و قیاس اور استدلال سے کوئی تعلق نہیں هے - بلکہ یہ محض ذوقی اور وجدانی هیں - صوفیہ پر جو کیفیات گزرتی اور جو واردات طاری هوتی هیں ، اور ان کیفیات میں جو کچھ وہ مشاهدہ کرتے هیں وہ خود ان کے اظہار پر پوری قدرت نہیں رکھتے تو دوسرے کس طرح ان کو پورے طور پر سمجھ سکتے هیں ، جیسا کہ خود شیخ ابن الفارض نے اس طرف اشارہ کیا هے کہ وہ اپنے قلبی احوال کا بیان پوری طرح زبان سے نہیں کرسکتے-

---

۱ دیوان ، ص : ۷۸—۷۹

Marfat.com

فرماتے ہیں : ۔

وما ذا عسی یلقی جنان وما بہ یفوہ لسان بین وحی وصیغة[1]

(دل سے وحی و الہام کے ذریعہ اور زبان سے الفاظ
کے ذریعہ جو کچھ اظہار ہو سکتا ہے وہ بہت
کم ہے ۔)

ایک دوسرے موقع پر اظہار شوق کے ضمن میں
فرماتے ہیں :۔

و عنوان شأنی ما أبثك بعضه وما تحته إظهاره فوق قدرتی
و امسك عجزا عن امور کثیرة بنطقی لن تحصی ولو قلت قلت[2]

(جو کچھ میں تم سے بیان کر رہا ہوں وہ میرے
حال کا صرف ایک جز ہے ۔ اور جو کچھ اس
کے نیچے ہے اس کا اظہار میری طاقت سے
باہر ہے ۔

بہت سے امور ایسے ہیں جو الفاظ میں ادا نہیں کئے
جاسکتے ، اس لئے میں ان کے بیان سے عاجز ہوں ۔
اور اگر ان کو کسی طرح بیان بھی کروں تو وہ بہت
ہی قلیل ہونگے ۔)

شیخ کے صوفیانہ خیالات

شیخ ابن الفارض کے صوفیانہ خیالات کو سمجھنا اور ان کے

---

۱ قصیدہ نظم السلوک ، شعر ۴۸۹ ۔
۲ ایضاً شعر ۳۴ ۔ ۳۵ ۔

Marfat.com

الفاظ سے کوئی قطعی مفہوم نکالنا تو اور بھی مشکل ہے ۔ کیونکہ یہ بیان نثر کے بجائے شعر میں ہے اور شعر بھی ایسا کہ اس میں اس زمانہ کے پر تکلف اسلوب کی پوری رعایت ہے چنانچہ ان کا کلام صنائع و بدائع سے مملو ہے۔ شارحین نے جو کچھ لکھا ہے اس میں خود ان کے ذوق و رجحان کا اثر زیادہ پایا جاتا ہے ۔ اور بعضوں نے تو اس طرح کھینچ تان کر مطلب نکالا ہے کہ ذوق سلیم کے نزدیک حقیقت سے اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں معلوم ہوتا ، اس سلسلہ میں یہ روایت قابل ذکر ہے کہ ایک بار حافظ ابن حجر نے شیخ کے قصیدہ تائیہ کے بعض اشعار کی شرح لکھ کر شیخ مدین کی خدمت میں پیش کی کہ وہ اس پر اپنی اجازت درج فرما دیں ، شیخ مدین نے اسے پڑھا اور یہ شعر لکھ کر حافظ صاحب کو بھیج دیا :-

سارت مشرقة و سرت مغربا ۔ شتان بین مشرق و مغرب

(اس کا رخ مشرق کی سمت ہے اور تیرا رخ مغرب
کی طرف ۔ مشرق کو سفر کرنے والے اور مغرب کو
جانے والے کے درمیان بہت زیادہ بعد ہے ۔)

بعد میں جب شیخ مدین سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مولانا نے اپنی شرح میں ضمیرو مرجع ، مبتدا و خبر ، تجنیس و استعارہ اور لغت و بدیع کی طرف توجہ مبذول کی ہے ؛ اور شاعر کی مراد ان سب سے ماوراء ہے[1] ۔

---

۱ دیکھئے : الیواقیت و الجواہر للشعرانی ، ص : ۱۱ ؛ اور شذرات الذہب ، ج : ۵ ، ص : ۱۵۱

Marfat.com

غرض صوفیانہ کیفیات کو اس وقت تک سمجھا نہیں جا سکتا جب تک کہ خود ان کا لذت آشنا نہ ہو - یہی حال ہر داخلی کیفیت کا ہوتا ہے کہ جو لوگ اس سے متکیف نہیں ہوتے وہ اسے پوری طرح سمجھ نہیں سکتے ، اور جن پر یہ کیفیتیں طاری ہوتی ہیں وہ ان کو پوری طرح بیان نہیں کر سکتے ، ایسی صورت میں کسی صوفی کے خیالات کی تشریح کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂکار نہیں کہ اسی کے الفاظ میں ان کو پیش کردیا جائے - اس لئے شیخ ابن الفارض کے صوفیانہ خیالات کو بھی ہم اسی طریقہ سے پیش کریں گے -

شیخ کے صوفیانہ افکار کا عکس یوں تو ان کے تمام قصائد میں جا بجا منتشر طور پر ملتا ہے - لیکن ان کا مشہور و معروف قصیدہ التائیۃ الکبری جو نظم السلوک کے نام سے موسوم ہے ، شروع سے آخر تک صوفیانہ اسرار و معارف پر مشتمل ہے - اس کا مختصر تعارف اس سے قبل کرایا جا چکا ہے ، ۷۶۰ اشعار کا یہ طویل قصیدہ شیخ کا ایک اہم کارنامہ اور عربی صوفیانہ شاعری کا بہترین نمونہ ہے ، ان کے صوفیانہ خیالات کو جاننے کے لئے اس کے بعد کسی اور قصیدہ کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی -

نظم السلوک : -

اس قصیدہ میں شیخ نے پہلے اپنی صوفیانہ زندگی کے ابتدائی تجربات کو بیان کیا ہے جب کہ وہ ریاضت و مجاہدہ کی کٹھن منزلیں طے کر رہے تھے اور عشق الہی کا بے پایاں جذبہ ان کو مختلف وادیوں

Marfat.com

اور گھاٹیوں میں سرگشتہ و سرگرداں لئے لئے پھرتا تھا - ابھی ان کو شرح صدر حاصل نہیں ہوا تھا، اور شاہد حقیقی کے جمال کی کوئی جھلک انھوں نے نہیں دیکھی تھی، شیخ نے اس موقع پر اپنی مصیبتوں اور سختیوں کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ اور بڑے دلگداز لہجہ میں کیا ہے، مگر اس کی بھی وضاحت کردی ہے کہ مصائب و شدائد کا اظہار شکایت کے طور پر نہیں ہے، کیونکہ مصیبتوں کا جھیلنا تو محبت کا لازمی جز ہے، بلکہ اس امید میں اپنے رنج و غم کو بیان کرتے ہیں کہ شاید ان کا محبوب ان کے حال زار پر ترس کھاکر ان پر لطف و کرم فرمائے، شیخ محبوب حقیقی کے لئے مونث کے صیغے لاتے ہیں اور اس کی یاد میں اپنی خستہ حالی، محویت اور بیخودی کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کرتے ہیں - پھر اپنے عشق کے خلوص اور جذبہ کی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان پر کتنی ہی مصیبتیں آئیں وہ محبت کے راستہ پر آخر تک ثابت قدم رہیں گے - محبوب کے لئے انھوں نے سب کو چھوڑ دیا ہے اور اب ان کو کسی کی پرواہ نہیں ہے - ان امور کا بیان ابتدائی ۸۳ اشعار میں پھیلا ہوا ہے - چند متفرق اشعار ملاحظہ ہوں :-

و لو أنّ مابی بالجبال و کان طو ... رسینا بھا قبل التجلی لدکت

(شعر نمبر ۱۱)

(جو بار غم مجھ پر ہے اگر وہ پہاڑوں پر ہوتا اور
ان کے درمیان طور سینا بھی ہوتا تو بھی وہ سب
کے سب تجلی سے قبل ہی ریزہ ریزہ ہو جاتے -)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

فدع عنك دعوى الحب وادع لغيره فؤادك و ادفع عنك غيك بالتى

(نمبر ۱۰۰)

(پس تو محبت کا دعوی چھوڑ دے ، اپنے دل کو کسی
اور کام میں لگا ، اور اپنی گمراھی کو اچھے اعمال کے
ذریعہ سے دور کر ۔)

و جانب جناب الوصل هیهات لم یکن و ها أنت حی إن تکن صادقا مت

(نمبر ۱۰۱)

(بارہ‌گاہ وصل کی طرف سے منہ پھیرلے ، وہ بہت
دور ہے وہاں تک پہچنا ممکن نہیں ہے ۔ اور تو اب
تک زندہ ہے ۔ اگر اپنے دعوے میں سچا ہے تو
تجھے مر جانا چاھئے ۔)

اس کے بعد شاعر کہتا ہے کہ موت ھی تو اس کا مقصود ہے ۔ اور اسی کا وہ طالب ہے ۔ لیکن اس کی جان بھی تو محبوب ھی کے قبضہ میں ہے ۔ اس لئے وہ اسی سے التجا کرتا ہے کہ اس کو قتل کرکے اس کی تمنا پوری کر دے اور اس میں ذرا بھی تاخیر نہ کرے ۔ خواہ اسے اس میں کتنی ھی تکلیف ھو ۔ کیونکہ وہ محبوب کی خاطر اس کی جدائی کے سوا سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہے ۔ اس التجا پر عاشق کی تمنا پوری کر دی جاتی ہے ۔ اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ھو جاتا ہے ۔ اب اسے فنا کا بلند مقام حاصل ھوگیا ۔ اس کا اثر یہ ھوا کہ اس کی محبت خود اسی سے پوشیدہ ھوگئی ۔ اس کی صلاحیتیں ایک دوسرے پر رشک کرنے لگیں

Marfat.com

اور اس کی شخصیت اس قدر محو اور مفقود ہوگئی کہ عبادت میں اسے محسوس ہونے لگا کہ وہ خود ہی اپنا معبود ہے -

اس ذیل میں شیخ فرماتے ہیں کہ جب میں نماز پڑھتا ہوں تو در حقیقت میں اپنے امام کا خود امام ہوتا ہوں - اور ساری خلقت میرے پیچھے ہوتی ہے - میری نگاہ شاہد حقیقی کو میرے سامنے دیکھتی ہے - اور میرا قلب مجھے تمام اماموں کے آگے دیکھتا ہے - اور تمام سمتیں مع اپنی جملہ عبادتوں کے میری طرف متوجہ ہوتی ہیں - اگرچہ میں اپنے معبود و محبوب کے لئے نماز پڑھتا ہوں لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود میرے لئے نماز پڑھ رہا ہے - اس کے بعد کے دو شعر خود شیخ ہی کے الفاظ میں سن لیجئے :-

کلانا مصل واحد ساجد الی حقیقته بالجمع فی کل سجدة

(نمبر ۱۵۳)

وما کان لی صلی سوای و لم تکن صلاتی لغیری فی أدا کل رکعة

(نمبر ۱۵۴)

(ہم دونوں واحد مصلی ہیں اور ہم میں سے ہر ایک اتحاد کی بنا پر سجدہ میں اپنی ہی حقیقت کو سجدہ کرتا ہے -

کسی رکعت کی ادائگی میں میرے سوا کسی نے میری عبادت نہیں کی اور نہ میں نے اپنے سوا کسی اور کی عبادت کی -)

اس کے بعد شیخ نے اس قصیدہ میں عجیب عجیب معانی و مطالب بیان کئے ہیں - کبھی محبت کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں کبھی وصال و اتحاد کے اسرار سے پردہ ہٹاتے ہیں - کبھی سالک

Marfat.com

کو نصیحتیں کرنے لگتے ھیں اور کبھی محبوب حقیقی کی حمد و ثنا میں مشغول ھو جاتے ھیں ۔ ان بیانات کے ضمن میں مختلف قسم کے صوفیانہ مسائل آتے گئے ھیں ۔ جن میں سے بعض کا ذکر تفصیل کے ساتھ کرتے ھیں ۔ اور بعض سے سرسری طور پر گزر جاتے ھیں ۔ اس موقع پر تمام مسائل کا احاطہ ممکن نہیں ھے ۔ صرف چند اھم مسائل کا تجزیہ کیا جاتا ھے ۔

عہد ازل

اکثر صوفیہ نے اپنے کلام میں عہد ازل کا ذکر بڑے ذوق و شوق کے ساتھ کیا ھے اور اس سے طرح طرح کے لطیف معانی پیدا کئے ھیں ۔ شیخ ابن الفارض بھی اسی بادہ سے سرشار ھیں ۔ چنانچہ ان کے یہاں بھی اس کا ذکر کہیں صراحۃ کے ساتھ اور کہیں اشارہ میں اکثر ملتا ھے ۔ یہ مضمون در حقیقت قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ھے :۔

و إذ أخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و أشھدھم علیٰ انفسھم ج ألست بربکم ط قالوا بلیٰ شھدنا ج أن تقولوا یوم القیامة إنا کنا عن ھذا غافلین ۔

(الاعراف ، آیة : ۱۷۲)

(اور جب تیرے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ھی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ھوں ۔ سب نے جواب دیا « کیوں نہیں ، ھم سب اس کا اقرار کرتے ھیں ۔ » تا کہ تم لوگ قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ ھم تو اس سے محض بے خبر تھے ۔)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے تخلیق عالم سے بہت پہلے تمام اولاد آدم کی ارواح کو حاضر کرکے ان سے اپنی الوہیت و ربوبیت کا عہد لیا تھا۔ حضرات صوفیہ اسی عہد کا ذکر کرتے اور فرماتے ہیں کہ وہ اسی وقت دیدار الہی سے مشرف اور بادۂ معرفت سے مخمور ہوئے تھے۔ لیکن جب وہ عالم خلق میں آئے تو اس کی ظلمتوں اور کثافتوں نے اس شراب کی مستی کو زائل کر دیا۔ اسی لئے وہ اس کی آلائشوں سے اپنی ذات کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ پھر وہی خمار ازلی ان کو نصیب ہو جائے۔

شیخ نے متعدد مقامات پر اس کی طرف مختلف انداز میں اشارہ کیا ہے۔ قصیدۂ خمریہ کی تو ابتدا ہی اسی شراب سے کی ہے اور پورے قصیدہ میں اسی کے اوصاف کو رمزیہ اسلوب میں پیش کیا ہے، قصیدہ نظم السلوک میں بھی جا بجا اس کا ذکر ہے، چنانچہ عشق الہی میں اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

و محکم عهد لم یخامره بیننا تخیل نسخ و هو خیر ألیة

(نمبر ٦٧)

(قسم ہے اس عہد محکم کی جس کے نسخ و بطلان کا تصور بھی ہمارے درمیان کبھی نہیں آیا اور وہ بہترین قسم ہے)۔

و أخذك میثاق الولا حیث لم أبن بمظهر لبس النفس فی فیء طینتی

(نمبر ٦٨)

(اور قسم ہے اس عہد محبت کی جو تونے اس وقت لیا تھا جب کہ میں ابھی اس لباس میں ظاہر نہیں

Marfat.com

ہوا تھا جس میں میری روح میری خاک خمیر کے ساتھ
میں ملبوس ہوئی) ۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :۔

منحت ولاها یوم لا یوم قبل أن بدت عند أخذ العہد فی أولیتی

(نمبر ۱۵۶)

(مجھے اس کی محبت اسی دن عطا کردی گئی تھی
جب کہ کوئی دن نہیں تھا ، قبل اس کے کہ میری
ابتدائی حالت میں عہد لینے کے لئے اس کا ظہور ہوا)

فنات ولاها لا بسمع و ناظر و لا باکتساب و اجتلاب جبلہ

(نمبر ۱۵۷)

پس مجھے اس کی محبت نہ سماعت سے حاصل ہوئی ،
نہ بصارت سے ، نہ اکتساب سے اور نہ فطرت کی
کشش سے)

و همت بها فی عالم الأمر حیث لا ظہور و کانت نشوتی قبل نشأتی

(نمبر ۱۵۸)

(میں عالم امر ہی میں اس پر فریفتہ ہو گیا تھا ، جہاں کوئی
وجود نہ تھا اور میرا نشہ میری تخلیق سے پہلے کا ہے) ۔

ایک اور موقع پر اتحاد باللہ کی بڑی نازک اور لطیف کیفیت
بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

و لیس ألست الأمس غیرا لمن غدا و جنحی غدا صبحی و یومی لیلتی

(کل کے عہد ألست کا منظر اس کے لئے غیر نہیں

Marfat.com

ہے جس نے صبح کرلی ، اور میری شام میری صبح
اور میرا دن میری رات ہے ، یعنی میرے لئے زمان
و مکان کے حدود سب ختم ہوگئے ، اور کل کا منظر
آج بھی میرے سامنے اسی طرح ہے)

و سر بلیٰ للہ مرآۃ کشفھا فإثبات معنی الجمع نفی المعیۃ
« اور قالوا بلیٰ » کا راز ایسا ہے کہ اس کے کشف
کا آئینہ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے ، پس اتحاد کے
معنی کا اثبات در حقیقت معیت اور غیریت کی
نفی ہے) -

غرض معرفت الہی کی استعداد روز ازل ہی سے انسان کے ضمیر میں ودیعت کر دی گئی ہے ، اور وہ اسی فطری صلاحیت کے ساتھ اس دنیا میں آیا تھا - لیکن وہ دنیا کی رنگینیوں پر فریفتہ اور دنیوی عیش و عشرت کے سامان سمیٹنے میں اس قدر منہمک ہوگیا کہ ضمیر کی آواز کی طرف دھیان باقی نہیں رہا - اس کی عقل نے اپنے پرفریب دلائل سے اس کو گمراہ کر دیا ہے - نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دنیا کے احوال و اشغال ، ماحول کے خراب اثرات اور خود نفس کے میلانات و خواہشات نے اس فطری صلاحیت کو زائل کردیا ہے - اور اس کا قلب تاریک ہوگیا ہے - اگر کبھی توفیق الہی سے اس کی چشم بصیرت کھلی ، تو اس کو نظر آیا کہ دنیا نے اس کو دھوکہ دیا ، اس کے خواب تو بہت ہی ناپائدار ہیں - اس کے پاس جو دولت و ثروت ہے وہ دوسروں کی بچی کھچی چیزیں ہیں ، جن کو

Marfat.com
Marfat.com

دنیا نے پہلے تو گلے لگایا تھا پھر دھکا دے کر نکال دیا ، اس لئے عنقریب اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔ اور ایک دن اسے بھی اپنا سارا اثاثہ چھوڑ کر یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا ، اب اس کو ہوش آتا ہے تو دنیا سے اس کو نفرت ہو جاتی ہے۔ وہ صرف اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کو دنیا کی ہر خواہش سے خالی کرنے کی کوشش کرتا ہے ، اس کے لئے بڑی بڑی ریاضتیں کرتا ہے تاکہ جس طرح پاک و صاف وہ اس دنیا میں آیا تھا ، اسی طرح اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ جائے اور اس کے دل میں دیدار الہیٰ کے شوق کے سوا اور کوئی تمنا باقی نہ رہے ، اس وقت وہ محبوب حقیقی کی تلاش میں چاروں طرف سرگرداں پھرتا ہے ، طرح طرح کی مشقتیں اٹھاتا ہے اور اسی میں اس کو لذت و راحت حاصل ہوتی ہے ، بالآخر اس کا قلب بیدار ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ایک روشنی نمودار ہو جاتی ہے ، وہ دیکھتا ہے کہ نورالہی کی چمک تو خود اسی کے اندر جلوہ گر ہے ۔ پس وہ جمال حقیقی کا مشاہدہ اپنے قلب ہی کے اندر کرنے لگتا ہے ، اب اس پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ جس کو وہ اتنے عرصے سے باہر تلاش کر رہا تھا۔ وہ خود اسی کے اندر موجود ہے اور روز ازل ہی سے موجود تھا اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

و إنی التی أحببتها لا محالة و کانت لها نفسی علی محیلتی

(نمبر ۱٦۲)

(اور میں ہی لازمی طور پر وہ ہوں جس سے میں

Marfat.com

محبت کرتا تھا ، اور اسی کے لئے میرا نفس مجھے
میری ہی طرف پھیر رہا تھا ۔)

فهامت بها من حيث لم تدر و هي في شهودي بنفس الأمر غير جهولة
(نمبر ١٦٣)

(پس میرا نفس نادانی کی وجہ سے اس کی محبت
میں سرگرداں رہا ، حالانکہ میرے مشاہدہ میں وہ
حقیقت سے بے خبر نہیں تھا ۔)

اس موقع پر خواجہ حافظ کے چند اشعار نقل کرنا نامناسب نہ ہوگا ، جن میں حافظ نے ان ہی حقائق کا اظہار اپنے مخصوص انداز میں کیا ہے :۔

سالہا دل طلب جام جم از ما می کرد
انچه خودء داشت ز بیگانه تمنا می کرد

دیدمش خرم و خنداں قدح بادہ بدست
و اندراں آئینه صد گونه تماشا می کرد

گفتم ایں جام جہاں بیں بتو کے داد حکیم
گفت آں روز که ایں گنبد مینا می کرد

سکر اور صحو :۔

سکر کے معنی بیہوشی اور صحو کے معنی ہوش کے ہیں ' شیخ کے کلام میں یہ دونوں لفظ اکثر ملتے ہیں ۔ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ سلوک میں تین حالتیں پیش آتی ہیں ۔ پہلی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ سالک کو اشیاء کا شعور اسی طرح ہوتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

جس طرح عام لوگوں کو بیداری کی حالت میں ہوتا ہے ، اس کو حالتِ صحو کہا جاتا ہے ، دوسری حالت ایسی ہوتی ہے جس میں ذات باری کے غلبۂ استحضار سے شعور و احساس مفقود ہو جاتا ہے اس کو حالت سکر سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تیسری حالت میں اشیاء کا احساس بھی ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ اتحاد باللہ کی کیفیت بھی باقی رہتی ہے، اس کو صحو ثانی یا صحو الجمع کہتے ہیں، شیخ کے نزدیک یہی تیسری حالت سب سے اعلیٰ و ارفع ہے ، سالک پر عرصہ تک سکر اور صحو اول ہی کی حالتیں یکے بعد دیگرے طاری ہوتی رہتی ہیں ، اور وہ انہیں دونوں حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں رہتا ہے اس کو تلوین کہا جاتا ہے ، اس زمانہ میں وہ سکر کی حالت کو پسند کرتا ہے اور اسی کو سلوک کا اعلیٰ مرتبہ خیال کرتا ہے ، لیکن جب کبھی اس کو صحو الجمع کی حالت پیش آجاتی ہے تو اس وقت اس کو ادارک ہوتا ہے کہ درحقیقت اب اس کو اعلیٰ درجہ نصیب ہوا ہے ور جب یہ حالت قائم ہوجاتی ہے تو اس کو تمکین کہا جاتا ہے ، شیخ کے ساتھ راہ سلوک میں بھی معاملہ پیش آیا تھا جیسا کہ ذیل کے اشعار سے واضح ہوگا :۔

إخال حضيضى الصحو و السكر معرجى إليها و محوى منتهىٰ قاب سدرتى
(نمبر ۲۳۳)

(میں صحو کو اپنی پستی اور سکر کو بلندی خیال کرتا تھا ، اور سمجھتا تھا کہ اپنی ہستی کو محو کر دینا ہی میرا منتہائے مقصود ہے) ۔

Marfat.com
Marfat.com

فلما جلوت الغین عنی اجتلیتنی مفیقا و منی العین بالعین قرت

(نمبر ۲۳۴)

(پھر جب میں نے اپنی نگاھوں سے پردہ ھٹا دیا تو
خود کو شعور و افاقہ کی حالت میں پایا اور میری
آنکھیں حقیقت کے ادراک سے ٹھنڈی تھیں۔)

فلا أین بعد العین و السکر منہ قد أفقت و عین الغین بالصحو أصحت

(نمبر ۴۷۹)

(ادراک حقیقت کے بعد زمان و مکان کے سارے حدود
معدوم ھوگئے، سکر سے مجھے افاقہ ھوگیا اور حقیقت
پر جو پردہ پڑا ھوا تھا وہ صحو سے دور ھوگیا۔)

و ما فاقد بالصحو فی المحو واجد لتلوینہ أھلا لتمکین زلفة

(نمبر ۴۸۴)

(اور جو حالت صحو میں حقیقت کو کھو دیتا ھے
اور صرف حالت سکر ھی میں اس کو پاتا ھے وہ
اپنے تلون حال کی وجہ سے قرب الٰہی کی تمکین کا
اھل نہیں ھوتا۔)

عام طور پر سالک کو جب سکر سے افاقہ ھوتا ھے تو وہ صحو اول ھی کی طرف عود کر جاتا ھے، ایسا شاذ و نادر ھی ھوتا ھے کہ حالتِ سکر کے بعد اس پر صحو ثانی کی حالت طاری ھو، شیخ کا دعویٰ ھے کہ وہ ھر وقت صحو ثانی کے حال میں رھتے ھیں۔

Marfat.com
Marfat.com

غرض ابتدائی مرحلہ میں سالک کو خالق اور مخلوق کے درمیان امتیاز کا شعور ہوتا ہے ' لیکن دوسرے مرحلہ یعنی سکر کی حالت میں یہ امتیاز مٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ تیسری منزل یعنی صحو الجمع کی حالت میں پہنچتا ہے تو خالق و مخلوق کے درمیان امتیاز اور اتحاد دونوں کا شعور ساتھ ساتھ ہوتا ہے ، اس حالت کا بیان شیخ نے اس طرح کیا ہے :۔

وطاح وجودی فی شهودی و بنت عن وجود شهودی ماحیا غیر مثبت
(نمبر ۲۱۲)

(اور میرا وجود میرے شہود میں گم ہو گیا اور پھر
میں اپنے شہود کے وجود سے بھی بےخبر ہوگیا ،
درانحالیکہ میں اسے محو کرنے والا تھا ۔ اس کو باقی
رکھنے والا نہ تھا ۔)

و عانقت ما شاهدت فی محو شاهدی بمشهده للصحو من بعد سکرتی
(نمبر ۲۱۳)

(اور سکر کے بعد جب مجھے صحو حاصل ہوا تو میں
نے اس کو باقی رکھا جس کا مشاہدہ میں نے اس وقت
کیا تھا جب کہ اس کے شہود کی وجہ سے اپنے
وجود کو فنا کردیا تھا۔ یعنی سکر کی حالت کو صحو
کے بعد بھی باقی رکھا ۔)

ففی الصحو بعد المحو لم أك غیرها و ذاتی بذاتی إذ تحلت تجلت
(نمبر ۲۱۴)

Marfat.com
Marfat.com

(پس سکر کے بعد صحو کی حالت میں میں اس کا
غیر نہیں تھا اور جب اس کا جلوہ نمایاں ہوا تو میری
ذات خود اپنی ہی ذات سے مزین ہوگئی۔)

ایک دوسرے موقع پر صحوالجمع کی حالت کا بیان اس طرح کیا ہے:-

تحققت أنا فی الحقیقة واحد و أثبت صحو الجمع محوالتشتت

(نمبر ۵۷۸)

(مجھ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہم درحقیقت
ذات واحد ہیں اور صحو الجمع کی حالت نے افتراق
و امتیاز کے محو کو ثابت کردیا ہے۔)

و کلی لسان ناظر مسمع ید لنطق و إدراك وسمع و بطشة

(نمبر ۵۷۹)

(اور میری ساری ذات بولنے کے لئے زبان، دیکھنے
کے لئے آنکھ، سننے کے لئے کان اور پکڑنے کے
لئے ہاتھ ہے۔)

فعینی ناجت و اللسان مشاهد و ینطق منی السمع والید أصغت

(نمبر ۵۸۰)

(پس میری آنکھ سرگوشی کرتی ہے، زبان دیکھتی
ہے، کان بولتا ہے اور ہاتھ سنتا ہے۔)

انسان کے مختلف اوصاف الگ الگ اعضا سے متعلق ہوتے ہیں لئے اس، وہ ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا جدا معلوم ہوتے

Marfat.com

ہیں ، لیکن روح چونکہ واحد اور مطلق ہے اور اس کے اجزاء نہیں کئے جاسکتے اس لئے تمام صلاحیتیں روح کے اندر ایک دوسرے میں ضم ہوجاتی ہیں، پس ایک صوفی کامل کہ سکتا ہے کہ اس کی جملہ صلاحیتیں اس کے جسم کے ہر ہر ذرے سے اک ساتھ کام کررہی ہیں -

جمع و تفرقہ

جمع کے معنی وصل اور تفرقہ کے معنی جدائی کے ہیں ، اور سلوک میں ان کے مختلف مدارج ہوتے ہیں - ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ حالت فرق میں سالک کو اس کا احساس رہتا ہے کہ اس کے اعمال اسی سے صادر ہوتے ہیں اور حالت جمع میں اس کو تمام افعال کا فاعل حقیقی حق تعالیٰ معلوم ہوتا ہے پس خلق کا اثبات تفرقہ اور حق کا اثبات جمع ہے اور سالک کے لئے جمع اور تفرقہ دونوں ہی ضروری ہیں ، کیونکہ اگر تفرقہ نہ ہو تو اس کے لئے عبودیت ممکن نہیں اور اگر جمع نہ ہو تو اس کو معرفت حاصل نہ ہو سکے ، لہذا جب بندہ حق تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے خواہ سوال و دعا کی صورت میں ہو یا حمد و ثنا اور شکر کے طور پر ، تو وہ مقام تفرقہ میں ہوتا ہے - اور جب وہ اپنے باطن میں حق تعالیٰ کی مناجات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی ندا کو اپنے قلب میں سنتا ہے تو وہ حالت جمع میں ہوتا ہے ، اس سے بلند تر مقام جمع الجمع کا ہے جب کہ سالک اپنے نفس اور خلق سے الگ ہو جاتا ہے اس وقت حقیقت کا شہود اس پر اس درجہ غالب ہوتا ہے کہ حق تعالی کے سوا اس کو کسی کا شعور باقی نہیں رہتا ، اس سلسلہ کے اعلیٰ ترین مقام

Marfat.com

کو فرق ثانی سے تعبیر کیا جاتا ہے ، اس حال میں سالک کو اپنے نفس اور خلق کا شعور بھی ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ وہ تمام مخلوقات کے قیام کو حق تعالیٰ ہی کی قدرت سے اور ان کے جملہ افعال و احوال کو اسی کی مشیت سے دیکھتا ہے ۔[1]

جمع اور تفرقہ کا استعمال شیخ کے کلام میں بھی کافی ملتا ہے ان کے نزدیک جمع ہی طریقت کا سب سے زیادہ واضح اور صاف راستہ ہے ، سالک کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

فکن بصرا و انظر و سمعا و عه و کن لسانا و قل فالجمع أهدیٰ طریقة
(نمبر ۱۹۴)

(پس تو سر تا پا آنکھ ہو جا اور دیکھ ۔ اسی طرح
کان بن جا اور سن ، اور زبان ہو جا اور بول ، کیونکہ
جمع ہی صحیح ترین راستہ ہے ۔)

اس مقام تک پہنچنے سے پہلے شیخ کی جو حالت تھی اس کا بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر جمع و تفرقہ کا استعمال اس طرح کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک دوئی کا ختم ہو جانا جمع اور اس کا شعور تفرقہ ہے ۔ چنانچہ پہلے سالک کو نصیحت کرتے ہیں کہ نفس کو مٹا کر غیریت کو دور کردے ۔ پھر فرماتے ہیں:

کذا کنت حینا قبل أن یکشف الغطا من اللبس لا أنفك عن ثنویة
(نمبر ۲۳۰)

(پردہ اٹھنے سے پہلے میری حالت بھی ایک وقت

---

۱ ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے : الرسالة القشیریة ، مصر سنہ ۱۹۱۶ ء
ج : ۱ ، ص : ۲۰۷ ۔ ۲۱۰ ۔

Marfat.com

ایسی ہی تھی کہ میں دوئی سے جدا نہیں ہوا تھا ۔)

روحؔ بفقد بالشھود مؤلفی و أغدو بوجد بالوجود مشتتی

(نمبر ۲۳۱)

(میں شہود میں گم ہوکر خود کو اس کے ساتھ
جمع کر دیتا تھا اور اپنے وجود کو پاکر اس سے
الگ ہو جاتا تھا ۔)

یفرقنی لبی التزاما بمحضری و یجمعنی سلبی اصطلاما بغیبتی

(نمبر ۲۳۲)

(میری عقل میرے حضور سے متعلق ہوکر میرے تفرقہ
کا باعث ہوتی تھی اور میری نیستی میری غیبت میں
مجھے خود سے الگ کرکے اس کے ساتھ جمع
کر دیتی تھی) ۔

شیخ نے ان احوال کا بیان مختلف مواقع پر مختلف الفاظ میں کیا ہے ان سب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جمع اور تفرقہ بھی تقریباً سکر اور صحو ہی کے مانند ہے ، تفرقہ میں سالک مخلوقات کا اس طرح مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے خالق سے حجاب ہوتے ہیں ، حالت وجد و سکر میں وہ مخلوقات کے شعور سے بےخبر ہوجاتا ہے اور صرف ذات احدیت کا مشاہدہ کرتا ہے ، اس وقت خالق کا شہود اس کے لئے مخلوقات سے حجاب کا باعث ہوتا ہے لیکن اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ وہ ہے جبکہ وجود کے ظاہر اور باطن دونوں پہلوؤں کو وہ ایک ساتھ دیکھتا ہے اور خالق و مخلوق میں سے

Marfat.com
Marfat.com

کوئی بھی دوسرے کے لئے حجاب نہیں ہوتا جمع و تفرقہ اور وحدت و کثرت دونوں کی تجلیاں ساتھہ ساتھہ اس پر منعکس ہوتی ہیں ، اسی مرتبہ کو شیخ نے فرق ثانی کہا ہے اور اس کے وصول کے بعد ان کی جو حالت ہوئی اس کا بیان اس طرح کیا ہے :-

ومن فاقتی سکرا غنیت إفاقة لدی فرقی الثانی فجمعی کوحدتی
(نمبر ۲۳۵)

(مجھے سکر میں جو فقر و فاقہ ہوتا تھا فرق ثانی میں
اس سے افاقہ ہوگیا ، پس میرا جمع میری وحدت
کے مثل ہے -)

اس کے بعد سالک کو نصحیت کرتے ہوئے فرق کو گمراہی قرار دیا ہے اور سالک کو اس سے احتراز کی تلقین کی ہے ، ظاہر ہے کہ اس وقت ان کی مراد اس سے فرق اول ہے :-

و فارق ضلال الفرق فالجمع منتج هدیٰ فرقة بالاتحاد تحدت
(نمبر ۲۴۰)

(فرق کی گمراہی کو دور کردے اور جمع اختیار کر ،
کیونکہ جمع ہی تجھ کو اس فرقہ کی ہدایت تک
پہنچائے گا جنہوں نے اتحاد باللہ میں ایک دوسرے
سے مسابقت کی ہے -)

ایک موقع پر شیخ نے اپنے اس جمع کی کیفیت کو تفصیل کے ساتھہ بیان کیا ہے اور اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ وہ اس مقام پر کس طرح پہنچے ، اس سلسلہ میں انھوں نے اس آیت کریمہ سے فائدہ اٹھایا ہے :-

Marfat.com
Marfat.com

إنّ الله اشتریٰ من المؤمنین أنفسهم و أموالهم بأنّ لهم الجنة ، یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون و یقتلون ، و عداً علیه حقا فی التوراة و الإنجیل و القرآن ، و من أوفی بعهده من الله فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به ، و ذالك هو الفوز العظیم ، (سوره نمبر ۹ ، التوبة ، آیة نمبر ۱۱۱)

(بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس قیمت پر خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے ، وہ اللہ کی راہ میں مقاتلہ کرتے ہیں ، پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں ، اللہ کے ذمہ توریت ، انجیل اور قران میں اس کا سچا وعدہ ہو چکا ہے ۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے ، پس اس بیع پر خوشی مناؤ جس کا تم نے اللہ سے معاملہ کیا ہے ، اور یہی بڑی کامیابی ہے)

چنانچہ فرماتے ہیں :۔

و لما نقلت النفس من ملك أرضها بحکم الشرا منها إلی ملك جنة
(نمبر ٣٦١)

و قد جاهدت و استشهدت فی سبیلها و فازت ببشریٰ بیعها حین أوفت
(نمبر ٣٦٢)

سمت بی لجمعی عن خلود سمائها و لم أرض إخلادی لأرض خلیقتی
(نمبر ٣٦٣)

(جب خریداری کے فیصلے کے مطابق نفس کو میں اس

Marfat.com

کی سرزمین کی ملکیت سے نکال کر جنت کی بادشاہت
تک لے گیا ۔
درانحالیکہ وہ جہاد کرتے ہوئے اس کی راہ میں شہید
اور عہد کو پورا کرکے بیع کی بشارت سے کامیاب
ہو چکا تھا ۔
(تو میرے جمع کے لئے اپنے آسمان کے خلود سے
وہ مجھے بلندی پر لے گیا ، کیونکہ میں اپنے خلیفہ
کی زمین میں رہنے پر راضی نہیں تھا ۔ [1])

اس کے بعد غلبۂ حال میں شیخ پر جو کیفیت طاری ہوئی اس کا بیان متعدد اشعار میں پھیلا ہوا ہے ، چند اشعار ملاحظہ ہوں :۔

و لا فلك إلا و من نور باطنی   به ملك یهدی الهدی بمشیتی
(اور ہر فلک پر میرے باطن کے نور سے ایک
فرشتہ ہے جو میری ہی مشیت سے ہدایت دیتا ہے ۔)

و لا قطر إلا حل من فیض ظاهری   به قطرة عنها السحائب سحت
(نمبر ٤٦٥)
(اور ہر ملک میں میرے ظاہر کے فیض سے ایک
قطرہ ہے جس کی بدولت بادلوں سے بارش ہوتی ہے ۔)

و من مطلعی النور البسیط کلمعة   و من مشرعی البحر المحیط کقطرة
(نمبر ٤٦٦)
اور نور بسیط میرے مطلع کی ایک چمک کے مثل

---

[1] زمین سے مراد جسم ہے جس پر خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے روح کی حکومت ہوتی ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

ہے اور بحر محیط میرے چشمہ کے ایک قطرہ کے مانند ۔)

فنا و بقا

تصوف میں فنا و بقا کی بڑی اہمیت ہے ، صوفیہ ان الفاظ کا بہت استعمال کرتے ہیں اور سلوک کے مختلف مراحل میں ان سے مختلف معانی مراد لیتے ہیں مثلاً یہ کہ سالک کی جہالت و نادانی فنا ہوکر اس کو علم و عرفان حاصل ہوجائے یا معصیت و غفلت دور ہو کر اطاعت و یاد الٰہی باقی رہ جائے ، ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اوصاف ذمیمہ بالکل زائل ہو جائیں اور صرف اوصاف حمیدہ قائم رہیں اس سے بلندتر مرحلہ میں فنا کی تعبیر اس طرح کی جاتی ہے کہ سالک کے تمام شعور و احساس ، عقل و فکر اور خواہش و ارادہ سب نابود ہو جائیں اور وہ صرف ارادۂ الٰہیہ' کے تحت باقی رہے ' بہرحال فنا کتنے ہی اعلیٰ درجہ کا ہو ، اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ شخصیت انسانیہ بالکل معدوم ہو جائے ، بلکہ اس سے مراد انفرادی اوصاف کا محو ہونا ہے تاکہ سالک کو صفات الٰہیہ' کے ساتھ بقا حاصل ہو جائے ۔

امام قشیری نے فنا و بقا کے تین درجے بتائے ہیں ۔ ایک یہ کہ نفس اور اس کے اوصاف فنا ہوجائیں اور صرف صفات حق کے ساتھ بقا حاصل ہو ، دوسرے یہ کہ صفات حق بھی مشاہدۂ حق میں فنا ہو جائیں اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ مشاہدۂ حق بھی فنا ہو جائے اورصرف وجود حق باقی رہے[1]

۱ ۔ الرسالة القشیریة ' ج ۱ ، ص : ۲۱۳ ۔

Marfat.com
Marfat.com

شیخ ابن‌الفارض نے فنا و بقا کے الفاظ کا استعمال تو زیادہ نہیں کیا ھے لیکن ان کا کلام ان کے معانی و مطالب سے معمور ھے اور انھوں نے بار بار ان کا اظہار مختلف پیرایوں میں کیا ھے ، مقام فنا حاصل ھونے سے قبل ان کو محبوب حقیقی کی طرف سے جو جواب ملا تھا وہ یہ ھے :-

فلم‌تھونی ما لم‌تکن فی فانیا و لم‌تفن ما لم‌تجتلی فیك صورتی
(نمبر ۹۹)

(تو میرا عاشق نہیں ھو سکتا تا آنکہ میرے اندر تو
فنا نہ ھو جائے ، اور تو فنا نہیں ھو سکتا تا آنکہ
تیرے اندر میری صورت جلوہ گر نہ ھو جائے -)

فنا کی حقیقت اس شعر سے یہ معلوم ھوتی ھے کہ صفات الہیہ فانی کے اندر نمایاں ھو جائیں یا شاھد حقیقی اس کے قلب میں متجلی ھو جائے اور یہ مقام عشق ھی کے ذریعہ حاصل ھوسکتا ھے ، پس کمال عشق یہ ھے کہ معشوق کی محبت میں عاشق فنا ھو جائے اور کمال فنا یہ ھے کہ معشوق کی صفات سے فانی متصف ھو جائے اس کے بعد اس کو حیات ابدی نصیب ھوتی ھے ، اور اس کا مقام نہایت بلند ھو جاتا ھے چنانچہ شیخ فرماتے ھیں :-

إذاما أحلت فی ھواھا دمی ففی ذری العز و العلیاء قدری أحلت
(نمبر ۱۲۰)

(جب اس نے اپنی محبت میں میرا خون مباح کر دیا تو
میرے مقام کو عزت و رفعت کی چوٹی پر پہنچا دیا)

Marfat.com
Marfat.com

لعمری و إن أتلفت عمری بحبها ربحت و إن أبلت حشای أبلت

(نمبر ۱۲۱)

(قسم ھے میری حیات کی ، اگر میں نے اپنی عمر
کو اس کی محبت میں تلف کردیا ، تو فائدہ ھی میں
رھا اور اگر اس نے میری جان کو ھلاک کردیا تو وہ
شفایاب ھوگئی ۔)

سالک کے ذاتی احوال و اوصاف وصول الی اللہ کے راستہ میں حائل ھرتے ھیں اس لئے وہ ان کو عشق کی آگ سے جلا کر خاکستر کر دیتا ھے ، اس سے اس کو مقام فنا حاصل ھوجاتا ھے ، اس کے بعد حیات ابدی نصیب ھوتی ھے جس کو بقا باللہ کہا جاتا ھے ، اس وقت اس کے مفقودہ اوصاف دوبارہ عود کر آتے ھیں اور اب ان کے اندر زیادہ قوت ھوتی ھے اور وہ شان ایزدی کا پرتو لئے ھوتے ھیں ، اس لئے فنا سے قبل حالت احتجاب میں سالک کے اندر جو صفات ھوتی ھیں اُن ھی کا مشاھدہ وہ فنا کے بعد حالت بقا میں بھی کرتا ھے ، اگرچہ دونوں حالتوں میں بہت فرق ھوتا ھے ، اس حقیقت کا اظہار شیخ نے اس طرح کیا ھے :۔

فأفنی الھویٰ ما لم یکن ثم باقیا ھنا من صفات بیننا فا ضمحلت

(نمبر ۱۵۹)

(جو صفات عالم امر میں میرے ساتھ قائم نہیں تھے بلکہ
عالم خلق میں مجھے دئے گئے تھے اُن کو عشق نے فنا
کر دیا پس وہ دور ھوگئے ۔)

Marfat.com
Marfat.com

فالفیت ما ألقیت عنی صادرا إلی و منی واردا بمزیدتی
(نمبر ۱٦۰)

(پس میں نے دیکھا کہ جس کو میں نے دور کردیا
تھا وہ پھر زیادتی کے ساتھ میری طرف عود کر آیا
حالانکہ وہ میرے ہی پاس سے گیا تھا -)

و شاهدت نفسی بالصفات التی بها تحجبت عنی فی شهودی و حجبتی
(نمبر ۱٦۱)

(اور جو صفات میرے لئے حجاب تھے ، انہیں کے ساتھ
میں نے اپنی ذات کو شہود اور احتجاب دونوں حالتوں
میں دیکھا -)

فنا کی حالت میں سالک کو کسی مخلوق میں اس کا ذاتی ارادہ و اختیار نظر نہیں آتا ، وہ تمام افعال کو ارادۂ الہیہ کے تابع دیکھتا ہے اور اس میں ساری مخلوق کو یکساں پاتا ہے ، اس لئے کائنات میں اس کو کہیں تضاد نہیں معلوم ہوتا - اس وقت حق تعالیٰ کی تجلی اس قوت و تابانی کے ساتھ اس پر منکشف ہوتی ہے کہ کسی چیز کے انفرادی وجود کا اس کو شعور باقی نہیں رہتا ، یہاں تک کہ خود اپنی ذات بھی اس کو موہوم معلوم ہوتی ہے ، چنانچہ شیخ فرماتے ہیں -

تعانقت الأطراف عندی و انطوی بساط السوی عدلا بحکم السویة
(نمبر ۲۹۰)

و عاد وجودی فی فنا ثنویة الوجود شهودا فی بقا أحدیة
(نمبر ۲۹۱)

Marfat.com
Marfat.com

(تمام اطراف میرے نزدیک باہم مل گئے اور ماسوا کی
بساط مساوات کے فیصلے سے لپیٹ دی گئی اور وجود کی
دوئی کے فنا ہوجانے کے بعد میرا وجود احدیت کی
بقا میں شہود ہوگیا ۔)

غرض فنا ایک روحانی کیفیت ہے جو سالک پر طاری ہوتی ہے ، اس وقت وہ مخلوقات سے غائب ہوکر خالق کے حضور میں حاضر ہوتا ہے ، پھر جب وہ بقا کے مقام پر پہنچتا ہے تو روحانی احوال کے قیود سے آزاد ہوجاتا ہے ، اور اب خالق و مخلوق کے درمیان اس کے لئے کوئی حجاب نہیں رہتا اور وہ دونوں کا مشاہدہ ساتھ ساتھ کرتا ہے ، اس امر کی تشریح شیخ نے اس طرح کی ہے :-

فلما رفعت الستر عنی کرفعه بحیث بدت لی النفس من غیر حجبة
(نمبر ۷۱۳)

و قد طلعت شمس الشهود فأشرق الوجود و حات بی عقود أخیة
(نمبر ۷۱۴)

قتلت غلام النفس بین إقامتی الجدار لأحکامی و خرق سفینتی
(نمبر ۷۱۵)

(پس جب میں نے اپنے سامنے سے اس طرح پردہ
ہٹا دیا کہ نفس میرے لئے بے حجاب ظاہر ہوگیا ۔
اور شہود کا آفتاب اس طرح طلوع ہوا کہ سارا
وجود روشن ہوگیا اور مجھ پر تمام گرھیں
کھل گئیں ۔

Marfat.com
Marfat.com

تو میں نے نفس کے غلام کو قتل کردیا جبکہ ایک
طرف میں احکام کے لئے دیوار اُٹھا رہا تھا اور
اور دوسری طرف اپنی کشتی میں شگاف ڈال
رہا تھا ۔)

آخری شعر میں قرآن کریم کے اس مشہور واقعہ کی طرف تلمیح ہے جو حضرت موسیٰ اور خضر کے درمیان پیش آیا تھا[1]، قتل غلام سے مراد فنائے نفس ہے؛ دیوار اٹھانے سے بقا باللہ کی طرف اشارہ ہے جس میں احکام شریعت کی بجا آوری کا اہتمام بھی ہوتا ہے ، اور کشتی میں شگاف ڈالنے سے مراد اپنی ہستی کو ختم کرنا ہے ، ایک عارف کامل اپنی ہستی کو مٹا دینے کے بعد بقا باللہ کی حالت میں شریعت کو اپنا ظاہری لباس اور طریقت کو اندرونی شعار بنا لیتا ہے ۔

ء

اتحاد باللہ

تصوف کا سب سے زیادہ نازک اور اہم ترین مسئلہ خالق کے ساتھ مخلوقات کے تعلق کی نوعیت ہے ، ایک صوفی پر جب اس تعلق کی کیفیت منکشف ہوتی ہے تو وہ اس کا بیان مختلف تشبیہات و تمثیلات کے ذریعہ کرتا ہے ، چونکہ فلسفہ میں بھی اس حقیقت سے بحث کی جاتی ہے اس لئے صوفیہ کی اس وجدانی کیفیت کی تشریح کے لئے بھی فلسفہ کی زبان استعمال کی جاتی ہے اور اس کو وحدۃ الوجود ، حلول ، اتحاد اور وحدۃ الشہود وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا

---

۱ ۔ سورۃ ۱۸ ، الکہف ، آیات : ۷۱ ۔ ۷۸ ۔

Marfat.com
Marfat.com

جاتا ہے ، فلسفہ جس طرح وحدۃ الوجود کی توضیح کرتا ہے اس سے عقل کو کسی قدر تشفی ہوجاتی ہے ، اگرچہ قلب مطمئن نہیں ہوتا ، لیکن صوفیہ جن مثالوں سے اپنی اتحادی کیفیت کو سمجھاتے ہیں ان سے عقل و فکر کے لئے بڑی الجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں ، مگر صوفیہ اس کی پروا نہیں کرتے ، کیونکہ ان کے نزدیک اس میں کوئی قباحت یا پیچیدگی نہیں ہوتی ۔

وحدۃ الوجود سے حکماء و فلاسفہ کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وجود واحد اور مطلق ہے اور تمام اشیا و مظاہر سب اسی کے تعینات و تشخصات ہیں ، جس طرح دریا کی سطح پر جو بے شمار لہریں نظر آتی ہیں وہ سب وجود واحد یعنی پانی ہی کے مظاہر و تعینات ہیں یا جس طرح آفتاب کی روشنی ایک ہی ہوتی ہے لیکن مختلف اشیاء پر اس کی شکلیں مختلف ہو جاتی ہیں ، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ ہی عالم ہے اور عالم ہی اللہ ہے ، نہ اللہ عالم سے ماوراء ہے اور نہ عالم اللہ سے خارج ہے ۔

حلول کا مطلب یہ ہے کہ ذات باری کسی مخلوق کے اندر داخل ہو جائے جس طرح پانی کوزہ کے اندر سما جاتا ہے ، اتحاد کے مفہوم میں زیادہ وسعت ہے ، اس لئے کبھی اس سے وحدۃ الوجود مراد لیا جاتا ہے اور کبھی حلول ، کیونکہ حلول میں شیوع خاص ہوتا ہے اور اتحاد میں شیوع عام یعنی حلول میں خالق کسی ایک مخلوق کے اندر سمایا ہوتا ہے اور اتحاد میں تمام مخلوقات کے اندر ۔

بعض صوفیہ بھی حلول یا وحدۃ الوجود کے قائل ہیں لیکن

Marfat.com
Marfat.com

اکثر صوفیہ اس کے مخالف اور منکر ہیں ، وہ اگر وحدۃ الوجود کی زبان بھی استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد کچھ اور ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی مخصوص اتحادی حالت کے ساتھ ساتھ اسلام کے نظریۂ توحید کے مطابق یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ذات باری کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہ مخلوقات کی تمام صفات سے منزہ اور عالم مادی سے ماوراء ہے ، اس لئے اگر ان کے کلام میں بعض متشابہات کے ظاہری مفہوم سے حلول یا وحدۃ الوجود کا اشتباہ ہوتا ہے تو اس کی تاویل کی جاتی ہے اور اس کو وحدۃ الشہود سے تعبیر کیا جاتا ہے ، جس کا مطلب یہ ہے کہ ذات باری کی تجلیاں اُن کے قلب پر اس شدت و قوت کے ساتھ ضوفگن ہوتی ہیں کہ ان کو عالم میں اس کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا یا اس کے سوا اگر کچھ نظر آتا ہے تو اس کا وجود ان کے نزدیک محض اعتباری اور ظلی ہوتا ہے اور وجود حقیقی صرف حق تعالیٰ کا ہی معلوم ہوتا ہے ، لیکن صوفیہ کے اس قسم کے جملوں کی بعض علماء کوئی تاویل نہیں کرتے وہ ان کا ظاہری مفہوم لے کر ان کو مطعون کرتے ہیں ۔ اور ان پر حلول و اتحاد کا الزام لگاتے ہیں ۔

شیخ پر حلول و اتحاد کا الزام

شیخ ابن الفارض کا شمار بھی ان ہی صوفیہ میں ہوتا ہے ، کیونکہ ان کے کلام میں بھی بعض ایسے اشعار پائے جاتے ہیں جن کے ظاہری معنی حلول و اتحاد کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں ، اس قسم کے کچھ اشعار اوپر بھی گذر چکے ہیں ، مثال کے طور پر دو شعر اور ملاحظہ ہوں :۔

Marfat.com
Marfat.com

فوصفی إذا لم‌تدع باثنین وصفها وهیئتها إذ واحد نحن هیئتی

(نمبر ۲۱۵)

(پس جب تو دو نہ کہے تو میرا وصف اس کا وصف
ہے اور جب کہ ہم ایک ہیں تو میری ہیئت اس
کی ہیئت ہے ۔)

و مازلت إیاها و إیای لم‌تزل و لا فرق بل ذاتی اذاتی أحبت

(نمبر ۲۶۳)

(میں ہمیشہ سے وہ ہوں اور وہ ہمیشہ سے میں ہے
اور کوئی فرق نہیں ہے بلکہ میری ذات نے میری
ہی ذات سے محبت کی ہے ۔)

اسی طرح کے اشعار کی بناء پر شیخ کے متعلق ہر زمانہ میں علماء و فقہا کی رائیں مختلف رہی ہیں ۔ اگر کچھ لوگ ان کو اہل اللہ میں شمار کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو ان پر کفرو زندقہ کا الزام لگانے میں بھی تامل نہیں کرتے اور ایک زمانہ میں تو اس اختلاف نے بڑی شدت اور نزاکت اختیار کرلی تھی ، چنانچہ سنہ ۸۷۵ ھ میں یہی اختلاف ایک بڑے ہنگامہ کا باعث ہوگیا تھا ۔ اور مصر کے علماء دو گرہوں میں تقسیم ہوگئے تھے ، ایک طرف برہان الدین البقاعی ، قاضی القضاۃ محب الدین بن الشحنۃ اور قاضی القضاۃ عزیز الدین المحلی وغیرہ بڑی بڑی ہستیاں شیخ پر حلول و اتحاد کا الزام لگاتی اور ان کی تفسیق و تکفیر کرتی تھیں ۔ دوسری طرف شیخ محی الدین الکافیجی ، قاسم بن قطلوبغا ، جلال الدین سیوطی اور شیخ زکریا انصاری جیسے ممتاز علماء تھے جو ان الزامات کی

Marfat.com
Marfat.com

تردید کرتے اور شیخ سے عقیدت رکھتے تھے یہ ھنگامہ عرصہ تک جاری رھا اور دونوں طرف سے تائید و تردید میں بہت سی کتابیں رسالے اور فتاوی لکھے گئے[1]

شیخ کے نواسے شیخ علی نے بھی اپنے زمانے کا ایک واقعہ لکھا ھے ، اس سے جہاں یہ بات معلوم ھوتی ھے کہ شیخ کا کلام اس زمانے میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھہ پڑھا جاتا تھا اور شیخ شمس الدین الأیکی جیسے بزرگ اس کے مطالعہ کی لوگوں کو ترغیب دیتے تھے ، وھیں یہ بھی پتہ چلتا ھے کہ بعض علماء شیخ کے سخت مخالف اور ان سے بہت بدظن تھے ، چنانچہ قاضی القضاۃ تقی الدین عبدالرحمن بن بنت الأعز بھی شیخ کا کلام پڑھنے والوں سے نفرت کرتے تھے اور ایک بار انھوں نے خانقاہ صلاحیہ کے اندر بھری محفل میں شیخ شمس الدین الأیکیؒ کی بڑی سخت مذمت کی تھی[2] -

شیخ کا حلول سے انکار

ایسا معلوم ھوتا ھے کہ خود شیخ کی زندگی میں بھی ان پر اس قسم کے الزامات لگائے گئے تھے ، جیسا کہ ان کے کلام میں بھی اس کے اشارے ملتے ھیں اور ایک مقام پر انھوں نے پوری صراحت کے ساتھہ حلول کی تردید کی ھے ، چنانچہ فرماتے ھیں :-

متی حلت عن قولی أنا هی أو أقل   و حاشا لمثلی أنها فی حلت

(نمبر ٢٧٧)

١ - تفصیل کے لئے دیکھئے : ابن إیاس ، بدائع الزهور ، ج : ٢ ، ص : ١١٩ -

٢ - ملاحظه هو : مقدمه شرح دیوان ، ص : ٧ -

Marfat.com
Marfat.com

(میں اپنے اس قول سے کب دستبردار ہوا ہوں کہ
میں وہ ہوں اور مجھ جیسا شخص حاشا یہ نہیں کہ
سکتا کہ اس نے میرے اندر حلول کیا ہے۔)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ اتحاد باللہ کی ایک مخصوص کیفیت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ حلول کے منکر تھے، اور اس مخصوص کیفیت کا ثبوت انہوں نے یہ پیش کیا ہے:

و ها دحیة وافی الأمین نبینا بصورته فی بدء وحی النبوة
(نمبر ۲۸۰)

أجبریل قل لی کان دحیة إذ بدا لمهدی الهدی فی هیئة بشریة
(نمبر ۲۸۱)

(اور دحیہ کو دیکھو جن کی صورت میں جبریل امین
ہمارے نبی کے پاس ابتدائے وحی کے زمانے میں
آئے تھے۔

(مجھے بتاؤ کہ کیا دحیہ ہی جبریل تھے جبکہ وہ
انسانی ہیئت میں ہادی برحق کے سامنے ظاہر
ہوتے تھے۔)

حضرت دحیہ کلبی ایک مشہور صحابی ہیں، حدیث میں ہے کہ ابتداء میں حضرت جبریل کبھی کبھی ان کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ و سلم کے سامنے ظاہر ہوتے تھے[1] شیخ نے اس روایت کو اپنے مخصوص اتحاد کے ثبوت اور حلول کی تردید میں پیش کیا ہے،

۱ - دیکھئے: أسدالغابة، طہران، ج: ۲، ص: ۱۳۰ -

Marfat.com
Marfat.com

ان کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح دحیہ کلبی کے اندر جبریل کا ظہور ہوا ، اسی طرح ایک صوفی کے اندر حق تعالیٰ کا ظہور ہو سکتا ہے اور جب جبریل کا دحیہ کی صورت میں ظاہر ہونا حلول نہیں ہے تو حق تعالیٰ کس طرح صوفی کے اندر حلول کر سکتا ہے -

جس وقت حضرت جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے دحیہ کلبی کی صورت میں ظاہر ہوتے تو آپ جبریل علیہ السلام کو اور حاضرین دحیہ کو دیکھتے تھے ، ظاہر ہے کہ ان دونوں رؤیتوں میں کامل ترین اور صحیح ترین رؤیت آنحضرت ہی کی تھی ، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ آگے فرماتے ہیں :-

و لی من أتم الرؤيتين إشارة   تنزه عن رأی الحلول عقیدتی
(نمبر ۲۸۴)

(اور میرے لئے کامل ترین رؤیت میں ایک اشارہ ہے
جو میرے عقیدہ کو حلول سے منزہ کر دیتا ہے -)

و فی الذکر ذکر اللبس لیس بمنکر   و لم أعد عن حکمی کتاب و سنة
(نمبر ۲۸۵)

(اور قرآن کریم کے اندر «لبس»[۱] کا ذکر غیر معروف
نہیں ہے ، اور میں نے کتاب و سنت کے فیصلہ سے
تجاوز نہیں کیا ہے -)

---

۱ - اس سے غالباً ان آیتوں کی طرف اشارہ ہے جن کے اندر یہ لفظ یا اس کا کوئی صیغہ وارد ہے - مثلاً دیکھئے : سورۃ نمبر ٦ أنعام ، آیت نمبر ۹ اور سورہ نمبر ۵۰ ق ، آیت نمبر ۱۵

Marfat.com
Marfat.com

اس طرح شیخ نے صرف حلول سے براءت ہی نہیں ظاہر کی بلکہ اپنے عقیدہ کو قرآن و حدیث سے ثابت بھی کیا ہے ، چنانچہ ایک اور موقع پر اپنے اتحاد کے ثبوت میں اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ کیا ہے :-

عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم . . . و ما تقرب إلى عبدی بشیء أحب إلی مما افترضت عليه ، و مايزال عبدی يتقرب إلی بالنوافل حتی أحبه فإذا أحببته كنت سمعه الذی يسمع به ، و بصره الذی يبصر به ، و يده التی يبطش بها ، و رجله التی يمشی بها[1] . .

(میرا بندہ جن اعمال کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ اعمال ہیں جن کو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں ، پھر جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ۔)

---

۱ دیکھئے : بخاری ، جزء رابع ، باب التواضع

Marfat.com
Marfat.com

شیخ کے الفاظ اس طرح ہیں :-

و جاء حدیث فی اتحادی ثابت روایته فی النقل غیر ضعیفة

(نمبر ۲۱۹ے)

یشیر بحب الحق بعد تقرب إلیه بنفل أو أداء فریضة

(نمبر ۲۲۰ے)

(میرے اتحاد کے سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہے جس کی روایت ضعیف نہیں ہے - وہ فرائض یا نوافل کے ذریعہ حق تعالیٰ کے تقرب کے بعد اس کی محبت کی طرف اشارہ کرتی ہے -)

اتحاد کے متعلق شیخ کی توضیحات

اتحاد کی تشریح میں شیخ نے تمثیلات سے بھی کام لیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر آسیب زدہ عورت کی مثال پیش کی ہے :-

و أثبت بالبرهان قولی ضاربا مثال محق و الحقیقة عمدتی

(نمبر ۲۲۲)

بمتبوعة ینبیك فی الصرع غیرها علی فمها فی مسها حیث جنت

(نمبر ۲۲۳)

(میں ایک حق پرست انسان کی حیثیت سے ایک مثال بیان کر کے اپنے قول کو دلیل سے ثابت کروں گا، اور حقیقت ہی پر میرا اعتماد ہے -

وہ مثال ایک آسیب زدہ عورت کی ہے کہ جس وقت وہ جن کے قبضہ میں ہوتی ہے اس کی زبان

Marfat.com
Marfat.com

سے اس کے علاوہ کوئی دوسرا تم کو کچھ خبریں
دیتا ہے ۔)

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ وہ عورت کبھی اپنی مادری زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بولتی ہے، جس سے وہ واقف نہیں ہوتی، اور عجیب و غریب باتیں اس کی زبان سے نکلتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ در حقیقت بیان کرنے والا کوئی اور ہوتا ہے اگرچہ بظاہر عورت ہی بولتی ہوئی دکھائی دیتی ہے ۔

اس سے شیخ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اتحاد کی حالت میں حق تعالیٰ کی تجلی بندہ پر اس درجہ غالب ہوتی ہے کہ اس کی تمام صلاحیتیں معزول ہوجاتی ہیں اور وہ اپنے ارادہ و عمل سے معطل ہوکر بالکل حق تعالیٰ کے قبضہ میں چلا جاتا ہے اور بظاہر وہ عامل نظر آتا ہے ، مگر در حقیقت اس کے اعضا کے ذریعہ عامل حقیقی خود حق تعالیٰ ہوتا ہے ۔

یہی تمثیل مولانا روم نے بھی ایک مقام پر پیش کی ہے ، اتنا فرق ہے کہ مولانا روم نے آسیب زدہ کو عورت کے بجائے مرد اور آسیب کو پری تصور کیا ہے ، ممکن ہے مولانا روم نے یہ تمثیل شیخ ہی سے اخذ کی ہو کیونکہ شیخ کا قصیدہ مولانا روم کے مطالعہ میں رہتا تھا ۔ چنانچہ فرغانی نے سب سے پہلے اسے مولانا ہی سے پڑھا تھا ۔[1] مولانا فرماتے ہیں :-

چوں پری غالب شود بر آدمی گم شود از مرد وصف مردمی

---

۱ ۔ دیکھئے : کشف الظنون ، التائیة فی التصوف ۔

Marfat.com
Marfat.com

هر چہ گوید آں پری گفتہ بود زیں سرے ور زاں سرے گفتہ بود
چوں پری را ایں دم و قانوں بود کردگار آں پری خود چوں بود
اوے او رفتہ پری خود او شدہ ترک بے الہام تازی گو شدہ
چوں بخود آید نداند یک لغت چوں پری را ہست این ذات و صفت
پس خداوند پری و آدمی از پری کے باشدش آخر کمی[1]

اسی طرح ایک مقام پر شیخ نے پتلیوں کے تماشے کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے، تماشہ گر پردہ کے پیچھے سے جو مختلف مناظر و واقعات پتلیوں کے ذریعہ سے دکھاتا ہے شیخ نے ان کو تفصیل کے ساتھ اس انداز سے بیان کیا ہے کہ ایک سماں بندھ جاتا ہے، پھر اچانک یہ کہ کر سارا طلسم توڑ دیا ہے :-

وکل الذی شاهدته فعل واحد بمفرده لکن بحجب الأکنة
(نمبر ۷۰۴)

إذاما أزال الستر لم تر غیره و لم یبق بالأشکال إشکال ریبة
(نمبر ۷۰۵)

(یہ سب کچھ جو تم نے دیکھا، تنہا ایک ذات کا فعل ہے، لیکن پردوں کے پیچھے سے، پھر جب اس نے پردہ کو ہٹا دیا تو تم نے اس کے سوا کسی کو نہ دیکھا اور تمام صور و اشکال ختم ہو گئے -)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب کہ تمہارے حواس معطل ہوجاتے ہیں تم طرح طرح کی چیزیں

---

۱ - مثنوی مولانا روم، مطبع نامی کانپور، دفتر چہارم، ص ۱۷۰ - ۱۷۱ -

Marfat.com
Marfat.com

دیکھتے ہو، درحقیقت وہ تمہارا نفس ہی ہے جو ان کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے ، کیونکہ اس وقت وہ بشریت کے لباس سے مجرد ہو کر اپنے عالم میں پہنچ جاتا ہے ،اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں :۔

و لو أنھا قبل المنام تجردت لشاھدتھا مثلی بعین صحیحة

(نمبر ٦٧٢)

(اور اگر خواب سے قبل یعنی بیداری کی حالت میں بھی وہ حواس سے مجرد ہوجائے تو تم اپنی صحیح آنکھ سے ان چیزوں کا مشاہدہ اسی طرح کرو جس طرح میں کررہا ہوں ۔)

غرض شیخ نے اپنے اتحاد کی کیفیت کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے ، اور مختلف قسم کی تشبیہات و تمثیلات سے کام لیا ہے ، ان کے کلام سے وحدة الشھود کا نظریہ بھی نکالا جاسکتا ہے اور وحدة الوجود کا بھی ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے مطالعہ کے وقت ہر مقام پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کے ظاہری معنی کے علاوہ کوئی اور معنی بھی ہیں جو نہایت گہرائی میں چھپے ہوئے ہیں اور دراصل وہی شاعر کی مراد ہے ، اکثر مقام پر یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ شیخ نے اپنی ہستی کو مٹا دینے کے بعد بھی کسی نہ کسی عنوان سے اپنی انفرادیت کو باقی رکھا ہے ، وہ ہر شے میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں ، لیکن اس کو ہر شے سے بالا تر بھی سمجھتے ہیں ، چنانچہ انہوں نے بڑی صراحت کے ساتھ حلول سے انکار کیا ہے اور اپنے اتحاد کو کتاب و سنت پر مبنی قرار

Marfat.com
Marfat.com

دیا ہے ، ایسی صورت میں ان پر حلول و اتحاد کا الزام لگا کر ان کو مطعون کرنا مناسب نہیں ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری عقل زمان و مکان اور محسوسات کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے وہ ان حدود کے اندر ہی سوچ سکتی ہے ، ان سے بلند ہوکر کسی چیز کا تصور نہیں کرسکتی ، لیکن حق تعالیٰ کی ذات ان حدود و قیود سے ماوراء ہے ، اس لئے اس کے ساتھ جس قسم کا تعلق صوفیہ کے قلب پر مکشوف ہوتا ہے وہ کسی طرح عقل و قیاس میں نہیں آسکتا اور نہ الفاظ کے ذریعہ اس کی تشریح کی جاسکتی ہے ۔ چنانچہ خود صوفیہ اپنی اس کیفیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اس کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ الفاظ اُن کی کیفیت کا تحمل نہیں کر سکتے ، شیخ نے بھی جا بجا اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ، جو لوگ صوفیہ کی اس کیفیت کی تشریح وحدۃ الوجود ، حلول یا وحدۃ الشہود کے الفاظ سے کرتے ہیں ان کی مثال کچھ ایسی ہی ہے جیسا کہ اس شعر میں کہا گیا ہے :-

آناں کہ وصف حسن تو تقریر می کنند خوا بے ندیدہ را ہمہ تعبیر می کنند

واقعہ یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کا فلسفیانہ نظریہ اور چیز ہے اور صوفیہ اپنے وجدان سے جو اتحاد باللہ محسوس کرتے ہیں وہ کوئی دوسری ہی شے ہے ، جس کو ہماری عقل سمجھنے سے قاصر ہے خود صوفیہ جن الفاظ میں اس کیفیت کو بیان کرتے ہیں اس کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن پر یہ کیفیت طاری ہوچکی ہو ، اسی لئے کہا گیا ہے : ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی ۔

Marfat.com
Marfat.com

الغرض صوفیہ کا تعلق مع‌اللہ صحیح معنی میں نہ حلول و اتحاد ہے اور نہ وحدۃ الوجود، یا وحدۃ الشہود، بلکہ وہ کچھ ایسی چیز ہے جس کے مکمل اظہار کے لئے انسان کی زبان میں الفاظ نہیں ہیں اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے، ایسی بہت سی حقیقتیں ہیں جن کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، صرف تجربہ کرکے ہی محسوس کیا جاسکتا ہے :-

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست
بسیار شیوہا ست بتاں را کہ نام نیست

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

کتابیات

(عربی و فارسی)

۱ - ابن الفارض،

یوحنا قمیر، المطبعة الکاثولیکیة، بیروت ۱۹۵۵م

۲ - ابن الفارض (سلطان العاشقین) ،

محمد مصطفیٰ حلمی ، المؤسسة المصریة العامة، القاهرة ۱۹۶۳م

۳ - إحیاء علوم الدین ،

أبو حامد محمد الغزالی، مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۹۳۹م

۴ - الأدب المصری ،

عبداللطیف حمزة، النهضة المصریة، القاهرة

۵ - أسد الغابة،

ابن الأثیر الجزری، المکتبة الإسلامیة، طهران ۱۳۴۲م

۶ - أعلام الفلسفة العربیة ،

کمال الیازجی و أنطون قطاس کرم، لجنة التالیف المدرسی ، بیروت ۱۹۵۷م

۷ - الأعلام،

خیر الدین الزرکلی، القاهرة ۱۹۵۴ - ۱۹۵۹م

۸ - أمراء الشعر العربی فی العصر العباسی ،

أنیس المقدسی ، المطبعة الأمریکانیة، بیروت ۱۹۵۳م

Marfat.com

Marfat.com

٩ ـ بدائع الزهور فى وقائع الدهور ،

ابن إياس ، مصر ١٣١١ هـ

١٠ ـ البداية و النهاية ،

ابن كثير ، مطبعة السعادة ، مصر ١٩٣٢ م

١١ ـ البيان و التبيين ،

الجاحظ ، تحقيق : حسن السندوبى ، القاهرة ١٩٥٦ م

١٢ ـ تاج العروس ،

محمد المرتضى الزبيدى ، المطبعة الخيرية ، القاهرة ١٣٠٢ ـ ١٣٠٦ م

١٣ ـ تاريخ آداب العرب ،

مصطفى صادق الرافعى ، القاهرة ١٩٥٣ م

١٤ ـ تاريخ آداب اللغة العربية ، م

جرجى زيدان ، دار الهلال ١٩٥٧ م

١٥ ـ تاريخ الأدب العربى ،

أحمد حسن الزيات ، القاهرة ١٩٥٥ م

١٦ ـ تاريخ الإسلام ،

شمس الدين الذهبى ، مطبعة السعادة ، مصر ١٣٤٦ هـ

١٧ ـ تاريخ الدول و الملوك ،

ناصر الدين بن الفرات ، المطبعة الأميركانية ، بيروت ، ١٩٣٦ ـ ١٩٤٢ م

Marfat.com
Marfat.com

١٨ - التائية فى التصوف ، كشف الظنون ،
حاجى خليفة ، مطبعة وزارة المعارف التركية ، استنبول ، ١٩٣١ م
١٩ - تذكرة الأولياء (فارسى) ،
فريد الدين عطار ، چاپخانه مظاهرى ١٣٣٦ شمسى ،
٢٠ - التراث الروحى للتصوف الإسلامى فى مصر ،
محمد عبد المنعم خفاجى ، دار العهد الجديد ، مصر ، الطبعة الأولى ،
٢١ - ترجمان الأشواق ،
محى الدين بن العربى ، تحقيق آر - اے - نكلسن ، لندن ١٩١١ م
٢٢ - التصوف الإسلامى ،
زكى مبارك ، دار الكتاب العربى ، القاهرة ١٩٥٤ م
٢٣ - التصوف الإسلامى ،
البيرنصرى نادر ، المطبعة الكاثوليكية ، بيروت ١٩٦٠ م
٢٤ - التصوف الإسلامى و الإمام الشعرانى ،
طه عبدالباقى سرور ، مطبعة نهضة مصر ، القاهرة ١٩٥٥ م
٢٥ - التصوف فى الإسلام ،
عمر فروخ ، بيروت ١٩٤٧ م
٢٦ - التصوف فى مصر إبان العصر العثمانى ،
توفيق الطويل ، مكتبة الآداب ، مصر
٢٧ - التصوف المقارن ،
محمد غلاب ، مطبعة نهضة مصر ، القاهرة ١٩٥٦ م

Marfat.com
Marfat.com

۲۸ ـ التصوف و فريد الدين العطار ،
عبدالوهاب عزام ، دار إحياء الكتب العربية ، القاهرة ۱۹۴۵ ء

۲۹ ـ التعرف لمذهب أهل التصوف ،
أبوبكر محمد كلاباذى ، القاهرة ۱۹٦۰ ء

۳۰ ـ تلخيص المفتاح ،
محمد بن عبدالرحمن القزوينى ، كتبخانه ، رحيميه ، ديوبند ۱۳٦۹ ھ

۳۱ ـ تنبيه المغترين (أحوال الصادقين) ،
عبدالوهاب الشعرانى ، مصر ۱۳۱۰ ھ

۳۲ ـ الجامع الصحيح ،
محمد بن إسماعيل البخارى ، المطبعة العثمانية ، مصر ۱۹۳۲ ء

۳۳ ـ الحركة الفكرية فى مصر ،
عبداللطيف حمزة ، دار الفكر العربى ، القاهرة ۱۹۴۷ ء

۳۴ ـ حسن المحاضرة ،
جلال الدين السيوطى ، إدارة الوطن ، مصر ۱۲۹۹ ھ

۳۵ ـ الحياة الفكرية و الأدبية بمصر ،
محمد كامل حسين ، النهضة المصرية ، القاهره ۱۹۵۹ ء

۳٦ ـ خريدة القصر و جريدة العصر ،
عماد الدين الكاتب الأصفهانى ، الدار التونسية ، ۱۹٦٦ ء

۳۷ ـ الخطط التوفيقية الجديدة ،
على باشا مبارك ، المطبعة الكبرى الأميرية ، مصر ۱۳۰٦ ھ

Marfat.com
Marfat.com

٣٨ - خطط مقريزى - المواعظ والاعتبار فى ذكر الخطط و الآثار،
تقى الدين المقريزى، بولاق، القاهرة ١٩١٠ م

٣٩ - دائرة المعارف،
بطرس البستانى، مطبعة المعارف، بيروت ١٨٧٦ـــ١٩٠٠ م

٤٠ - دائرة المعارف الإسلامية،
أحمد الشنتاوى وغيره، مصر ١٣٥٢ـــ١٣٥٥ هـ

٤١ - دراسات فى الشعر فى عصر الأيوبيين،
محمد كامل حسين، دارالفكر العربى، القاهرة ١٩٥٧ ء

٤٢ - ديوان ابن الفارض،
ترتيب: خليل الخورى، بيروت ١٨٩٩ م

٤٣ - ديوان البحترى،
المطبعة الأدبية، بيروت ١٩١١ م

٤٤ - ديوان الشريف الرضى،
تحقيق: الدكتور محفوظ على، بيروت ١٣٠٧ هـ

٤٥ - ديوان المتنبى،
تصحيح: عبدالوهاب عزام، القاهرة ١٩٤٤ م

٤٦ - ذيل مرآة الزمان،
قطب الدين موسىٰ بن محمد، دائرة المعارف، حيدرآباد، ١٩٥٤ ء

٤٧ - الرسالة القشيرية،
تحقيق: عبدالحليم محمود، دارالكتب الحديثة، القاهرة ١٩٦٦ م

Marfat.com
Marfat.com

٤٨ ـ روح القدس فى محاسبة النفس ،

محى الدين بن العربى ، مؤسسة العلم للطباعة والنشر ، دمشق ١٩٦٤ م

٤٩ ـ روض الرياحين ،

أبو محمد عبد الله اليافعى ، المطبعة الميمنية ، مصر ١٣٠٧ هـ

٥٠ ـ روضات الجنات ،

محمد باقر الموسوى ، طهران ١٣٦٧ هـ

٥١ ـ شذرات الذهب ،

ابن عماد الحنبلى ، مصر ١٣٥١ هـ

٥٢ ـ شرح ديوان ابن الفارض ،

حسن البورينى و عبد الغنى النابلسى ، ترتيب : رشيد بن غالب ،

المطبعة العامرة الشرفية ، مصر ١٣٠٦ هـ

٥٣ ـ الشعر الصوفى ،

نسيب الاختيار ، مطبعة اليقظة ، دمشق

٥٤ ـ صبح الأعشى ،

أبو العباس أحمد القلقشندى ، دار الكتب المصرية ، القاهرة ،

١٩٢٨ ـ ١٩٣٨ م

٥٥ ـ الصوفية فى الإسلام ،

آر ـ اے ـ نكلسن ، ترجمة : نورالدين شريبة ، مكتبة الخانجى ،

مصر ١٩٥١ م

Marfat.com
Marfat.com

٥٦ - ضحى الإسلام،

أحمد أمين، القاهرة ١٩٥٢ ء

٥٧ - طبقات الشافعية الكبرى،

تاج الدين بن تقى الدين السبكى، المطبعة الحسينية، مصر

٥٨ - طبقات الصوفية،

أبو عبد الرحمٰن السلمى، تحقيق: نور الدين شريبة،

دار الكتاب العربى، مصر ١٩٥٣ ء

٥٩ - الطبقات الكبرى،

عبد الوهاب الشعرانى، مطبعة مصطفى البابى، مصر ١٩٥٤ ء

٦٠ - العمدة فى صناعة الشعر و نقده،

ابن رشيق القيروانى، طبعة السعادة، مصر ١٩٠٧ ء

٦١ - عوارف المعارف،

شهاب الدين السهروردى، المطبعة الوهبية، مصر ١٢٩٢ ء

٦٢ - الفتوحات المكية،

محى الدين بن عربى، دار الكتب العربية الكبرى، مصر

٦٣ - الفقه و التصوف،

عبد الحميد أفندى الزهراوى، المطبعة العمومية، مصر ١٩٠١ ء

٦٤ - فوات الوفيات،

ابن شاكر الكتبى. النهضة المصرية، مصر ١٩٥١ ء

Marfat.com
Marfat.com

٦٥ - فى التصوف الإسلامى و تاريخه ،
الأستاذ نيكولسن ، ترجمة : أبو العلاء العفيفى ، القاهره ١٩٥٦ ء

٦٦ - قوت القلوب ،
أبوطالب المكى ، مصر

٦٧ - كتاب الروضتين فى أخبار الدولتين ،
شهاب الدين أبوشامة . تحقيق :محمد حلمى ، القاهرة ١٩٥٦ ء

٦٨ - كشف المحجوب (فارسى) ،
أبوالحسن على بن عثمان الهجويرى ، طهران ١٣٣٦ شمسى

٦٩ - الكواكب الدرية فى تراجم السادة الصوفية ،
عبدالرؤوف المناوى ، مصر ١٩٣٨ ء

٧٠ - لسان العرب ،
جمال الدين محمد بن مكرم بن منظور ، دار صادر ، بيروت ١٩٥٥ء

٧١ - اللمع فى التصوف ،
أبو نصر السراج الطوسى ، مصر ١٩٦٠ء

٧٢ - مثنوى مولانا روم (فارسى) ،
مطبع نامى ، كانپور

٧٣ - المختصر فى أخبار البشر ،
عماد الدين أبو الفداء إسماعيل ، قسطنطنيه ١٢٨٦ ه

٧٤ - مختصر المعانى ،
سعد الدين التفتازانى ، نولكشور ، كانپور ١٢٨٥ ه

Marfat.com
Marfat.com

٧٥ - مراصد الإطلاع،
صفى الدين عبد المؤمن البغدادى ، تحقيق: على محمد البجاوى ،
دار إحياء الكتب العربية، القاهرة ١٩٥٤ ء

٧٦ - مرآة الجنان،
أبو محمد عبدالله اليافعى ، دائرة المعارف، حيدرآباد ١٣٣٧ ه

٧٧ - مرآة الزمان،
سبط بن الجوزى، دائرة المعارف ١٩٥٢ ء

٧٨ - المستطرف فى كل فن مستظرف،
شهاب الدين ، أحمد الأبشيهى ، مصر ١٢٩٢ ه

٧٩ - مشارق أنوار القلوب ،
ابن الدباغ، دار صادر، بيروت ١٩٥٩ ء

٨٠ - معجم البلدان،
ياقوت الحموى، دار صادر ، بيروت ١٩٥٧ ء

٨١ - معجم ما استعجم،
أبوعبيد عبدالله البكرى ، تحقيق مصطفى السقا ،
مطبعة لجنة التاليف و الترجمة و النشر ، القاهرة ١٩٤٦ - ١٩٥١ ء

٨٢ - مفتاح السعادة،
طاشكبرى زاده، دائرة المعارف ، حيدرآباد ١٣٢٨-١٣٥٦ ه

٨٣ - مفرج الكروب،
جمال الدين بن واصل ، مطبعة جامعة فؤاد الأول ، مصر ١٩٥٣ ء

Marfat.com
Marfat.com

٨٤ ـ مقامات الحريرى،

دار بيروت ـ دار صادر، بيروت ١٩٥٨ م

٨٥ ـ مقدمة ابن خلدون،

المطبعة الأميرية، بولاق، مصر ١٣٢٠ هـ

٨٦ ـ من أعلام التصوف الإسلامى،

طه عبد الباقى سرور مطبعة نهضة مصر، القاهرة ١٩٥٦ م

٨٧ ـ منهاج العابدين،

أبو حامد محمد الغزالى. دار إحياء الكتب العربية، القاهرة

٨٨ ـ المنهل الصافى،

ابن تغرى بردى، مطبعة دار الكتب المصرية، القاهرة ١٩٥٦ م

٨٩ ـ ميزان الاعتدال،

شمس الدين الذهبى، مصر ١٣٢٥ هـ

٩٠ ـ النجوم الزاهرة،

ابن تغرى بردى، القاهرة ١٩٣٦ م

٩١ ـ نفح الطيب،

أحمد بن محمد المقرى، مطبعة السعادة، القاهره ١٩٤٩ م

٩٢ ـ نفحات الأنس،

نور الدين عبد الرحمن الجامى، طهران ١٣٣٦ هـ

٩٣ ـ نهاية الأرب،

شهاب الدين أحمد النويرى، دار الكتب المصرية، القاهرة ١٩٢٩ ـ ١٩٥٥ م

Marfat.com
Marfat.com

۹۴ ـ وفيات الأعيان،

ابن خلكان، تحقيق: محمد محى الدين عبدالحميد، القاهرة ۱۹۴۸ ء

۹۵ ـ هذه هى الصوفية،

عبدالرحمن الوكيل، مطبعة السنة المحمدية، القاهرة ۱۹۵۵ ء

۹٦ ـ اليواقيت و الجواهر،

عبدالوهاب الشعرانى،

المطبعة الميمنية. مصر

(انگریزی)

97. Encyclopaedia of Islam,
Leiden, 1913.

98. Encyclopaedia of Religion & Ethics,
ed. by James Hastings, 3rd Impression, 1955.

99. A History of Arabic Literature,
Clement Huart, London, 1903.

100. History of the Arabs,
Philip K. Hitti, New york, 1958.

101. A Literary History of the Arabs,
R. A. Nicholson, Cambridge University Press. 1956.

102. Mystical poems of Ibnul-Fārid,
A. J. Arberry, London, 1952.

103. Mystics of Islam,
R. A. Nicholson, London. 1914.

104. The poem of the Way,
A. J. Arberry, London, 1952.

Marfat.com
Marfat.com

105. Shorter Encyclopaedia of Islam,
ed. by H. A. R. Gibb & J. H. Kramers, Leiden & London, 1953.

106. Studies in Islamic Mysticism,
R. A. Nicholson, Cambridge University Press, 1921.

107. Sufism, an account of the mystics of Islam,
A. J. Arberry, London, 1950.

Marfat.com
Marfat.com

قوافی

صدر	قافیه	بحر	صفحه
	(ء)		
إن ينقضى	برحائى	كامل	١٢٤
يا ساكنى	البطحاء	»	»
فكذا	الفيحاء	»	١٢٩
و ترابه	ثرائى	»	٣٠
متيمما	الوعساء	»	١٢٩
و حياتكم	أحشائى	»	١٢٥
و إذا أتيت	فشطاء	»	١٢٩
يا راكب	بالجرعاء	»	»
و شعابه	صفائى	»	٣٠
أ أذاد	بقائى	»	»
واحسرتى	بلقاء	»	١٢٤
حبيكم	ولائى	»	١٢٥
واقر السلام	نائى	»	١٢٩
ومتى يؤمل	تنائى	»	١٢٥
فهم هم	لضنائى	»	٤٢
و ربوعه	اللأواء	»	٣٠
و إذا أذى	دوائى	»	»

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
و لئن جفا	الأنواه	»	١٢٤
و جباله	أفيائى	»	٣٠
	(ب)		
يا مطالبا	الطلب	بسيط	٦٤
و قد يقرض	لبيب	طويل	٩٥
*	*	*	
سارت	مغرب	كامل	١٤٤
تحاول	مذهبى	طويل	١٩٣
	(ت)		
روحى	ضاقت	هزج	٥٥
والنفس	لاقت	»	»
*	*	*	
أموت	أموت	وافر	٢١
*	*	*	
و همت بها	نشأتى	طويل	١٥٣
فوصفى	هيئتى	»	١٦٥
و طاح وجودى	مثبت	»	١٥٩
وشاهدت	حجبتى	»	١٦٠
فلما رفعت	حجبنى	»	١٦١
ومازلت	أحبت	»	١٦٥

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافیه	بحر	صفحه
فأعجب	طربتی	طویل	٨٣
نعم بالصبا	هبت	»	٥٣ ، ١٢٥
إذاما أزال	ريبة	»	١٨٢
يفرقنی	بغيبتی	»	١٦٣
تحققت	التشتت	»	١٦٠
أروح	مشتتی	»	١٦٣
و فی قطعی	حجتی	»	١١٥
فقالت	محجتی	»	١٤٨
و لا قطر	سحت	»	١٦٦
و أبعدنی	صحتی	»	٩
فلا أين	أصحت	»	١٥٨
و لو أنها	صحيحة	»	١٨٣
كلانا	سجدة	»	١٥٠
فأصبح لی	نجدتی	»	١١٦
و فارق	تحدت	»	١٦٤
و من فاقتی	كوحدتی	»	»
و أثبت	عمدتی	»	١٨٠
تذكرنی	مودتی	»	٥٣ ، ١٢٦
فألفيت	بمزيدتی	»	١٧٠
و لی من	عقيدتی	»	١٧٨

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صدر
و عقبى	حميدة	طويل	١٣٦
متى أوعدت	برت	»	٧١
فجسمى	عبرتى	»	٧٦
إخال	سدرتى	»	١٥٧
فصبرى	قدرتى	»	١٣٥
و عنوان شأنى	قدرتى	»	١٤٣
سرت	فسرت	»	١٢٦
و من مطلعى	كقطرة	»	١٦١
فأوهمت	بنظرة	»	٥٢
و أين السهىٰ	غرت	»	١٤٨
فما الودق	زفرتى	»	٨٧
و لولا زفيرى	زفرتى	»	١٤٧
فلما جلوت	قرت	»	١٥٨
لها بأعيشاب	سكرتى	»	١٢٦
و عانقت	سكرتى	»	١٥٩
إذا لاح	سورة	»	٨٢
فلم تهونى	صورتى	»	١٦٨،٣٤
لأنت منىٰ	خيرتى	»	١٤٧
و جنبنى	عشيرتى	»	٩
فلى بعد	وحشتى	»	»

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافیه	بحر	صفحه
وكلى لسان	بطشة	طويل	١٦٠
فما فوق	قبضة	»	٤٣
يشير	فريضة	»	١٨٠
و ماكان	ركعة	»	١٥٠
منحتك	شريعتى	»	١٣٨
فمنبع	بقيعة	»	»
فعينى	أصغت	»	١٦٠
و ماذا عسى	صيغة	»	١٤٣
أ ما لك	لعطفة	»	٤٢
و قال	تلفتى	»	٤٨
و ما فاقد	زافة	»	١٥٨
و قدجاهدت	أوفت	»	١٦٥
و ماغدرت	توفت	»	٤١
و جاء	ضعيفة	»	١٨٠
سمت بى	خليفتى	»	١٦٥
فإنسانها	افرقتى	»	٨٨
فكن بصرا	طريقة	»	١٦٢
و نكبت	لسويقة	»	٤٢
و لو أن	ادكت	»	١٤٦
فدع عنك	بالتى	»	١٤٩

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافیه	بحر	صفحه
لعمری	أبلت	طویل	۱٦۹
فملت	جبلة	»	۱۵۳
سقتنی	جلت	»	۵۲
مناز لها	تجلت	»	۸۷
متی حلت	حلت	»	۱۷٦
إذا ما	أحلت	»	۱٦۸
ففی الصحو	تحلت	»	۱۵۹
فأفنی	فاضمحلت	»	۱٦۹
حلیف غرام	أدلتی	»	۱۴۸
أروم	طلت	»	۳٦
مهینمة	علتی	»	۱۲٦
و قالوا	قلت	»	۸۹
و أمسك	قلت	»	۱۴۳
و عن مذهبی	ملتی	»	۱۴۷
أخذتم	بجملتی	»	۱۳۴
فهامت	جهولة	»	۱۵٦
و إنی التی	محیلتی	»	۱۵۵
أبیت	لیلتی	»	۸۷
و لیس	لیلتی	»	۱۵۳
و جانب	مت	»	۱۴۹

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
غرامى	اشمت	طويل	٤٧
هى البدر	همت	»	٨٧
و يحضرها	نديمتى	»	٨٣
و ما حل	عزيمتى	»	١٤٧
إبائى	شيمتى	»	٩٣
بمتبوعة	جنت	»	١٨٠
و لما نقلت	جنة	»	١٦٥
نحرت	وجنتى	»	٨٩
و فى الذكر	سنة	»	١٧٨
يشاهدها	فطنتى	»	٨٣
وكل الذى	الأكنة	»	١٨٣
و أخذك	طينتى	»	١٥٣
قتلت	سفينتى	»	١٧١
و ها دحية	النبوة	»	١٧٧
و بالحدق	نشوتى	»	٥٢
و قدطلعت	أخية	»	١٧١
و عاد	أحدية	»	١٧٠
أ جبريل	بشريه	»	١٧٧
و لا فلك	بمشيتى	»	١٦٦
و سرالى	المعية	»	١٥٤

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
وكل أذى	شكيتى	طويل	٤٢
و محكم عهد	ألية	»	١٥٢
منحت	أوليتى	»	١٥٣
تتيح	بمنيتى	»	٤١
كأنى	ارؤيتى	»	١٣٢
تعانقت	السوية	»	١٤٠
كذا كنت	ثنوية	»	١٦٢

(ج)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
و أرحم	الفلج	بسيط	٨٥
فإن نأى	ابتهجى	»	٤٩
وخذ بقية	المهج	»	١٣٤
لك البشارة	عوج	»	٢٨

(ح)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
أم تلك	صباحا	كامل	١٠٤
أ وميض	مصباحا	»	»
حيث الحمى	مباحا	»	١٠٨
و اقر السلام	ملتاحا	»	١٠٥
يا عاذل	نجاحا	»	١٠٦
و إذا دعيت	شحاحا	»	١٠٨
ماذا يريد	راحا	»	١٠٧

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافیه	بحر	صفحه
و إذا ذکرتکم	الراحا	کامل	۱۰۸
أقصر	جراحا	»	۱۰۷
یا ساکنی	سراحا	»	۱۰۶
سقیا لأیام	أفراحا	»	۱۰۸
و أهیله	مراحا	»	۱۰۹
واها علی	مراحا	»	»
یحیا بها	مزاحا	»	۱۰۶
کنت الصدیق	النصاحا	»	۱۰۷
وإذا وصلت	طاحا	»	۱۰۵
یا راکب	بطاحا	»	»
إن رمت	إصلاحا	»	۱۰۷
أتعبت	و الإفلاحا	»	۱۰۶
هلا بعثتم	رواحا	»	»
ما رنحت	أرواحا	»	۱۰۹
یا أهل ودی	استرواحا	»	۱۰۷
فبأیمن	الفواحا	»	۱۰۵
مذ غبتم	نواحا	»	۱۰۸
قسما بمکة	سیاحا	»	۱۰۹
و سلکت	فیاحا	»	۱۰۵

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
	(د)		
خفف السير	بفؤادي	خفيف	١٣٠
كان فيها	بادى	»	١١٣،١١
قسما بالحطيم	العباد	»	١٢٣
فغرامى	ودادى	»	١٢٢
يا أهيل	إرادى	»	»
من تمنى	مرادى	»	»
نقلتنى	أورادى	»	١٢٣
فذراها	زادى	»	»
يا رعى الله	الرشاد	»	١٢١
و ظلال	للقصاد	»	١٢٤
ما شممت	سعاد	»	»
يا سميرى	إسعادى	»	١٢٢،١١
عمرك الله	غادى	»	١٣١
و تلطف	نفاد	»	١٣٢
و تحفت	الرماد	»	١٣٠
و بلغت	النادى	»	١٣٢
وسقى	عهاد	»	١٢٢
شفها	المهاد	»	١٣١
و براها	الوهاد	»	»
و استبقها	واد	»	»

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
لم تبقى	بوادى	خفيف	۱۳۰
قد سكنتم	السواد	»	۱۳۲
ماترى	صوادى	»	۱۳۰
و قباب	غوادى	»	۱۳۱
فى قرىٰ	أجياد	»	۱۲۰
آه او يسمح	أعيادى	»	۱۲۳

(ذ)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
نطقت	آذا	كامل	۷۵
سيفا	شحاذا	»	۸۷
كالغصن	الحاذا	د	۸۴
أضحىٰ	أخاذا	»	۷۴
و الصبر	أزاذا	»	۱۳۵
عم اشتعالا	استنقاذا	»	۷۶
و على فيك	ملاذا	»	۱۱۲
أنى هجرت	فهاذا	»	۱۱۱
غير السلو	استحواذا	»	۱۱۲

(ر)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
و إذا سألتاه	لن ترا	كامل	٦۱
زدنى	تسعرا	»	»

* * *

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
أحسنت	جائر	كامل	١١٩
يا سائرا	سائرى	»	١٣٣
لكن وتدجك	ضائرى	»	١١٩
عينى جرحت	الأثر	هزج	٥٥
عنى إليك	الهاجر	كامل	١١٩
ولقد أقول	هاجرى	»	»
أتعبت	عاذرى	»	١٢٠
فكأن	ناظرى	»	»
فاعجب	شاكر	»	»
لمأجن	القمر	هزج	٥٥
يدنى	الساهر	كامل	١١٩
	(س)		
فإن أبى	بخسا	بسيط	٨٥
غرست	غرسا	»	»
	(ض)		
لاغرو	العارض	كامل	٢٣
لم يبق	الفارض	»	»
جز بالقرافة	الفارض	»	»
	(ط)		
محمد الهادى	هبط	رجز	١٧
من ذا الذى	فقط	»	»

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
	(ع)		
قطع قلبى	يتقطع	متقارب	٢١
*	*	*	
و هل لى	بائع	طويل	١٢٧
و هل نزل	شرائع	»	»
و هل أم	صنائع	»	»
وهل سلمت	الأصابع	»	»
وهل رضعت	المراضع	»	١٢٨
و هل رقصت	تدافع	»	١٢٧
أ برق	البراقع	»	٤٧
لعل أصيحابى	الأضالع	»	١٢٨
و يفرح	سامع	»	»
و عل الليبلات	طامع	»	»
*	*	*	
يا حادى	الجزع	هزج	٥٦
إن لم أرهم	و السمع	»	»
	(ف)		
و هواه	كالمصحف	كامل	٨٠
فسمعت	لم تعرف	»	»
و اسأل	لم يعرف	»	٨٨

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
و على تفنن	لم يوصف	كامل	١٩
يا أخت	بتلطاف	»	٨٠
فلعل	لا تنطفى	»	٩٠
لو قال	لم أتوقف	»	٨٠
قل المعذول	مستوقفى	»	١١٥
أو كان	لم أستنكف	»	٨٠
دع عنك	عنفى	»	١١٥
أهفو	تشوفى	»	٩٠

(ق)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
أهوى	الشرق	هزج	٥٥
تدرى	فرق	»	»

(ک)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
فبإقدام	يخشاكا	خفيف	٧٤

(ل)

صدر	قافيه	بحر	صفحه
وكيف	السبل	طويل	٩٠
فإن حدثوا	تتلو	»	١١٨
و صبرى	تحلو	»	١٣٥
فشنع	لم أسل	»	١٤٢
وأصبو	رسل	»	١١٨

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
تخالفت	أصل	طويل	۱۴۱
و إن ذكرت	صلوا	»	۸۹
خفيت	ظل	»	۱۳۳
جرى حبه	شغل	»	۷۹
فماصدق	النقل	»	۱۴۳
و لولا	قلوا	»	۸۸
أخذتم	الكل	»	۱۳۴
لقلت	ولوا	»	۸۹
فأرتاح	جهل	»	۱۱۸
إن ختم	سهل	رجز	۲۲

* * *

صدر	قافيه	بحر	صفحه
تحكم	خـال	طويل	۱۳۳
و حيـا	ذى الخال	»	۱۱۷
وكل فتى	العذل	»	۳۲
نسخت	الكل	»	«
و لى فى	الجهل	»	»

* * *

صدر	قافيه	بحر	صفحه
ما بين	بضلاله	كامل	۷۹
تفديه	ماله	»	۹۰

Marfat.com
Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
و أبيت	خياله	كامل	٩۴
إن المعيد	خياله	»	»
	(م)		
ما بلدة	العجم	رجز	٥٧
و ثلثه	انقسم	»	٥٨
و ثلثه	النغم	»	٥٧
※	※	※	
لها البدر	نجم	طويل	٧٥
شربنا	الكرم	»	٥۴
※	※	※	
فرشت	اثامى	طويل	٩١
أدر ذكر	مدامى	»	١١٦
فماسمحت	مرامى	»	٩١
فلى ذكرها	بخصام	»	١١٧
أمنية	أحلامى	بسيط	٣٦
كأن عذولى	سلام	طويل	١١٧
و بتنا	غلامى	»	٩١
و ملنا	كلام	»	»
ايشهد	منام	»	١١٦
إن كان	أيامى	بسيط	٣٦

Marfat.com

صدر	قافیه	بحر	صفحه
و لما تلاقینا	خیامی	طویل	۹۱
یا لائما	لم تلم	بسیط	۱۱۴

(ن)

صدر	قافیه	بحر	صفحه
أتانی	فتمکنا	طویل	۴

(ه)

صدر	قافیه	بحر	صفحه
وطنی	مشتهاها	رمل	۴۱

* * *

صدر	قافیه	بحر	صفحه
لم تذو	التشبیه	کامل	٦٧
هذا الکمال	فیه	»	»
برکات	تحکیه	»	٦٦
و کأنه	یرمیه	»	٦٧

(ی)

صدر	قافیه	بحر	صفحه
کهلال	لم تتأی	رمل	٨٦
جامحا	لم یتأی	»	۱۳۵
اومه صبا	صبی	»	۱۱۴
هل رأیتم	ظبی	»	۹۸
لیت شعری	مقلتی	»	۷۹
جنة عندی	جنتی	»	»
و بذات الشیح	حی	»	۹٦
عللوا	حی	»	۹۹

Marfat.com

صدر	قافيه	بحر	صفحه
بل أسيئوا	لدى	رمل	١٠٠
عتب	رى	»	٩٩
مارأت	لم‌ترى	»	٤٤
فارح	زى	»	٤٦
أ و لم‌ينه	زى	»	١١٣
إن قلت	شى	هزج	٥٦
سهم	شى	رمل	٩٨
أى شئ	شى	»	»
ذهب العمر	بشى	»	١٠٠
و لما يعذل	عصى	»	١١٣
سائق	طى	»	١٣ ، ٩٦
خافيا	طى	»	٩٤ ، ١٣٣
فى هواكم	طى	»	٤٠
رجع	غى	»	١١٢
ظل يهدى	لغى	»	١١٣
قل تركت	فى	»	٩٤
و إذا ولت	فى	»	١٠٠
خاطبه	رقى	»	٩٩
عجبا	كى	»	٩٤
نصبا	كى	»	١٠١

Marfat.com

صدر	قافیه	بحر	صفحه
أوعدونی	لی	رمل	۹۸
و تلطف	إلی	»	۹٦
أهوی	علی	هزج	٥٦
آه وا شوقی	اللمی	رمل	۱۰۰
أ بعینیه	أذنی	»	۱۱۳
نسب	أبوی	»	۴۴
یا سقی	اوی	»	۹۹
وضع الأسی	الهوی	»	۹۸

Marfat.com

Marfat.com

اشاریه

(ا)

آدم : ۱۵۱ ، ۱۵۲

آربری : ۴۹

ابن أبی حجلة : ٦۵

ابن حجر : ۱۴۴

ابن الشحنة ـ محب الدين

ابن العربی ، محی الدين : ۵۹ ، ٦۰

ابن عساکر : ۵

ابن المعتز : ٦۹

أبو تمام : ٦۹

ابو الحسن ـ الجزار

ابو الروح ـ عیسیٰ بن عبد الله

ابو القاسم ـ منفلوطی

ابو نواس : ٦۹

ابو هريرة : ۱۷۹

أجياد : ۱۲۰ ، ۱۲۱

أحناف : ۲۵

أرين : ۱۰۵

أزهر ، جامع : ۳ ، ۱۴ ، ۱۸ ، ۲۰ ، ۲۲ ، ۴۱

إسكندريه : ۱۵

الأعراف : ۱۵۱

إقبال : ۲۱

أم مالك : ۱۲۷

إنجيل : ۱٦۵

أنفاس الجنان : ۵۱

(ب)

بحتری : ۹۳ ، ۹۴

بدر : ۱۳۱

برکات : ٦٦ ، ٦۷

برهان الدين ابراهيم : ۴۸ ، ۴۹

برهان الدين ـ جعبری

برهان الدين البقاعی : ۱۷۵

بشار بن برد : ٦۸ ، ٦۹

بشام : ۱۲۴

بطحاء : ۱۲۴

بلخ : ۵۸

بلیک : ۸۱

بنو سعد : ۳ ، ۴۳

بنو عامر : ۱۰۴

Marfat.com

بیت الله : ۱۰۹ ، ۱۱۴ ، ۱۲۷
بیت المقدس : ۲۵

(ت)

ثانیهٔ صغری : ۱۲۵.
ثانیهٔ کبری : ۵۰ ، ۵۱ ، ۵۳ . ۵۴ ، ۵۹ ، ۶۱ ، ۱۰۲ ، ۱۴۴ ، ۱۴۵
تاج الدین ـ حسین بن احمد
تصوف : ۲۷ ، ۱۳۷ ، ۱۳۹ ، ۱۴۱ ، ۱۴۲ ، ۱۶۷ ، ۱۷۲
تقی الدین ـ عبد الرحمن
توریت : ۱۶۵

(ج)

جبریل : ۱۷ ، ۱۷۷ ، ۱۷۸
الجزار ، ابوالحسن : ۲۲
جعبری ، برهان الدین : ۲۲ ، ۲۳ ، ۳۴ ، ۳۵ ، ۳۶ ، ۳۷
جلال الدین ـ سیوطی
جلال الدین رومی ـ مولانا روم
جلال القزوینی : ۶۰
جمادی الأولی : ۲۲

(ح)

حافظ : ۵۴ ، ۱۵۶
حجاز : ۷ ، ۸ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۴ ، ۲۴ ، ۳۰ ، ۳۱ ، ۴۷ ، ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶
حجر : ۱۲۴
حجر أسود : ۱۲۷ ، ۱۲۸
حرم : ۱۰ ، ۲۸
حریری : ۶۹
حزوی : ۷۲
حسن البورینی : ۱۹ ، ۶۱ ، ۶۲ ، ۸۵ ، ۸۶
حسین بن أحمد ، تاج الدین : ۴۸
حطیم : ۱۲۳
حلب : ۵۸
حلیمه سعدیه : ۳ ، ۴۳
حماة : ۳

(خ)

خضر : ۱۷۲
خیف : ۱۲۲ ، ۱۲۷

Marfat.com

(د)

دار سعيد السعداء : ٢٥

داغ دهلوى : ٩

دحيه كلبى : ١٧٧ ، ١٧٨

دهناء : ١٣١

دويرة الصوفيه : ٣٦

(ذ)

ذات الشيح : ٩٦

ذو القعده : ٣

ذهبى ، شمس الدين : ٦٣

(ر)

رابعه : ٣٦

رجب : ٤٩

رشيد بن غالب : ٦١

ركن : ١٢٣

رمضان : ٤٠

ريا : ٩٩

(ز)

زكريا أنصارى : ١٧٥

زمزم : ١٢٨

زويله : ٤١

زهير : ٦٨

(س)

سراج الهندى : ٦٠

سعاد : ١٢٤

سلع : ١٢٩

سلمىٰ : ٩٩ ، ١٢٧

سليمىٰ : ١٢٨

سهىٰ : ١٣٨

سهروردي : ٢٧ ، ٢٨ ، ٢٩ ، ٣٢

سويقه : ٧٢

سيوطى ، جلال الدين : ٦١ ، ١٧٥

سيوفيه ، مدرسه : ٧

(ش)

شافعى : ٤ ، ١٥

شام : ٣ ، ٢٤ ، ٥٧ ، ١٢٠ ، ١٢١

شرف الدين ، قاضى : ١٣ ، ١٤

شظاء : ١٢٩

شمس البساطى : ٦٠

شمس الدن : ٢٩

شمس الدين الأيكى : ١٧٦

شمس الدين ـ ذهبى

شهاب الدين بن الخيمى : ٢٩ ، ٦٤ ، ٦٥

Marfat.com
Marfat.com

شرافع : ۲۵

شیخ مدین ـ مدین

(ص)

صفا ۳۰، ۳۱، ۱۲۳

صلاح الدین أیوبی : ۲۵، ۲۶

صلاحیه، خانقاه : ۱۷۶

صوفیه : ۱۶، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۹
۳۲، ۴۳، ۵۴، ۱۱۱، ۱۳۷،
۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۲،
۱۵۱، ۱۵۲، ۱۶۷، ۱۷۲،
۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۴، ۱۸۵

(ض)

ضارج : ۱۲۹

ضبی ـ مفضل

(ط)

طور : ۶۲، ۷۳، ۱۴۶

طی : ۱۳، ۹۶

(ع)

عارض : ۲۲، ۲۳

عبد الرحمن : ۵، ۲۹

عبد الرحمن، تقی الدین : ۱۷۶

عبد الرؤوف ـ المناوی

عبد الغنی ـ النابلسی

عتب : ۹۹

عجم : ۱۸، ۵۸

عذیب : ۱۲۶

عراق : ۲۸

عراقی : ۵۳

عرب : ۱۸

عرفات : ۲۸، ۱۲۷

عز الدین المحلی : ۱۷۵

عصیه : ۱۱۳، ۱۱۴

عقیق : ۹۹

علی، شیخ : ۱، ۵، ۲۳، ۴۴، ۴۵
۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹

علی بن المرشد، أبو الحسن : ۳

عمرو بن العاص : ۱۷

عهد أزل : ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳

عیسی بن عبدالله، أبوالروح : ۶۶
۶۷

(غ)

غالب، مرزا : ۴، ۳۱، ۵۶، ۶۲

غزالی : ۱۳۷
غضا : ۱۰۸
فور : ۴۷

(ف)

فتوحات مکیہ : ۶۰
فخرالدین عثمان الکاملی : ۱۴ ، ۱۵ ، ۴۲
الفرغانی : ۶۰ ، ۱۸۱

(ق)

قاسم بن قطلوبغا : ۱۷۵
القاشانی ، ۶۰
قاعة الخطابة : ۳ ، ۱۴ ، ۱۸ ، ۲۲
قاہرہ : ۳ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۱۹ ، ۲۷ ، ۴۰ ، ۴۶ ، ۴۷
قرافہ : ۲۲ ، ۲۳
قرآن : ۲۵ ، ۱۵۱ ، ۱۶۵ ، ۱۷۲ ، ۱۷۸ ، ۱۷۹
القیصری : ۶۰

(ک)

الکافیجی ، محی الدین : ۱۷۵
کعبہ : ۲۸ ، ۱۲۳
کمال الدین محمد : ۵ ، ۱۸ ، ۲۷ ، ۲۹ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۴۳ ، ۴۵ ، ۴۶ ، ۴۷ ، ۴۸ ، ۴۹

(ل)

لعالع : ۱۲۹
لوائح الجنان : ۵۱
لوی : ۹۹
لیلیٰ : ۴۷ ، ۱۰۴

(م)

متنبی : ۶۹ ، ۹۴
محب الدین بن الشحنة : ۱۷۵
محمد ، رسول اللہ : ۱۷
محمد بن سوار : ۶۴
محی الدین - ابن العربی
محی الدین - الکافیجی
مدین ، شیخ : ۱۴۴
مروة : ۱۲۳
مزدلفة : ۱۲۲ ، ۱۲۷
مشتہیٰ : ۲۰ ، ۴۰ ، ۴۱
مصر : ۳ ، ۷ ، ۱۰ ، ۱۲ ، ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۳۰ ، ۳۵ ، ۳۷ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۱۰۸ ، ۱۲۰ ، ۱۲۱

Marfat.com
Marfat.com

مصلی : ۱۲۱

مفضل ضبی : ۹۵

مقام إبراهیم : ۱۱ ، ۱۰۹ ، ۱۲۳

مقری : ٦٦

مقطم : ٦ ، ۱۷ ، ۲۲ ، ۳۹

مکه : ۷ ، ۸ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۲۴ ، ۳۰ ، ۳۹ ، ۱۰۹ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۵ ، ۱۲۸

الملک الکامل : ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۲۴ ، ۹٦

منیٰ : ۱۲۲

منار : ۱۵

المناوی ، عبدالرؤوف : ٦۳

منفلوط : ۳٦

منفلوطی ، أبو القاسم : ۳٦

موسیٰ : ۱۷۲

مولانا روم : ۵۱ ، ۸۲ ، ۹٦ ، ۱۸۱ ،

میرتقی : ۵۳

میر درد : ۲۱ ، ۵۷

میزاب : ۱۲۴

(ن)

النابلسی ، عبدالغنی : ٦۱

نجد : ۱۰۴ ، ۱۰٦

نجم الدین قاسم : ۴۸

نظم السلوك : ۵۱

نعمان : ۱۰۵

نقا : ۱۲۹

نکلسن : ۴٦ ، ٦۰ ، ۸۱

نیل : ۴۰

(و)

وعساء : ۱۲۹

(ه)

هریسه : ۱٦

(ی)

ینبع : ۱۳۱

Marfat.com

تصحیحات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۱۳	سابق	سائق
۲۱	۱۱	إذ	إذا
۳۱	٦	درون	ذروں
۳٦	٦	س	اس
۴٦	۵	ھ	بڑھ
۵۸	۱۸	۱	۱۰
٦۹	۲۰	کے	کی
۷۹	۱	کے لے	کرلے
۹۲	۱۳	درست	در شع
۱۱۷	۷	صاف ذکر	ذکر
۱۱۷	۱۱	مدہ	مژدہ
۱۲۴	۷	أو	او
۱٦۰	۲۱	لئے اس	اس لئے
۱۷۵	۱۹	عریز الدین	عزالدین

Marfat.com